فقہ کے بنیادی اصول

Foundations of Islamic Jurisprudence

Class Notes

تاریخ اسلامی کی پہلی درسگاہ، جہاں سے فقہ کی بنیاد پڑی

Taught by

شیخ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

Shaykh Zulfiqar Ahmad Naqshbandi Mujaddedi

Reviewed by

مفتی عبدالمقتدر صاحب – مسجد نداء الاسلام، نیوجرزی

Organized by

دار العلوم الاسلامیہ – سکرامنٹو، کیلیفورنیا

مولانا سعید پٹیل صاحب – مہتمم

FAQIR Publications

P.O.Box 597104,

Chicago, IL 60659 U.S.A

www.faqirpublications.com

فقہ کے بنیادی اصول

FOUNDATIONS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE

(JUNE 9 - 13, 2004)

TAUGHT BY

HAZRAT MAULANA ZULFIQAR AHMAD NAQSHBANDI

حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی (دامت برکاتہم)

REVIEWED BY

مفتی عبدالمقتدر صاحب۔ مسجد نداء الاسلام، نیوجرزی

دارالعلوم الاسلامیہ۔ سکرامنتو، کیلیفورنیا

حضرت مولانا سعید پٹیل صاحب۔ مہتمم

Please contact the following for further information and additional assistance in conducting this course:

HAZRAT MAULANA ZULFIQAR AHMED NAQSHBANDI
011-92 -471-625454
faqeer@brain.net
www.tasawwuf.org
www.faqirpublications.com

Mufti Kamaluddin Ahmed
(703) 981-5201
kamaluddin@att.net

Syed Kashif Karim
(847) 452-7339
kashif@tasawwuf.org

DARUL ULOOM AL-ISLAMIYAH SACRAMENTO
Maulana Saeed Patel
Principal
7285 25th Street
Sacramento, CA 95822
(916) 424-4770 *tel*
(916) 422-4720 *fax*
spatel6519@hotmail.com
darululoomsacto@hotmail.com

فقہ کے بنیادی اصول

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
تعارفی نشست	۱
درس الفقہ: درس نمبر۱:: علم کا پہلا ماخز: قرآن مجید	۵
درس الفقہ: درس نمبر۲:: علم کا دوسرا ماخز: حدیث مبارکہ	۹
درس الفقہ: درس نمبر۳:: علم کا تیسرا ماخز: عمل صحابہ (اجماع امت)	۱۱
صحابی کی تعریف	۱۱
توحید کا تعلق فطرت سے	۱۱
رسالت کا تعلق محبت سے	۱۱
شان صحابہ رضکا تعلق عقل سلیم سے	۱۲
نسبت کی وجہ سے عظمت	۱۲
مقام صحابہ رضقرآن مجید کی رو سے	۱۳
شان حبیب اللہ ﷺ	۱۵
آزمائش و امتحان کا خدائی دستور	۱۵
انوکھے انعام کیلئے انوکھا امتحان	۱۶
نتیجے کا خدائی اعلان	۱۷
صحابہ کرام رض کے ایمان کا مرتبہ	۱۷

صفحہ نمبر	عنوان
۱۸	صحابہ کرام رضی کا ایمان معیار ہے
۱۸	صحابہ کرام رضی کا مقام امانت وپیشوائی ہے
۱۸	معاریت صحابہ کرام رضی کا انکار رسوائی ہے
۱۹	صحابہ کرام رضی کے ساتھ خلافت ارضی کا وعدہ
۲۰	"محمد رسول اللہ والذین معہ" کی حیران کن مثالیں
۲۵	معیت خاصہ کی مثالیں
۲۷	مشاجرات صحابہ رضی
۳۰	ایک خوبصورت مثال
۳۰	مشاجرات کا پس منظر
۳۱	روشنی کے مینار
۳۵	اختلاف صحابہ کی حقیقت
۳۶	صحابہ کرام رض پر عمومی اعتراضات: حضرت ابوبکر صدیق رضی
۳۸	صحابہ کرام رض پر عمومی اعتراضات: حضرت عمر فاروق رضی
۳۸	صحابہ کرام رض پر عمومی اعتراضات: حضرت عثمان غنی رضی
۳۹	ایک سنہرا اصول
۴۰	صحابہ کرام رضی کی وکالت

صفحہ نمبر	عنوان
۴۳	اجماع امت (شرعی دلائل)
۴۵	درس الفقہ: درس نمبر۴:: علم کا چوتھا ماخذ (قیاس واجتہاد)
۴۷	قیاس کے شرعی دلائل
۴۹	درس الفقہ: درس نمبر۵:: ضرورت فقہ
۵۰	درس الفقہ: درس نمبر۶:: مقام فقہ
۵۲	درس الفقہ: درس نمبر۷:: اساس الفقہ
۵۵	درس الفقہ: درس نمبر۸:: فقہ کا دائرہ کار
۵۹	درس الفقہ: درس نمبر۹:: تدوین فقہ
۶۰	حنفی اصول فقہ
۶۴	تدوین فقہ کے منازل
۶۷	درس الفقہ: درس نمبر۱۰:: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ
۷۴	ضرورت استاد (ا)
۷۵	ضرورت استاد (ب)
۷۶	درس الفقہ: درس نمبر۱۱:: تقلید
۷۹	تقلید شخصی

عنوان	صفحہ نمبر
درس الفقہ: درس نمبر۱۲:: اسلام میں قانون سازی	۸۲
درس الفقہ: درس نمبر۱۳:: معارف و مسائل	۸۵
درس الفقہ: درس نمبر۱۴:: فقہ؛ اصول و کلیات	۸۸
درس الحدیث: درس نمبر۱:: درس حدیث	۹۲
درس الحدیث: درس نمبر۲:: حدیث نبوی ﷺ پر قرآن کا سایہ	۹۶
درس الحدیث: درس نمبر۳:: حفاظت حدیث	۹۸
درس الحدیث: درس نمبر۴:: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کتابت حدیث	۹۹
درس الحدیث: درس نمبر۵:: رجال الحدیث	۱۰۰
درس الحدیث: درس نمبر۶:: تدوین حدیث	۱۰۲

تعارفی نشست

O ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل رب زدنی علما۔ نبی ﷺ نے فرمایا: العلم نور۔

☆ آج کے پرفتن دور میں تین تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں۔

1) اللہ تعالیٰ کی معرفت کی بجائے کائنات کی معرفت حاصل کرنے پر محنت ہو رہی ہے۔

2) روح پر محنت کرنے کی بجائے مادے پر محنت ہو رہی ہے۔

3) آخرت سنوارنے کی بجائے دنیا سنوارنے کو مقصد بنالیا گیا ہے۔

☆ دنیا سیر گاہ نہیں۔ تماشا گاہ نہیں۔ آرام گاہ نہیں۔ قیام گاہ نہیں۔ بلکہ امتحان گاہ ہے۔ افسوس کہ ہم نے اسے چراگاہ بنالیا ہے۔

غنیمت سمجھ زندگی کی بہار — آنا نہ ہوگا یہاں بار بار

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو — جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

☆ مثل مشہور ہے: الوقت من ذهب وفضة — الوقت سيف قاطع

میری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو — بڑھاپا نہ بچپن نہ میری جوانی

جو چند ساعتیں یادِ دلبر میں گزریں — وہی ساعتیں ہیں میری زندگانی

☆ امام شافعی کا قول: کہ مجھے صوفیاء کی دو باتوں سے بہت فائدہ ہوا

1) اگر تم وقت کو نہیں کاٹو گے تو وقت تمہیں کاٹ دے گا۔ 2) اگر تم نفس کو حق میں مشغول نہیں کرو گے تو یہ تمہیں باطل میں مشغول کر دے گا۔

O نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: انما الاعمال بالنيات.

☆ حضرت عمرؓ نے فرمایا: لا عمل لمن لا نية له.

☆ ابن کثیرؒ نے فرمایا: نیت کرنا سیکھو، یہ عمل سے زیادہ اہم ہے۔

☆ داؤد طائی نے فرمایا: حسنِ نیت تمام بھلائیوں کا مجموعہ ہے۔

☆ سفیان ثوریؒ نے فرمایا: نیت کی مسلسل نگرانی کرو، کہ یہ الٹتی پلٹتی رہتی ہے۔

☆ یوسف بن اسباط نے فرمایا: نیت کو فاسد ہونے سے بچانا، اہلِ عمل کیلئے لمبی لمبی عبادتوں سے بہتر ہے۔

☆ عبداللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا: معمولی اعمال، حسنِ نیت سے عظیم، اور عظیم اعمال فسادِ نیت سے معمولی بن جاتے ہیں۔

○ مثل مشہور ہے: العلم بالتلقی. حدیث پاک میں ہے: العین حق بقول شاعر ؎ تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

؎ آنکھوں میں بس گئیں ہیں قیامت کی شوخیاں دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں

☆ حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ کی صحبت میں مولانا اکرم طوفانی تین دن رہے پھر تین سال تک تہجد قضا نہ ہوئی۔

☆ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں حضرت گنگوہیؒ ایک مہینہ رہے اور نسبت کا نور پالیا۔

☆ نبی ﷺ اپنے تین شاگردوں کیلئے تہجد کے وقت دعائیں کرتے تھے۔ ایک امام المفسرین بنا، دوسرا امام المحدثین بنا، تیسرا امام الفقہا بنا۔

☆ یہاں پر اپنا وقت ذکر اللہ کی کثرت میں گزاریں۔ انابت الی اللہ۔ رجوع الی اللہ۔ قلبِ منیب، عبدِ منیب

؎ فکرِ دنیا کر کے دیکھی، فکرِ عقبیٰ کر کے دیکھ چھوڑ کر اب فکر سارے، ذکرِ مولیٰ کر کے دیکھ

کون کس کے کام آیا کون کس کا ہے بنا سب کو اپنا کر کے دیکھا رب کو اپنا کر کے دیکھ

○ توجہ سے بات سنیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان فی ذٰلک لذکریٰ لمن کان له قلب او القی السمع و هو شهید.

ان فی ذٰلک لایات لقوم یسمعون. ولو اراد الله خیرا لاسمعهم.

☆ کافر لوگ قیامت کے دن حسرت سے کہیں گے: لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر.

○ رسوخ فی العلم کی نشانیاں۔ ۱۔ التقوٰی فیمابینه وبین الله. ۲۔ التواضع فیمابینه وبین الناس. ۳۔ الزهد فیما بینه وبین الدنیا.

۴۔ المجاهده فیمابینه وبین النفس. (حاشیہ جمل علی الجلالین)

○ شیڈول تقسیم کر دیا جائے گا۔ وقت کی پابندی کریں۔ درس اردو زبان میں ہوگا انگریزی میں ترجمہ کی سہولت ہوگی

مضمون سے متعلقہ سوالات پوچھنے کے لئے درس کے بعد وقت دیا جائے گا۔ انفرادی سوالات علیحدگی میں پوچھیں۔

☆ قرآن مجید میں سوالات پوچھنے کے آداب بتائے گئے ہیں: فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون. دوسری جگہ فرمایا:

لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم.

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: شفاء العی السؤال. دوسری جگہ فرمایا: حسن السؤال نصف العلم.

○ رہائش وغیرہ سے متعلق

○ امتحان: کورس کے اختتام پر ہلکا پھلکا multiple choice test ہوگا۔

☆ جو توجہ سے لیکچر سنے گا اس کو فیل ہونے کے لئے بہت محنت کرنی پڑے گی۔

☆ درس کے نوٹس دئے جائیں گے۔ غور سے پڑھیں، ایسا نہ ہو کہ جو سطر آپ چھوڑیں وہیں سے پرچہ بنے۔

☆ کورس کے اختتام پر سرٹیفکیٹ اور انعامات تقسیم کئے جائیں گے۔

O کورس کا مقصد:

☆ اپنی پہچان کرنی ہے کہ ہم کون ہیں۔ یہ ہمارا حق ہے۔ ہم ایک **مسلسل علمی میراث** رکھتے ہیں۔

☆ ہم رات کے اندھیرے میں نہیں بلکہ دن کی روشنی میں کہتے ہیں کہ ہم ٹپکے کے آم نہیں ہیں۔ ہم ایک **مسلسل علمی میراث** رکھتے ہیں۔

O انسانی جسم مستعار ملا ہے، فائدہ اٹھاؤ۔ انسانی وجود چکی کی مانند ہے۔

☆ امام رازی کو اس وقت پر بھی افسوس ہوتا تھا جو کھانے میں لگ جاتا تھا۔

☆ امام محمدؒ سواری پر ہوتے اور امام شافعی دوڑتے ہوئے سبق پڑھتے تھے۔

☆ ابن تیمیہؒ کے ایک شاگرد نے حاکم وقت سے جیل جانے کی فریاد کی۔

☆ مولانا یحییٰؒ کو 20 سال تک گنا چوسنے کی فرصت نہ ملی۔

☆ رابعہ بصریہؒ ساری رات عبادت کرتی۔ اونگھ آتی تو دعا کرتی: **اللهم انی اعوذبک من عین لا تشبع من النوم.**

ہارون رشید کے بیٹے کا واقعہ طلب علم کی روشن مثال ہے۔

میسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو　　نہیں ہے بندۂ حر کیلئے جہاں میں فراغ

O جو شخص دنیا میں اللہ تعالیٰ سے دوستی کرے گا وہ آخرت میں دشمنوں میں شمار نہ ہوگا۔

O ہم اپنی بے علمی اور بے عملی کے ساتھ اس دور میں زندہ ہیں جس دور میں پیدا ہونے سے اسلاف نے علم و عمل کے باوجود اللہ کی پناہ مانگی۔

O جن کے آباء حلال مال سے پیٹ نہیں بھرتے تھے آج ان کی اولادیں حرام مال سے پیٹ بھر رہی ہیں۔

☆ جن کے آباء کے تیل کا خرچہ کھانے پینے کے خرچے سے زیادہ ہوتا تھا، آج ان کے اولادیں دن کی روشنی میں بھی مطالعہ نہیں کرتیں۔

☆ جن کے آباء چٹائیوں پر بیٹھ کر عبادت میں رات گزارتے تھے آج ان کی اولادیں نرم بستروں پر شب باشی کی عادی بن چکی ہیں۔

☆ جن کے آباء تلاوتِ قرآن سے دن کی ابتدا کرتے تھے، آج ان کی اولادیں اخبار پڑھ کر دن کی ابتدا کرتے ہیں۔

☆ جن کے آباء نوافل کا بھی اہتمام کرتے تھے، آج ان کی اولادیں فرض نمازوں کا بھی اہتمام نہیں کرتیں۔

☆ جن کے آباء اپنی نیکیوں کی عدم قبولیت سے ڈرتے تھے، آج ان کی اولادیں کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے بھی نہیں ڈرتیں۔

☆ جن کے آباء اپنے دشمنوں سے بھی حسن سلوک کیا کرتے تھے، آج ان کی اولادیں اپنے عزیزوں سے بدسلوکی کرتے ہوئے نہیں گھبراتیں۔

☆ جن کے آباء کے قلوب محبت الٰہی کے عطر سے معطر ہوتے تھے، آج انکی اولادوں کے دل شہوانی، نفسانی، شیطانی لذتوں سے بدبودار ہیں۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے — وہ کیا گردوں تھا تو جسکا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں — کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سردارا

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی — کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارہ

O نبی ﷺ کا فرمان ہے: البركة مع اكابركم. اپنے اسلاف کی سچی نسبتوں کی یادیں تازہ کرنے کے لئے ہم اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارا یہاں حاضر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ خیر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ دنیا کے بادشاہ بھی اپنے دروازے پر آئے ہوئے فقیروں کو خالی نہیں جانے دیتے۔ اللہ تعالیٰ تو اللہ تعالیٰ ہے۔

O امام محمد خواب میں ملے، فرمایا پیشی ہوئی، فرمایا اگر بخشانہ ہوتا تو علم کے نور سے تیرے سینے کو نہ بھرتا۔

علم کا پہلا ماخذ: قرآن مجید

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہدایت دی﴾

مرغی اور بطخ کے بچے انڈے سے نکلتے ہیں مگر دونوں کی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں۔

فطری ہدایت میں حیوان اور انسان دونوں برابر ہیں۔

انسان میں بھوک پیاس کی مانند طلبِ علم بھی طبعی جذبہ ہے۔ مثالیں ۱۔ صبح سویرے اخبار بینی کا شوق

۲۔ کہیں جھگڑا ہو تو مجمع کا اکٹھا ہو جانا۔ ۳۔ ہر نئی چیز میں دلچسپی محسوس ہونا۔

سوال۔ انسان میں ذرائع علم کتنے ہیں؟

جواب۔ تین ہیں ۱۔ حواسِ خمسہ ۲۔ عقل ۳۔ وحی

۱۔ حواسِ خمسہ کا دائرہ کار مخصوص اور محدود ہے۔

حواسِ خمسہ سے اخذ شدہ معلومات میں غلطی کا قوی امکان ہوتا ہے مثلاً اگر فاصلہ زیادہ ہو تو بڑی چیز چھوٹی نظر آتی ہے۔ گرمی کے موسم میں سراب نظر آتا ہے۔ صفراء کے مریض کو میٹھی چیزیں بھی کڑوی معلوم ہوتی ہیں۔ زکام کا مریض خوشبو اور بدبو میں فرق نہیں کر سکتا۔

۲۔ عقل کے فیصلے ناقص ہوتے ہیں یہ بعض اوقات دھوکہ دیتی ہے پھر اسکا دائرہ کار بھی محدود ہے۔

☆ قرامطہ فرقے کے لیڈر عبیداللہ بن حسن قیروانی نے 800 سال پہلے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ بہن سے نکاح کر لیا کرو، اسکا عقلی رد ناممکن ہے۔

☆ 'ہٹلر' اور 'مسولینی' جیسے حکمران عقل کے پجاری تھے۔ ان کے فیصلوں پر انسانیت حیران ہے۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے

☆ انسان غصے کی حالت میں عقل سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ شریعت کا حکم ہے۔

لَا یَقْضِی الْقَاضِیْ وَهُوَ غَضْبَانٌ ﴿قاضی غصہ کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرے﴾

۳۔ عقلِ انسانی کو غلطی سے بچانے کیلئے وحیِ الٰہی کی روشنی حاصل ہونا ضروری ہے۔

☆ 'کمیونزم' اور 'سوشلزم' کے نظریات عقل کی پیداوار تھے مگر وقت نے ان کا پول کھول دیا۔

☆ عقلِ انسانی کائنات کی حد کو اپنے تصور میں نہیں لا سکتی۔ بھلا اسکی حقیقت کو کیا سمجھے گی۔

☆ عقل کی بنا پر کائنات کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرنا ایسا ہی ہے جیسے سنار کے ترازو میں کوہ ہمالیہ کو تولنے کی کوشش کرنا۔

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور ...... چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے۔

○امام راغب نے مفردات میں لکھا ہے الاشارۃ السریعة فی خفیہ (سرعت کے ساتھ پوشیدگی میں اشارہ کرنا)
شرعی اعتبار سے هو کلام الله المنزل علی نبی من انبیائه۔
○ قرآن مجید بھی وحی الہی ہے۔ نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک ھذا القران (یوسف:۳) (ہم بیان کرتے ہیں تم سے بہترین بیان اس لئے کہ ہم نے اس قرآن کی تمہارے پاس وحی بھیجی ہے)
اتل ما اوحی الیک من کتاب ربک (کھف:۲۷) (اسکی کتاب کی تلاوت کر جو تیرے رب کی طرف سے بھیجی گئی)
○وحی کی تین صورتیں: ما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیاً او من وراء حجاب او یرسل رسولاً فیوحی باذنه ما یشاء (کسی بشر کی مجال نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر اشارے سے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی پیغمبر کو بھیجے جو اللہ کے حکم سے جو اللہ چاہے کلام پہونچائے) (شوری:۵۱)

☆ قرآن مجید کے نزول کا مقصد بتایا گیا: لِتُخرِجَ النّاس مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّور
﴿محبوب آپ انسانوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالیں﴾
☆ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قُل اِنَّ هُدَی اللهِ هُوَ الهُدٰی
﴿آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے﴾

○امر و نہی کا سرچشمہ قرآن مجید ہے جس نے زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کی ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

ا۔ معیشت: سود حرام، زکوۃ دو، بیع لکھو۔

۲۔ معاشرت: اخلاق حمیدہ کی تلقین مثلاً والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس۔ سورۃ الحجرات میں غیبت و بدگمانی سے بچنے کا حکم۔ معاشرتی امن کے لئے سورۃ نور۔ سورۃ نساء میراث، نکاح، طلاق وغیرہ کے لئے۔

۳۔ عبادات کی تعلیم بھی دی مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ، صدقات وغیرہ

<u>اہم نکتہ</u>: یاد رکھیں کہ قرآن مجید کتاب ہدایت ہے۔ سائنس کی کتاب نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ خالق کائنات کے کلام میں ضمنی طور پر سائنسی انکشافات بھی ملتے ہیں۔ ہم جس ملک میں موجود ہیں ہر طرف سائنسی ترقی کا چرچا ہے۔ قرآن مجید وہ آفاقی کتاب ہے جس میں سے ہر انسان کو اپنے شعبے سے متعلقہ دلچسپ اشارات مل سکتے ہیں مثلاً:

۱۔حساب دان کے لئے مثبت (+) و ازدادوا تسعا ،منفی (-) الا خمسین عاما ،ضرب (x) اضعافا مضاعفه ،اور تقسیم (÷) فلها النصف وغیرہ۔

۲۔فارمسسٹ کے لئے کل شیء عنده بمقدار۔و ما ننزله الا بقدر معلوم۔(ہیرا اور کوئلہ) علم مقادیر (pharmacology)

۳۔مکینیکل انجنیر کے لئے و النا له الحديد فيه بأس شديد و منافع للناس۔

۴۔سول انجینیر کے لئے آتونی زبر الحديد۔(concrete and steel structure)

۵۔لکڑی کا کام کرنے والوں کے لئے و اصنع الفلک باعيننا و وحينا۔

۶۔حاکم کے لئے وعد الله الذين آمنوا منكم و عملوا الصالحات ليستخلفنهم فى الارض

۷۔جرنیل کے لئے واعدوا لهم ما استطعتم من قوة۔

۸۔شاعر کے لئے انا اعطيناک الكوثر. فصل لربک وانحر. ان شأنئک هو الابتر۔

۹۔ادیب کے لئے ان تضل احداهما فتذكر احداهما الاخرى

۱۰۔تاجر کے لئے فليكتب بينكم كاتب بالعدل۔

۱۱۔قاضی کے لئے واستشهدوا شهيدين من رجالكم.

۱۲۔سائنسدان کے لئے و من كل شيء خلقنا زوجين لعلكم تذكرون۔مثلاً مرد و عورت، زمین و آسمان، لیل و نہار، بحر و بر، شمس و قمر، اندھیرا اوجالا، زندہ و مردہ، عالم و جاہل، خوشی و غمی، صحت و بیماری، جسم و روح، دنیا و آخرت، matter & anti-matter، 0-1 (binarydigits)، positive & negative ions

ان فى خلق السموت والارض واختلاف الليل والنهار لايات لاو لى الالباب۔یہ آیت ثابت کر رہی ہے کہ مؤمن آنکھیں کھولے اور اپنے اردگرد کائنات میں پھیلی ہوئی اللہ تعالی کی نشانیوں کو دیکھے۔

قرآن مجید میں سائنسی انکشافات:

۱۔ایٹم کا تصور: لا یعزب عنه مثقال ذرة فی السمٰوٰت ولا فی الارض۔و لااصغر من ذلک و لا اکبر الا فی کتاب۔ذرة سے مراد ایٹم، اصغر سے مراد الیکٹران، پروٹون، نیوٹرون، نیوٹرینو، قوارکس، لائیٹ فوٹون وغیرہ۔اور اکبر سے مراد مولیکیول وغیرہ۔

۲۔محیط (orbit) کا تصور: و کل فی فلک یسبحون

۳۔زندگی کا تصور: وجعلنا من الماء کل شیء حی

۴۔پیدائش انسانی: خلقناکم من ذکر و انثی۔ماءٍ دافق۔ ظلمات ثلاث۔فجعلناہ سمیعاً بصیرا۔فخلقنا النطفة علقة۔ فتبارک الله احسن الخالقین۔

۵۔سمندر سے متعلق: فی بحرلجی یغشٰه موج من فوقه موج من فوقه سحاب۔ یہ آیت پڑھ کر سائنسدان مسلمان ہوگیا۔

۶۔قوانین فطرت: فلا نقیم لهم یوم القیامة وزناً۔

۷۔شہاب ثاقب کا علم: فاتبعه شهاب ثاقب۔(meteorite)

۸۔اجرام فلکی کا علم: القمر بازغا،الشمس بازغة

۹۔کائنات سے متعلق: والسماء بنیناها باید و انا لموسعون۔(expanding universe)

۱۰۔وقت کا تصور: ان یوماً عند ربک کالف سنة مما تعدون۔کان مقدارہ خمسین الف سنة۔

۱۱۔حال، ماضی، مستقبل کا تصور (time dilation) (Theory of relativity)

$$T = \frac{T_0}{\sqrt{1-(v/c)^2}}$$

۱۲۔آسمان سے متعلق: والسماء ذات الرجع۔

(Troposphere, Ionosphere, Van Allen Belts, Magnetosphere)

نتیجہ: مندرجہ بالا مثالوں سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید سب سے بڑا ماخذ علم ہے۔ یہ ایسی کامل کتاب ہے جو انسان کو زندگی کے ہر قدم پر رہنمائی عطا کرتی ہے۔انسانیت کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی کتاب۔ بھولے بھٹکوں کو سیدھا راستہ دکھانے والی کتاب۔ قعر مذلت میں گرے ہوؤں کو اوج ثریا پر پہنچانے والی کتاب۔ یہ انسانیت کے لئے دستور حیات ہے، انسانیت کے لئے منشور حیات ہے، انسانیت کے لئے ضابطہ حیات ہے، بلکہ پوری انسانیت کے لئے آب حیات ہے۔

علم کا دوسرا ماخذ: حدیث مبارکہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: لتبین للناس ما نزل الیھم۔ و ما ینطق عن الھوی و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزاً عظیما

O تعلیمات نبوی ﷺ کا ذخیرہ (500,000) احادیث کی صورت میں محفوظ ہے۔ دنیا کا ہر انسان اپنے زندگی کے کچھ حصے کو پرائیویٹ لائف کہ کر دوسروں سے چھپاتا ہے۔ بیوی سے کہتا ہے کہ آپس کی باتیں دوسروں کو نہیں بتانی۔ پوری تاریخ انسانیت میں، ایک نبی ﷺ کی ذات مبارکہ ہے جس نے بیویوں سے، دوستوں سے، اپنوں سے، پرایوں سے، غرض ہر ایک سے کہو کہ مجھے جو کچھ کرتا دیکھو دوسروں کو بتاؤ۔ ایسی کھلی، دھلی، نکھری ہوئی پاکیزہ زندگی پر قربان جائیں۔

O نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے عربوں کے بارے میں گبن مؤرخ لکھتا ہے: (At that time Arabia was the most degraded nation of the world) جبکہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کے بارے میں مؤرخ ھیٹی لکھتا ہے: (After the death of Muhammad, the land of Arabia became the nursery of heroes)

عرب جاہلوں کو نبی ﷺ کی تعلیمات نے مقام انسانیت سے ہمکنار کیا۔ ملک گیری سے لیکر تھوک پھینکنے تک کے آداب سکھائے۔

O نبی ﷺ بحثیت معلم اعظم، مرشد اعظم، بحثیت ماہر نفسیات، مثالوں سے سمجھاتے، نہر کی مثال، درخت کی مثال، قضاء نماز۔

O طب نبوی ﷺ ہارون رشید کے دربار میں عیسائی طبیب۔

O نبی ﷺ تاریخ کی روشنی میں تشریف لائے۔ He was born in the full light of history ہیٹی نے کہا ہے۔

O ارشاد باری تعالیٰ ہے: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ۔ انسانیت کو پروردگار عالم نے دو تحفے عطا کئے: ایک کلام اللہ، دوسرا رسول اللہ۔ قرآن علم ہے، نبی ﷺ عمل ہیں۔ قرآن کتاب ہے، نبی ﷺ قاری ہیں۔ قرآن ہدایت ہے، نبی ﷺ ہادی ہیں۔ قرآن نور ہے، تو نبی ﷺ سراجاً منیرا ہیں۔

O دو خدائی تحفے: ایک کلام اللہ، دوسرا رسول اللہ۔ ایک قرآن ساکت ہے، دوسرا قرآن ناطق ہے۔ سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کان خلقہ القرآن۔

صحابہ فرمایا کرتے تھے: ہم نبی ﷺ کا چہرہ دیکھتے تو یوں محسوس ہوتا کانہ ورقۃ مصحف۔ قران سامنے کھلا ہو۔

غار ثور میں صدیق اکبرؓ کی گود، نبی ﷺ کا سر مبارک۔ ایک طرف عشق صدیق، دوسری طرف حسن رسول ﷺ۔

بقول شاعر ؎ ہم ہی ہم ہوں، تیری محفل میں کوئی اور نہ ہو۔

شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ صدیق اکبرؓ کی گود اور نبی ﷺ کا چہرہ تصور کی آنکھ میں یوں لگتا ہے جیسے رحل پر قرآن مجید رکھا ہوا ہے۔

بقول شاعر: ؎ یہ حسن ساتھ عشق کے کیالا جواب ہے رکھی ہوئی رحل پہ خدا کی کتاب ہے۔

موذی کیڑے کے کاٹنے پر صدیق اکبرؓ کے آنسو محبوب کے رخسار پر گرے۔

بقول شاعر: ؎ آنسو گرا ہے روئے رسالت مآب پر قربان ہونے آئی ہے شبنم گلاب پر۔

O دنیا کے سب مشاہیر نے موت سے پہلے کہا: ہم نے یہ کرنا تھا مگر وقت نے مہلت نہ دی۔ زندگی نے وفا نہ کی۔ میں یہ کام نہ کرسکا۔ وہ نہ کر سکا۔ گویا میری زندگی ادھوری رہ گئی۔ صرف ایک ہستی ایسی ہے جس نے بقائمی ہوش وحواس لاکھوں کے مجمع میں فرمایا: لوگو! میں جس مقصد کے لئے آیا تھا وہ پورا کر چکا ہوں۔

O وہ کون شخصیت ہے جس نے اتنے تھوڑے وسائل کے ساتھ، اتنے تھوڑے وقت میں، اتنے بہترین نتائج حاصل کئے ہیں۔

O بیٹی کو عزت ملی نبی ﷺ کے صدقے، بہن کو ناموس ملا نبی کے صدقے، بیوی کو حقوق ملے نبی کے صدقے، ماں کو وقار ملا نبی کے صدقے۔ باپ کو عظمت ملی نبی کے صدقے۔ اولاد کو شفقت ملی نبی کے صدقے۔ و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین.

O قرآن کی عملی تفسیر حیات نبوی۔ ذات وصفات کی آیات عقائد نبوی۔ احکام کی آیات اعمال نبوی، توجہ الی اللہ کی آیات خلوت نبوی، تربیت کی آیات جلوت نبوی، قہر وغضب کی آیات: جلال نبوی۔ مہر ورحمت کی آیات جمال نبوی۔ نفی غیر کی آیات فنائیت نبوی۔ اثبات حق کی آیات بقائیت نبوی۔ قرآن کے علمی عجائبات کی انتہا نہیں۔ نبی ﷺ کے عملی عجائبات کی انتہا نہیں۔

O نبی ﷺ نے نبوت کی دلیل میں اپنی زندگی پیش کی۔ وہ پھولوں سے زیادہ معصوم جوانی تھی۔

O اپنوں میں معزز ومعظم بننا مشکل ہوتا ہے۔ (no one is a hero to his own wallet)

O مذہبی اداروں میں شخصیت پرستی کی بجائے خدا پرستی کی بنیاد ڈالی۔ اعتقادات میں توہم پرستی کی بجائے حق پرستی کو فروغ دیا۔ سائنس میں فطرۃ کی پرستش کرنے کی بجائے اسے مسخر کرنے کا سبق دیا۔ سیاست میں نسلی بادشاہت کی بجائے خلافت کا راستہ دکھایا۔ علم کی دنیا میں خیال آرائی کی بجائے حقیقت نگاری کا ساتھ دیا معاشرہ میں ظلم کی بجائے عدل کی نشان دہی کی۔ سب کا جواب نبی ﷺ کی شخصیت کا بلند مینار ہے۔

O مائیکل ہارٹ نے لکھا He was the only man who was supremely successful on both secular and religious levels.

O جس طرح انسان اپنی آنکھ اٹھائے تو ہر طرف نیلا آسمان چھایا نظر آتا ہے۔ اسی طرح انسانی زندگی کے جس شعبے میں نظر اٹھا کر دیکھیں تو محمد عربی ﷺ کی ذات آسمان انسانیت کی طرح نظر آتی ہے۔ سنت نبوی ﷺ علم کا دوسرا ماخذ ہے۔

؎ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

علم کا تیسرا ماخذ: عمل صحابہ (اجماع امت)

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن کے اولین مخاطب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلاواسطہ شاگرد اور بعد کی پوری امت کے معلم اول ہیں۔ بعد والوں کو جو کچھ بھی ملا انہی کے دم قدم سے ملا۔ نبی ﷺ افضل الرسل ہیں اور آپ کے صحابہ افضل الاصحاب ہیں۔ اگر انسانی تاریخ میں انبیائے کرام کے بعد صحابہ کرامؓ سے افضل کوئی اور مخلوق ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے فیضان صحبت سے مشرف ہونے کے لئے اسی کا انتخاب فرماتے۔ نبی ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت اور ختمِ نبوت کے منصب کیلئے میرا انتخاب خود فرمایا۔ اسی طرح میرے لئے ساتھیوں کا انتخاب بھی خود کیا اور انہیں میرے اعوان و انصار بنا دیا۔ نبی اکرم ﷺ چونکہ تمام مخلوق سے افضل اور برتر ہیں۔ اسی لئے ان کے تربیت یافتہ افرادِ قدسیہ بھی تمام دیگر مخلوق سے افضل ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسانیت کی پوری تاریخ اس سے زیادہ پاکباز گروہ کی کوئی دوسری مثال پیش نہیں کر سکتی۔

صحابی کی تعریف: وہ انسان جس نے ایمان کے ساتھ نبی ﷺ کا جلوہ جمال دیکھا ہو یا پسِ پردہ آپ کی آواز سنی ہو اور اسی ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ اگر یہ تین شرائط پوری ہوتی ہوں تو اس شخص کو صحابیت کا درجہ حاصل ہوگا۔ زیارت کا وقت اگرچہ بہت کم ہو۔ علماء نے لکھا ہے کہ لَوْ کَانَ قَائِماً (اگرچہ کھڑے کھڑے ہی دیکھا ہو)

''صحابی'' اور ''صاحب'' عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ ان کا معنی ہے یار، دوست، ساتھی، رفیق، شریکِ کار۔ صحابی کی جمع صحابہ یعنی بہت سے دوست۔ بہت سے یار۔

توحید کا تعلق فطرت سے: ہر شخص فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر توحید کا قائل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ

فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا (فطرتِ خداوندی وہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا)

حدیث پاک میں ہے کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الاسلامِ (ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ پیدا ہونے والا ہر بچہ فطرتاً موحد ہوتا ہے۔ البتہ ماحول اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتا ہے۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہر انسان مشکل اور مصیبت میں گھبرا کر پکارتا اسی خدا کو ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَاِذَا غَشِیَھُمْ مَوْجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (جب ان (مشرکوں) کو کوئی موج ڈھانپ لیتی ہے بادلوں کی طرح تو وہ پکارنے لگتے ہیں اللہ کو خالص ہو کر اسکی بندگی میں)

رسالت کا تعلق محبت سے: انسان جذبہ محبت سے مجبور ہو کر رسالت کا اقرار کرتا ہے۔ اسی وجہ سے کئی پڑھے لکھے ہندو سکھ، عیسائی بھی نبی ﷺ کی عظمت کے قائل ہیں۔ بعض نے تو نبی ﷺ کی شان میں نعتیہ کلام کے ذریعے ہدیہ عقیدت پیش بھی کیا

ہے۔ بعض مشرکینِ مکہ اپنے دلوں میں نبی ﷺ کو حق اور سچ پر سمجھتے تھے مگر کہتے تھے کہ اس بات کا اظہار کر دینے سے ہماری سرداری چلی جائے گی۔ قرآن مجید نے ان الفاظ میں صورتِ حال کو کھول دیا اور فرمایا۔

يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَ هُمْ (جانتے ہیں ان کو جیسا کہ جانتے ہیں اپنی اولاد کو)

شانِ صحابہؓ کا تعلق عقلِ سلیم سے: عقلِ سلیم بہت بڑی نعمتِ خداوندی ہے۔ عقلِ سلیم کا تقاضا ہے کہ نبی ﷺ کی ہر چیز سے محبت کی جائے حتیٰ کہ نعلین مبارک سے بھی محبت رکھی جائے۔ قاضی ابو یوسفؒ نے ''کدّو'' کو ناپسند کہنے والے سے کہا تھا

جَدِّدِ الْاِيْمَانَ وَاِلَّا لَا َقْتُلَنَّكَ (تم اپنے ایمان کی تجدید کرو ورنہ میں تجھے ضرور قتل کردوں گا)

کتنی عجیب بات ہے کہ انسان اپنے یاروں سے محبت کرے اور نبی ﷺ کے یاروں سے بغض رکھے۔ کوئی بھی عقل کا دشمن صحابہؓ کا دوست نہیں ہوسکتا۔ عموماً بے عقل آدمی (ملنگ، بھنگی) ہی صحابہؓ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتا ہے۔ اگر دل میں صحابہؓ سے بغض ہو تو قیامت کے دن نبی ﷺ کی شفاعت کی امید رکھنا بیکار ہے۔ عجیب بات ہے کہ جو شخص حج وعمرہ پر ایمان کی حالت میں روضہ اقدس کی جالی دیکھ آئے اسے ہم جنتی سمجھیں تو پھر جس نے ایمان کی حالت میں نبی ﷺ کو دیکھا ہو اس کے بارے میں کیا خیال ہے

سے

ابھی سے سوچ سمجھ لو وگرنہ حشر کے دن .... میرے سوال کا تم سے جواب ہو کہ نہ ہو

نسبت کی وجہ سے عظمت: انبیاء کرامؑ کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتی ہے مثلاً ''محمد'' رسول اللہ ﷺ، ''موسیٰؑ'' کلیم اللہ، ''عیسیٰؑ'' روح اللہ، ''اسماعیلؑ'' ذبیح اللہ، ''ابراہیمؑ'' خلیل اللہ، اور اس نسبت کی وجہ سے ان کی عظمت ہوتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کو نبی ﷺ سے نسبت ملی فرمایا۔

مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ (محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں)

پس صحابہؓ کی نسبت محمد ﷺ سے اور محمد ﷺ کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ''رسولی'' (میرے رسول اکرم ﷺ) کہکر شرف بخشا اور نبی ﷺ نے اپنے یاروں کو ''اصحابی'' (میرے صحابہؓ) کہکر عزت بخشی۔ اس نسبتِ نبویؐ نے صحابہؓ کو معزز و مکرم بنا دیا۔ نتیجہ نکلا کہ صحابہؓ کی عظمت عمل کی وجہ سے نہیں بلکہ نسبت کی وجہ سے ہے۔ پس کوئی بھی آدمی کسی نبیؑ یا صحابیؓ کو عمل کے ترازو میں نہیں تول سکتا۔ ان کی شان اس سے بلند ہے۔

ایک بنیادی اصول: اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی بھی نبیؑ کی عظمت ان کے مقامِ نبوت کی وجہ سے ہوتی ہے لہٰذا کوئی غیر نبیؑ یعنی امتی ظاہر عمل میں ان سے کتنا آگے کیوں نہ نکل جائے مگر درجہ پھر بھی نبیؑ ہی کا زیادہ ہوگا۔ ایک صحابیہؓ نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ میرا خاوند مسلسل روزے رکھتا ہے اور ساری رات عبادت میں گزار دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے خاوند سے پوچھا ابو درداءؓ کیا بات اسی طرح ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا مجھے نہیں دیکھتے کہ کبھی روزہ رکھتا ہوں کبھی افطار کرتا ہوں۔ اس سے

معلوم ہوا کہ ظاہر مقدار کو دیکھا جائے تو صحابیؓ کا عمل زیادہ نظر آتا ہے۔ لیکن نبی ﷺ کے عمل کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ پس اصول یہ نکلا کہ نبیؑ اور غیر نبی کے عمل کا موازنہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ بالکل اسی طرح صحابہؓ کی عظمت ان کی صحابیت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لہٰذا صحابیؓ اور غیر صحابی کے عمل کا موازنہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ صحابیؓ ہر حال میں غیر صحابی سے افضل ہوگا۔ اس کی دلیل حدیثِ پاک سے ملتی ہے، کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

لَو اَنَّ اَحَدَکُم اَنفَقَ مِثلَ اُحُدٍ ذَھبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِ ھِم وَلَا نَصِیبُ

(اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہؓ کے ایک مُد جو کے برابر نہیں ہو سکتا)

○ حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

"بدنوں کے قرب کو دلوں کے قرب میں عظیم تاثیر ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی صحابہؓ کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ حضرت اویس قرنیؒ اسقدر بلند مرتبہ ہونے کے باوجود چونکہ حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا شرف حاصل نہ کر سکے اس لیے کسی ادنیٰ صحابیؓ کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکے"۔۔۔ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہؓ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیزؒ؟ آپ نے جواب دیا کہ وہ غبار جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے حضرت امیر معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا تھا وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے کئی درجہ بہتر ہے۔

مقام صحابہؓ قرآن مجید کی رو سے:

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیمؑ کو منبع ہدایت بنایا اور انسانیت کی پیشوائی کا مقام عطا کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انی جاعلک للناس اماما　(میں تجھ کو کروں گا سب لوگوں کا پیشوا)۔ چنانچہ آپ کے بعد تمام انبیاءؑ آپ ہی کی اولاد سے ہوئے۔ حضرت اسحٰقؑ کی اولاد سے حضرت عیسیٰؑ تک اور آخر میں دوسرے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے سید المرسلین ﷺ کو مبعوث فرما کر سلسلہ نبوت پر اختتام کی مہر لگا دی۔

دعائے خلیل اللہ علیہ السلام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ و اذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت و اسماعیل . ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم. ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امة مسلمة لک و ارنا مناسکنا و تب علینا انک انت التواب الرحیم. ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم آیاتک و یعلمهم الکتاب والحکمة و یزکیهم انک انت العزیز الحکیم.　(بقرة127)

(اور اس وقت کو یاد کیجئے جب کہ ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور اسماعیلؑ بھی (اور ساتھ ساتھ یہ دعا مانگ رہے تھے) کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ (خدمت) قبول فرما لے۔ بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لے اور ہماری اولاد میں سے ایک فرمانبردار جماعت بنا اور ہمیں حج کے مناسک سکھا اور ہم پر نظرِ عنایت مبذول فرما۔ بیشک تو ہی توبہ قبول فرمانے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ان (ہماری اولاد یا اس سے ہونے والی فرمانبردار جماعت) میں ایک رسولِ مکرم مبعوث فرما جو ان ہی میں سے ہو۔ جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے۔ ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاکیزہ بنائے۔ بے شک تو ہی زبردست ہے، حکمت والا ہے)

مندرجہ بالا دعا میں تین سوال کئے گئے۔ پہلا تعمیر کعبہ کو شرف قبولیت بخشنے کا سوال ہے۔ دوسرا فطرت ابراہیمی رکھنے والے افراد کی جماعت کا سوال ہے۔ تیسرا تاجدارِ ختم المرسلین کی بعثت کا سوال ہے۔ یہ دعائے ابراہیمی اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہوئی۔ پہلا سوال اس طرح پورا ہوا کہ خانہ کعبہ کو انسانیت کیلئے قیامت تک سجدہ گاہ بنا دیا اور حج وعمرہ سے آباد فرما دیا۔ دوسرا سوال فطرت ابراہیمی رکھنے والی جماعت سے متعلق تھا۔ اس کی تمنا حضرت موسیٰؑ نے کی کہ وہ میری امت کو بنا دیا جائے۔

دعائے کلیم اللہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی۔

انت ولینا فاغفرلنا وارحمنا وانت خیر الغافرین. واکتب لنا فی هذه الدنیا حسنة و فی الاخرة انا هدنا الیک قال عذابی اصیب به من اشاء و رحمتی و سعت کل شئی فسا کتبها للذین یتقون و یؤ تون الزکوٰة والذین هم بآیتنا یؤمنون. الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة والانجیل.
(الاعراف 157-156)

(تو ہی ہمارا سرپرست ہے سو تو ہمیں معاف فرما دے۔ ہم پر رحم فرما تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی مقدر فرما دے اور آخرت میں بھی۔ بے شک ہم تیری طرف چل نکلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب جس پر چاہوں مسلط کر دوں اور میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ سو میں عنقریب اسے مقدر کر دوں گا۔ ان لوگوں کیلئے جو متقی ہوں گے۔ زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری آیات پر ایمان و یقین رکھنے والے ہوں گے۔ وہ لوگ جو پیروی کریں گے اس نبیٔ اُمی کی جسے وہ تورات وانجیل میں لکھا ہوا پائیں گے۔)

ان آیات میں حضرت موسیٰؑ نے درخواست کی کہ فطرتِ ابراہیمی رکھنے والی جماعت ان کی امت کو بنا دیجئے۔ جواب ملا کہ یہ سعادت تو ان کو ملے گی جو میرے محبوب ﷺ کی پیروی کریں گے۔ ان کی نشانیاں تورات وانجیل میں لکھی پائیں گے۔

شانِ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ارشاد باری تعالیٰ ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا۔ سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ. ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰاۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ (الفتح 29)

(محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر نہایت سخت اور آپس میں نہایت نرم دل ہیں۔ (اے مخاطب) تو ان کو رکوع اور سجدے ہی میں دیکھے گا۔ اس سے ان کا مقصود اور طلب محض فضلِ خداوندی اور رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ سجدوں کے اثر سے ان کی نشانیاں ان کے چہروں پر عیاں ہیں۔ ان کی یہ شان تورات میں بھی ہے اور انجیل میں بھی۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابراہیمؑ کی دوسری اور تیسری درخواست کے مصداق صحابہ کرامؓ اور سیدنا رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ آیاتِ مبارکہ کمالاتِ صحابہؓ کے بارے میں ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔ سبحان اللہ کس اہتمام سے صحابہ کرامؓ کی قدسی اور پاکیزہ جماعت کی شان بیان کی گئی ہے۔

ایں سعادت بزور باز و نیست..........تانہ بخشد خدائے بخشندہ

آزمائش وامتحان کا خدائی دستور: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْآ اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ. وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ. (29 : 2)

(کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر ہم یقین لائے اور ان کو جانچ نہ ہوگی اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کریگا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کریگا جھوٹوں کو)

انسانی فطرت ہے کہ کسی چیز کو اپنانے سے پہلے اس کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔ گاہک چیز کو خریدنے سے پہلے ٹھوک بجا کر دیکھتا ہے۔ مالک کسی کو ملازمت دینے سے پہلے انٹرویو لیتا ہے۔ حکومتی ادارے کسی کو سند دینے سے پہلے امتحان لیتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے بھی صحابہ اکرامؓ کو قبولیت کی سند دینے سے پہلے آزمائش و امتحان کے دور سے گزارا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی (ان کے دلوں کو اللہ نے تقوی کے لئے پرکھ لیا)۔

جب اللہ رب العزت جیسی قادر مطلق اور علیم وخبیر ذات نے صحابہ کرامؓ کے دلوں کو ایمان سے مزین پایا تو نتیجے کا اعلان درج ذیل الفاظ میں فرمایا۔ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَ کَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ O فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ نِعْمَۃً وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ O (49-8-7)

(لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنادیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کردیا ہے۔ اور کفر، گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے۔ اب یہی لوگ رُشد وہدایت والے ہیں اللہ کا فضل اور احسان ہے اور اللہ (مخلص وغیر مخلص کو) خوب جاننے والا حکمتوں والا ہے)

اللہ رب العزت نے صحابہ کرامؓ کے دلوں کو ایمانِ کامل کی نعمت سے پہلے مزین فرمایا پھر انہیں مختلف آزمائشوں کے دوران تقوی پر جمائے بھی رکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

وَ اَلْزَمَهُم كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا O (26:48)

(اور ان (صحابہؓ) کو تقوی پر قائم رکھا اور دراصل وہی لوگ اس کے حقدار اور اہل ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے ظاہر وباطن کو جانتے ہوئے ان کے کمالِ ایمان وتقوی کی تصدیق فرمائی)

انوکھے انعام کیلئے انوکھا امتحان:

اللہ رب العزت نے سابقہ اُمتوں کے امتحان کا تذکرہ درج ذیل الفاظ میں فرمایا۔

اَمْ حَسِبْتُم اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوا حَتّٰى يَقُولَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ. اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ. O (2:214)

(کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ویسے ہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تم پر ابھی وہ حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے اہل حق کو پیش آئے تھے۔ ان پر سختیوں اور تکالیف کے پہاڑ ٹوٹے اور جھنجھوڑے گئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھی پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ جان لو اللہ کی مدد قریب ہے)

یہ یقینی بات ہے کہ آزمائش وابتلاء حسب مرتبہ ومقام پیش آتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی آزمائش کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

اِذْ جَآءُوكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا. هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيْدًا O (33 : 10-11)

(اور وہ وقت بھی یاد رکھنے کے لائق ہے جب وہ کفار تم پر اوپر سے بھی چڑھ آئے اور نچلی طرف سے بھی اور جب (حالات کی سنگینی کے پیش نظر) آنکھیں پتھرانے لگیں اور دل گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس موقعہ پر مومنوں کی خوب آزمائش ہوئی اور وہ اچھی طرح جھنجھوڑے گئے۔)

غور کیجئے کہ سابقہ امتوں کیلئے فقط زُلْزِلُوا کا لفظ استعمال کیا مگر صحابہ کرامؓ کیلئے زُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيْدًا کے الفاظ استعمال کئے گئے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کو اتنی سنگین اور کٹھن آزمائشوں میں سے گزرنا پڑا کہ جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

نتیجے کا خدائی اعلان: صحابہ کرامؓ کو سخت ترین آزمائشوں سے گزارنے کے بعد خدائی اعلان درج ذیل الفاظ میں کیا گیا

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلاً .(33-23-22)

(اہل ایمان میں سے ایسے بھی مردِ مومن ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا بعض نے تو اپنی آرزو پوری کرلی اور بعض ابھی انتظار میں ہیں اور ذرّہ برابر بھی نہیں بدلے

صحابہ کرامؓ کے ایمان کا مرتبہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کل آمن باللہ و ملئکته و کتبه ورسله .(البقرہ)

(رسولؐ ایمان لائے اس پر جو رب کی طرف سے اس پر نازل ہوا اور مومن بھی ایمان لائے۔ سب کے سب (رسولؐ اور صحابہؓ) اللہ پر ایمان لائے اور اسکے فرشتوں پر۔ کتابوں اور اس کے رسولوں پر)

اس آیت میں صحابہؓ کے ایمان کو رسول اللہ ﷺ کے ایمان کے ساتھ مساوی ذکر کیا جا رہا ہے اگرچہ امت کے ایمان میں اور رسول اللہ ﷺ کے ایمان میں فرق لازمی ہے مگر اس کے باوجود خلوص، کمال اور صحتِ ایمان میں یکسانیت بیان فرمائی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسوله ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون .

(ایمان والے تو صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے پھر کبھی شک میں نہ پڑے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے رہے یہی لوگ سچے ہیں (ہر قدم اور ہر معاملے میں)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم و اذا تلیت علیھم آیاته زادتھم ایماناً وعلیٰ ربھم یتوکلون الذین یقیمون الصلوۃ و مما رزقنا ھم ینفقون . اولئک ھم المؤمنون حقا لھم درجاتٌ عندربھم و مغفرۃ ورزق کریم (الانفال 3)

(ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیات سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان و یقین مزید بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ پکے سچے مومن ہیں اور ان کے لئے ان کے اللہ کے ہاں بڑے درجات ہیں اور ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے)۔

صحابہ کرام کی شان میں قرآن مجید کے الفاظ عادل گواہ ہیں۔ مثلاً

اولئک ھم الصادقونO   اولئک ھم المھتدونO   اولئک کتب فی قلو بھم الایمانO

اولئک ھم الراشدون اولئک ھم المفلحونO   اولئک حز ب اللہ O   اولئک ھم المومنون حقاً O

سبحان اللہ صحابہ کرامؓ کے یہ تمام اعزازات دائمی ہیں خدائی اعلان سنئے۔

وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤوف الرحیم .

(اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تمہارا ایمان گنوادے اور ضائع کردے۔ وہ تو لوگوں کے ساتھ بڑا شفقت فرمانے والا اور مہربان ہے)

صحابہ کرامؓ کا ایمان معیار ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔   فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد ا ھتدوا (بقرہ 137)

(پس اگر وہ ایسا ایمان لے آئیں جیسا تم (اے گروہ صحابہؓ) لائے ہو تو وہ یقیناً ہدایت پا جائیں گے)

آج تو ہر شخص دعویٰ کرتا ہے کہ ہم مومن ہیں۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے اؤلئک ھم المؤمنون حقا بھی کہا اور ان کے ایمان کو دوسروں کیلئے معیار کے طور پر پیش بھی فرمایا۔

صحابہ کرامؓ کا مقام امامت وپیشوائی ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

والسابقون الاوّلون من المھاجرین والا نصار والذین اتبعوھم با حسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنهٗ.

(جولوگ مہاجرین وانصار میں سے قدیم الایمان اور پہل کرنے والے ہیں اور جولوگ ان کی (عقیدت ومحبت سے) پیروی کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوگئے)

اس آیت میں صحابہ کرامؓ کی امامت وپیشوائی کو عجیب شان سے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا تین جماعتوں کیلئے ہے یعنی مہاجرین، انصار اور ان کے مخلص پیروکاروں کیلئے ہے پس نجات، فلاح وکامرانی اور سعادت دارین صرف صحابہ کرامؓ اور ان کے مخلص عقیدت مندوں کیلئے ہے۔

معیاریت صحابہؓ کا انکار رسوائی ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الھدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولِّه ماتولّی ونصله جھنم وساء ت مصیرا (4-115)

(جو کوئی ہدایت واضح ہوجانے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور اہل ایمان (صحابہ کرامؓ) کے راستے کے خلاف چلے تو ایسوں کو ہم اسی طرف حوالے کردیں گے جس طرف وہ چلا، بالآخر اسے جہنم رسید کریں گے اور وہ نہایت برا ٹھکانہ ہے)

اس آیت میں مخالفت رسول ﷺ اور مخالفت صحابہؓ کو بدانجامی کے معاملے میں مساوی ذکر فرمایا یعنی جس طرح نبی علیہ السلام کی مخالفت کرنے والے کا انجام برا اسی طرح صحابہ کرامؓ کی مخالفت کرنے والے کا انجام بھی برا ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور رسول اللہ کی اطاعت اللہ رب العزت کی اطاعت ہے۔

صحابہ کرامؓ کے ساتھ خلافت ارضی کا وعدہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وعداللہ الذین آمنو منکم و عملو اا لصالحات یستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و یمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبد لنھم من بعد خوفھم امنا . یعبد و ننی لا یشر کون بی شیئا و من کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون O (55-24)

اللہ نے تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کرلیا جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے کہ ان کو زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اپنا پسندیدہ دین ان کیلئے راسخ اور مضبوط کردے گا اور ان کے خوف کے بعد اسے امن واطمینان سے بدل دے گا۔ وہ میری ہی بندگی اور عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور جو کوئی اس کے بعد ناقدری اور ناشکری کرے گا تو وہی نافرمان ہوگا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ سے چار وعدے فرمائے ہیں۔

1۔ ایمانِ کامل اور اعمال صالحہ کے بدلے میں خلافت ارضی ملے گی۔ یہ وعدہ سو فیصد پورا ہوا۔ خلفائے راشدین کے سنہری دور سے:

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا **انی جاعل فی الارض خلیفہ** (میں زمین پر آدم کو نائب بنانے والا ہوں) پس اللہ تعالیٰ نے بنا کے دکھا دیا۔

☆ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق فرمایا **انی جاعلک للناس اماما** (میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانیوالا ہوں) پس اللہ تعالیٰ نے بنا دیا۔ ☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا **انا جعلنا ک خلیفة فی الارض** (ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے)۔

تاریخِ عالم گواہ ہے کہ وہ بلا رکاوٹ خلیفہ بن گئے۔

☆ اس قادر و قیوم ذات نے صحابہ کرامؓ سے وعدہ فرمایا جو بغیر رکاوٹ کے پورا ہوا پس خلافت راشدہ برحق ہے۔

2۔ اپنے پسندیدہ دین کو خوب مضبوط اور راسخ کردے گا۔ چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت تک اسلام 44 لاکھ مربع میل تک پہنچ چکا تھا اور "فاستوٰی علیٰ سوقه" کا مصداق بن چکا تھا۔

3۔ ان کے خوف وہراس کے بدلے میں امن عطا کریگا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں نوجوان عورت نے یمن سے لے کر مدینہ تک اکیلے سفر کیا اور یوں محسوس کیا کہ یہاں پر ایک ماں کی اولاد بستی ہے۔

4۔ وہ میری ہی عبادت کریں گے، شرک سے پاک رہیں گے۔ صحابہ کرامؓ پکے موحِّد ہیں یہ بات بھی پوری ہوئی۔ چنانچہ خلافت راشدہ کا دور منہاج النبوت کا دور تھا۔ ان کے بعد تاریخ عالم ایسی فضا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

"محمد رسول اللہ و الذین معه" کی حیران کن مثالیں:

صحابہ کرامؓ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ معیت کا مقام نصیب تھا۔ قران مجید نے والذین معه کے الفاظ سے اس پر کھلی شہادت دی ہے۔ یہ معیت فقط الفاظ کی حد تک ہی نہ تھی بلکہ مختلف اعمال اور احوال میں بھی نصیب تھی۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

1۔ محمد رسول اللہ == ربنا وابعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیاتک (البقرہ129)

(اے میرے پرودگار اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں کا کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں)

والذین معه == ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امة مسلمة لک (البقرۃ129)

(اے ہمارے پروردگار اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرمانبردار اپنی)

پہلی آیت میں حضرت ابراہیمؑ نے نبی ﷺ کی بعثت کی دعا مانگی دوسری آیت میں انہوں نے صحابہ کرامؓ کیلئے دعا مانگی۔

2۔ محمد رسول اللہ == وما ارسلنک الا رحمة للعلمین (107:21)

(اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں والوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا)

والذین معه == کنتم خیر امة اخرجت للناس (110:3)

(تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کیلئے پیدا کی گئی ہو)

پہلی آیت میں نبی علیہ السلام کے رحمۃ للعالمین ہونے کا تذکرہ دوسری میں صحابہ کرامؓ کے خیر امت ہونے کا تذکرہ ہے۔

3۔ محمد رسول اللہ == ویتم نعمته علیک (2:48)

(اور تاکہ وہ اپنی نعمت آپ پر مکمل فرمائے)

والذین معه == وانعمت علیکم نعمتی (3:5 150:2)

(اور میں نے تم پر اپنی نعمت مکمل کردی)

پہلی آیت میں نبی ﷺ پر اِتمامِ نعمت کا تذکرہ، دوسری آیت میں صحابہ کرامؓ پر اتمامِ نعمت کا تذکرہ ہے۔

4۔ محمد رسول اللہ == وکان فضل اللہ علیک عظیما (4 :113)

(اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہوا)

والذین معه == ولولا فضل اللہ علیکم ورحمته (83:4 47:33)

(اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی)

پہلی آیت میں نبی ﷺ پرفضلِ خداوندی کی بشارت دوسری میں صحابہ کرامؓ پرفضلِ خداوندی کا تذکرہ ہے۔

5۔ محمد رسول الله == وینصرک الله نصراً عزیزا (2:48)

(اورتا کہ اللہ تمہاری نمایاں مدد فرمائے)

والذین معه == لقد نصر کم الله ببدر (122:3 25:9)

(بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کی تائیدِ غیبی کا تذکرہ دوسری میں صحابہ کرامؓ کی تائیدِ غیبی کا تذکرہ ہے۔

6۔ محمد رسول الله == انا فتحنا لک فتحا مبینا (1:48)

(اور ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی)

والذین معه == واثابهم فتحا قریباً (18:48)

(اور انعام دیا ان کو ایک قریبی فتح کا)

پہلی آیت میں نبی کریم ﷺ کو فتح کی بشارت دوسری آیت میں صحابہ کرامؓ کو فتح کی بشارت ہے۔

7۔ محمد رسول اللہ == ان الله و ملئکته یصلون علی النبی (56:33)

(بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں)

والذین معه == هو الذی یصلی علیکم و ملئکته (43:33)

(وہ ذات اور اس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے ہیں)

پہلی آیت میں نبی ﷺ پر رحمت بھیجنے کا تذکرہ، دوسری آیت میں صحابہ کرامؓ پر رحمت بھیجنے کا تذکرہ ہے۔

8۔ محمد رسول الله == هو الذی ایدک بنصره و بالمؤمنین (62:8)

(وہ ذات جس نے آپ کی مدد فرمائی اپنے تعاون اور مومنوں کے ذریعے)

والذین معه == وایدهم بروح منه (22:58)

(اور اللہ نے اپنے فیضانِ غیب سے ان کی مدد فرمائی)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کی مدد کا تذکرہ دوسری آیت میں صحابہ اکرامؓ کی مدد کا تذکرہ ہے۔

10۔ محمد رسول الله == فانزل الله سکینته علیه (40:9)

(پھر اللہ نے اس پر سکینہ نازل فرمائی)

والذین معه == ھو الذی انزل السکینة فی قلوب المؤمنین (4:48)

(وہ ذات جس نے مومنین کے دلوں میں سکینہ نازل فرمائی)

پہلی آیت میں نبی ﷺ پر سکینہ نازل ہونے کا بیان دوسری میں صحابہ اکرامؓ کے دلوں میں سکینہ نازل ہونے کا بیان ہے۔

11۔ محمد رسول الله == الم نشرح لک صدرک (1:94)

(کیا ہم نے نہیں کھول دیا تیرا سینہ)

والذین معه == افمن شرح الله صدره للاسلام (39:22 125:6)

(جس کا سینہ کھول دیا اللہ نے دین کے واسطے)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کے شرح صدر کا تذکرہ دوسری میں صحابہ کرامؓ کے شرح صدر کا تذکرہ ہے۔

12۔ محمد رسول الله == فاستقم کما امرت و من تاب معک (112:11)

(سو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ)

والذین معه == ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا

(تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کی استقامت کا بیان دوسری میں صحابہ کرامؓ کی استقامت کا بیان ہے۔

13۔ محمد رسول الله == فاتبعونی یحببکم الله (31:3)

(تم میری راہ چلو، تاکہ محبت کرے تم سے اللہ)

والذین معه == واتبع سبیل من اناب الی

(اور پیروی کر اس کی راہ کی جو میری طرف متوجہ ہوا) (15:31)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کی اتباع کی فضیلت دوسری میں صحابہ کرامؓ کی اتباع کا حکم ہے۔

14۔ محمد رسول الله == وعلمک ما لم تکن تعلم (113:4)

(اور تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا)

والذین معه == ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون (151:2)

(اور سکھاتا ہے وہ تمہیں جو تم نہیں جانتے ہو)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کے علم کا تذکرہ دوسری میں صحابہ کرامؓ کے علم کا تذکرہ ہے۔

15۔ محمد رسول اللہ == ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (5:93)

(اور آگے دیگا تجھ کو تیرا رب پھر تو راضی ہوگا)

والذین معه == لید خلنهم مدخلا یرضونه (59:22)

(البتہ پہنچائے گا ان کو ایک جگہ جس کو وہ پسند کریں گے)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کو رضائے ربی حاصل ہونے کی بشارت دوسری میں صحابہ کرامؓ کیلئے بشارت ہے۔

16۔ محمد رسول اللہ == نثبت به فؤادک (32:25 120:11)

(تسلی دیں تیرے دل کو)

والذین معه == لیثبت الذین آمنوا (11:8 27:14 45:8 102:16)

(تا کہ ثابت کرے ایمان والوں کو)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کا دل جمانے کا تذکرہ دوسری میں صحابہ کرامؓ کا تذکرہ ہے۔

17۔ محمد رسول اللہ == سلام علی عباده الذین اصطفیٰ (27:59) سورۃ النمل

(سلام ہے اس کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا)

والذین معه == فقل سلام علیکم (45:6)

(تو کہہ دے، تو سلام ہے تم پر)

پہلی آیت میں نبی ﷺ پر سلامتی کا ذکر ہے دوسری میں صحابہ کرامؓ پر سلام کا تذکرہ ہے۔

18۔ محمد رسول اللہ == ان الذین یؤذون اللہ ورسوله لعنهم اللہ فی الدنیا والاخرة (57:33)

(جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں)

والذین معه == والذین یؤذون المؤمنین و المؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانًا واثماً مبینا (58:33)

(اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بِدُوں گناہ کئے تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کو ایذا پہنچانے والوں کا انجام دوسری میں صحابہ کرامؓ کو ایذا پہنچانے والوں کا انجام ہے۔

19۔ محمد رسول اللہ == وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ (17:8)

(اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جس وقت کہ پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی)

والذین معہ == فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم (17:8)

(سوتم نے ان کو نہیں مارا لیکن اللہ نے ان کو مارا)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کے عمل کو اللہ نے اپنا عمل کہا دوسری میں صحابہ کرامؓ کے عمل کو اپنا عمل کہا۔

20۔ محمد رسول اللہ== لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر (2:48)

(تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے)

والذین معہ == یغفرلکم ذنوبکم و ید خلکم جنت تجری من تحتھا الانھار (12:61 28:58)

(بخشے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کو مغفرت کی بشارت دوسری میں صحابہ کرامؓ کیلئے مغفرت کی بشارت ہے۔

21۔ محمد رسول اللہ== فاتبعو نی یحببکم اللہ (31:3)

(تم میری راہ چلو تا کہ محبت کرے تم سے اللہ)

والذین معہ == والذین اتبعو ھم باحسان رضی اللہ عنھم (100:9)توبہ

(اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کی اتباع پر اجر کا تذکرہ دوسری میں صحابہ کرامؓ کی اتباع پر اجر کا تذکرہ ہے۔

22۔ محمد رسول اللہ== وانہ لذکر لک ولقومک (44:43)

(اور یہ مذکور رہے گا تیرا اور تیری قوم کا)

والذین معہ==لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکر کم (10:21)

(ہم نے اتاری تمہاری طرف کتاب کہ اس میں تمہارا ذکر ہے)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کا تذکرہ کا بیان دوسری میں صحابہ کرامؓ کے تذکرہ کا بیان ہے۔

23۔ محمد رسول اللہ== واجتبینھم وھدیناھم الی صراط مستقیم (87:6)

(اور ہم نے ان (انبیاء) کو پسند کیا اور سیدھی راہ چلایا)

والذین معہ == وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ ھوا جتباکم

(اور محنت کرو اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیے اس کے واسطے محنت اس نے تم کو پسند کیا)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کے مجتبیٰ ہونے کا ذکر ہے دوسری میں صحابہ کرامؓ کا ذکر ہے۔

ان مندرجہ بالا آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کو نبی ﷺ کے ساتھ معیت کی نسبت حاصل تھی۔ جہاں نبی ﷺ کا تذکرہ وہاں صحابہ کرامؓ کا تذکرہ۔ جیسی نبی ﷺ کیلئے بشارت ویسی صحابہ کرامؓ کیلئے بشارت۔ جس طرح نبی ﷺ کی اتباع کرنے والوں کو اجر کے وعدے اسی طرح صحابہ کرامؓ کی اتباع کرنیوالوں کیلئے اجر کے وعدے۔ پس جو شخص صحابہ کرامؓ کو نبی ﷺ سے جدا کرنے کی کوشش کرے گا مثلاً یوں کہے گا کہ میں نبی ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ صحابہ کرامؓ سے نہیں کرتا یا یوں کہے کہ میں نبی ﷺ کی بات مانوں گا، صحابہ کرامؓ کی بات نہیں مانتا تو وہ تعلیمات قرآنی کا مخالف یعنی گمراہ ہوگا۔

معیت خاصہ کی مثالیں:

قرآن مجید کی متعدد آیات میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا تذکرہ اس انداز سے ہوا ہے کہ گویا صحابہ کرامؓ کو نبی ﷺ کے ساتھ معیت خاصہ نصیب تھی۔ اس کی چند مثالیں سپردِ قلم کی جاتی ہیں۔

1۔ ایمان میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکتہ و کتبہ ورسلہ (البقرۃ)

(رسول اکرم ﷺ ایمان لائے اس وحی پر جو اس کے رب کی طرف سے نازل ہوئی اور اہل ایمان بھی سب کے سب اللہ پر، ملائکہ پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔)

2۔ جہاد میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے

لکن الرسول والذین آمنوا معہ جاھدوا باموالھم و انفسھم (التوبہ 8)

(رسولِ معظم ﷺ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ایمان لائے وہ اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں)

3۔ مشکل گھڑی میں جہاد کرنے کی معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لقد تاب اللہ علی النبی والمھاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ (117:9)

(اللہ تعالیٰ نے یقیناً اپنے نبی کریم ﷺ اور مہاجرین وانصار پر نظرِ کرم فرمائی جنہوں نے مشکل گھڑی میں آپ کی پیروی کی)

4۔ نزول سکینہ میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المؤمنین (26:9)

(پھر اللہ نے اپنے رسول مکرم ﷺ اور مومنین پر سکینہ نازل فرمائی)

5۔ اسلام اور وفائے الٰہی میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فان حاجوک فقل اسلمت وجھی للہ و من التبعن (20:3)

(اگر (کفار) آپ سے حجت بازی کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں نے اور میرے پیروکاروں نے اپنا رخ اللہ کی طرف کر لیا ہے)

6۔ ابراہیمؑ کے ساتھ تعلق میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے

ان اولی الناس بابراھیم للذین التبعوہ وھذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المؤمنین (68:3)

(بے شک ابراہیمؑ کے تعلقدار اور ہم مشرب وہ لوگ ہو سکتے ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی کریم ﷺ اور جو لوگ ایمان لائے اور اللہ ہی ایمان والوں کا حمایتی ہے)

7۔ دعوت الی اللہ میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل ھذہ سبیلی ادعو ا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من التبعنی (18:12)

(اے محبوب ﷺ فرما دیجئے کہ یہ میرا مشن ہے کہ اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں میں اور میرے پیروکار بصیرت کے ساتھ)

8۔ استقامت میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے

فاستقم کما امرت ومن تاب معک (112:11)

(آپ ﷺ حکمِ الٰہی کے موافق استقامت اختیار کیجئے اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ہمراہ تائب ہوئے)

9۔ نماز باجماعت میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ فلتقم طائفۃ منھم معک (102:4)

(اور جب آپ ان (صحابہؓ) میں تشریف فرما ہوں اور انہیں نماز پڑھانے لگیں (حالتِ جنگ میں) تو چاہیے کہ ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہو۔)

10۔ قیام لیل میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی الیل و نصفہ و ثلثہ و طائفۃ من الذین معک (المزمل 20)

(بے شک آپ کا پروردگار خوب جانتا ہے کہ آپ تہائی رات کے لگ بھگ یا نصف رات یا دو تہائی رات قیام فرماتے ہیں اور ایک جماعت ان لوگوں سے بھی آپ کے ساتھ ہوتی ہے جنہوں نے آپ کی معیت پائی ہے۔)

11۔ متبوع ہونے میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ جھنم و ساء ت مصیرا (105:4)

(اور جو کوئی ہدایت واضح ہو جانے کے باوجود بھی رسول مکرم ﷺ کی مخالفت کرے اور اہلِ ایمان کے راستے کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا اور آخر کار ہم اسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے)

12۔ تقویٰ کے بلند درجات میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

فانزل الله سکینته علی رسوله وعلی المؤمنین والزمهم کلمة التقوٰی و کانوا احق بها واهلها و کان الله بکل شئ علیما. (الفتح)

(پس اللہ نے اپنی سکینہ اپنے رسول اکرم ﷺ اور مومنین (صحابہؓ) پر نازل فرمائی اور ان کو تقویٰ کے مقام پر جمائے رکھا اور وہی اس کے مستحق اور اہل تھے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔)

13۔ نگرانی اعمال میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و قل اعملوا فسیری الله عملکم و رسوله والمؤمنون (105:9)

(فرما دیجئے تم کام کرتے رہو پس تمہارے اعمال کو اللہ دیکھے گا اور اس کے رسول اکرم ﷺ اور اہل ایمان بھی دیکھیں گے)

14۔ شہادت علی الناس میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے

و کذالک جعلنا کم امّة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شهیدا (143:2)

(اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک متوسط امت بنایا تا کہ تم تمام لوگوں پر گواہی دو اور رسول اکرم ﷺ تم پر گواہی دیں)

15۔ نشست و برخاست میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے

و اصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغدٰوة و العشی یریدون وجهه (الکہف28)

(اے محبوب ﷺ آپ اپنی ذاتِ قدسیہ کی معیت ان لوگوں کو عطا کیجئے جو رضائے الٰہی کے پیش نظر صبح و شام اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہیں)

16۔ مشرکین کیلئے دعا نہ کرنے میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ

ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین (113:9)

(نبی اکرم ﷺ اور ایمان والوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ مشرکین کیلئے دعائے مغفرت کریں)

17۔ دینوی نتیجہ میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل ارءیتم ان اهلکنی الله ومن معی او رحمنا فمن یجیر الکافرین من عذاب الیم (الملک)

(آپ ﷺ فرما دیجئے کہ بھلا دیکھو کہ اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں (صحابہؓ) کو رسوا فرمائے یا وہ ہم پر رحمت فرمائے پھر وہ کون ہے جو کافروں کو دردناک عذاب سے بچائے)

18۔ قیامت کے دن رسوانہ ہونے میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یوم لا یخزی اللہ النبی و الذین آمنوا معہ (التحریم-8)

(جس دن اللہ نبی کریم ﷺ اور مومنین (صحابہؓ) کو رسوانہ فرمائے گا)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت کس قدر عظیم المرتبت اور ذیشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر مرحلہ اور ہر موقع پر اپنے رسول کریم ﷺ کے ساتھ رکھاحتی کہ قیامت کے دن رسوانہ کرنے کی بھی خوشخبری عطا فرمائی۔اس سے بڑھ کر اور کونسی صداقت ہوسکتی ہے کہ جسے دیکھ کر ہم اس مقدس جماعت کے عقید ت مند نہ ہوں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخری سانس تک انہی سے وابستہ رکھے اور روزِ محشر انہی کے قدموں میں ہمارا حشر فرمائے (آمین)۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے،

المرء مع من احب (قیامت کے دن آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی)

مشاجرات صحابہؓ:

صحابہ کرامؓ کی باہمی الفت ومحبت پر خدائی شہادت موجود ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

(اس (اللہ) نے تمہارے دلوں میں محبت والفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے)

اس کے باوجود اگر ان میں اختلافات ہوئے تو اس میں کوئی خدائی حکمت ضرور ہوگی۔

مشاجرات کا لفظ شجر سے نکلا ہے اور شجر درخت کو کہتے ہیں جس کی شاخیں متعدد ہوتی ہیں مگر تنا ایک ہی ہوتا ہے۔پس مشاجرات صحابہؓ سے مراد صحابہ کرامؓ کے وہ اختلافی معاملات ہیں جو ظاہر میں برائیاں نظر آتی ہیں مگر ان سب کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا تھا۔مشاجراتِ صحابہؓ کی حقیقت سمجھنے کے لئے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

1- نبی ﷺ نے ایک مرتبہ ظہر کی نماز پڑھائی اور دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا، صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ کیا آج سے ظہر کی نماز دو رکعت ہوگئی؟ فرمایا لَا نَسِیْتُ بَلْ نُسِیْتُ (میں بھولا نہیں بھلایا گیا ہوں) مقصد یہ کہ اللہ رب العزت نے مجھے بھلا دیا ہے تا کہ امت کے سامنے سجدہ سہو کا مسئلہ واضح ہوجائے۔سبحان اللہ نبی رحمت کی بھول بھی امت کے لئے رحمت بن گئی۔

2-ایک مرتبہ نبی ﷺ جہاد سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ رات کسی جگہ پڑاؤ فرمایا چونکہ لشکر کے تمام مجاہدین تھک گئے تھے لہذا آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کے ذمے لگایا کہ وہ پہرہ دیں اور فجر کی نماز کے وقت سب لوگوں کو جگا دیں۔حضرت بلالؓ کافی دیر

تک چلتے پھرتے رہے، بالآخر ایک جگہ کھڑے کھڑے ٹیک لگائی تو نیند آ گئی۔ جب سورج طلوع ہوا اور اس کی کرنوں نے نبی ﷺ کے رخسار کے بوسے لئے تو نبی اکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلال آپ نے ہمیں جگایا نہیں بلکہ خود بھی سو گئے۔ عرض کیا اے اللہ کے محبوب ﷺ! جس پروردگار نے آپ کو سلایا اسی نے مجھے بھی سلا دیا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے قضا نماز ادا کرنے کا مسئلہ واضح فرمایا۔ سبحان اللہ ! نبی رحمت ﷺ کا جاگنا تو امت کے لئے رحمت تھا ہی سہی آپ کا سوجانا بھی امت کے لئے رحمت بن گیا۔

مندرجہ بالا مثالوں سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض اوقات اپنے محبوب ﷺ سے ایسے کام کروا دیئے جو خلافِ معمول تھے مگر مقصد یہ تھا کہ امت کے سامنے مسائل واضح ہو جائیں۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ سے بعض ایسے کام کروا دیئے جو خلافِ معمول تھے مگر مقصد یہ تھا کہ امت کے سامنے اختلافِ رائے اور جھگڑے کی صورتحال کے مسائل واضح ہو جائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ آپس میں خود نہیں لڑے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے انہیں لڑوا دیا تاکہ بعد والوں کو پتہ چل سکے کہ اختلافِ رائے اور جھگڑے کی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

و ان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما

(اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں جھگڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دیں)

اس آیت پر عمل درآمد کی تین صورتیں ممکن تھیں۔

1- اگر اس آیت پر نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں عمل ہوتا اور صحابہؓ کی دو جماعتیں آپس میں قتال کرتیں تو دشمنان اسلام کو اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا کہ پیغمبرِ اسلام دوسروں کو کیا اخلاق سکھائیں گے ان کے اپنے شاگرد آپس میں گھتم گھتا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی مبارک زندگی کو اس طرح سے محفوظ فرما لیا۔

2- اگر دورِ صحابہؓ میں ایسا کوئی واقعہ پیش نہ آتا تو اُمت کے سامنے لڑائی جھگڑے کی صورت کے مسائل واضح نہ ہوتے۔ دشمنان اسلام اعتراض کرتے کہ دین اسلام تو امن کی حالت میں رہنمائی کرتا ہے۔ لڑائی جھگڑے کی صورت میں مسائل کا کوئی حل موجود نہیں ہے۔ لہذا یہ صورتحال بھی مناسب نہیں تھی۔

3- تیسری صورت یہ تھی کہ نبی ﷺ کے تربیت یافتہ حضرات کے درمیان یہ صورتحال پیش آتی تاکہ فریقین خشیتِ الٰہی کی وجہ سے حدودِ شریعت سے تجاوز بھی نہ کرتے مگر اپنی اپنی رائے پر قائم رہتے ہوئے لوگوں کے لئے نمونہ بھی بنتے۔ یہ صورتحال سب سے بہتر تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسی کو اپنے محبوب ﷺ کے یاروں کے لئے پسند فرما لیا۔

پس صحابہ کرامؓ امت کے محسنین ہیں جنہوں نے امن اور لڑائی کی ہر صورت میں شریعت پر عمل کرنے کی روشن مثالیں چھوڑیں۔ امام محمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ صحابہ کرامؓ کا امت پر احسان ہے اگر ان کے درمیان مشاجرات پیش نہ آتے تو بعد میں آنے والے فقہاء لوگوں کے درمیان اختلاف اور لڑائی جھگڑے کی صورت میں کہاں سے روشنی حاصل کرتے۔

ایک خوبصورت مثال:

جس طرح دو ماہر ڈرائیوروں میں ایکسیڈنٹ کا ہونا ممکن ہے اسی طرح دو نیک نیت انسانوں کا کسی بات پر لڑ پڑنا بھی ممکن ہے۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ بظاہر دونوں کا عمل دوسرے کے خلاف ہو اس کے باوجود نیک نیتی کی وجہ سے دونوں کو اجر ملے درج ذیل مثال غور طلب ہے۔

ایک بستی کی مسجد آبادی سے ذرا ہٹ کر بنی ہوئی تھی مسافر لوگ جب نماز پڑھنے کے لئے آتے تو انہیں اپنی سواری کو باندھنے کے لئے کوئی مناسب جگہ نہ ملتی تھی۔ بعض اوقات تو خاصی پریشانی اٹھانی پڑتی۔ ایک صاحب نے مسافروں کی سہولت کے لئے ایک کھونٹا گاڑ دیا تاکہ مسافر حضرات اس کھونٹے کے ساتھ اپنی سواری کے جانور کو باندھ سکیں۔ کچھ عرصے کے بعد دوسرے نمازی نے محسوس کیا کہ اندھیرے کے وقت نمازی مسجد میں آتے ہیں تو اس کھونٹے سے ٹکرا کر گر پڑتے ہیں۔ لہذا اس نے کھونٹے کو اکھاڑ دیا۔ بظاہر دونوں کا عمل ایک دوسرے سے الٹ تھا مگر دونوں کو اجر ملا۔ گاڑنے والے کو بھی اجر ملا۔ اکھاڑنے والے کو بھی اجر ملا۔ اللہ تعالیٰ نے کھونٹا گاڑنے والے کی بھی بخشش فرمادی اور اکھاڑنے والی کی بھی بخشش فرمادی۔

یہی معاملہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ پیش آیا۔ بظاہر وہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑے مگر خلوصِ نیت کی وجہ سے دونوں طرف والوں کو اجر ملا۔ اسی لئے علماءِ اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ

صحابہؓ باہم جنگ بھی کریں تو وہ سعید ہیں
ادھرے کے بھی شہید ہیں ادھر کے بھی شہید ہیں

مشاجرات کا پس منظر:

جب حضرت عثمان غنیؓ کو "بلوائیوں" نے شہید کیا تو حضرت علیؓ خلیفہ چہارم منتخب ہوئے۔ بعض صحابہؓ کی رائے یہ تھی کہ حضرت علیؓ کو پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ وہ "بلوائیوں" سے چن چن کر بدلہ لیں تاکہ امام مظلوم کے عزیز و اقارب کی دادرسی ہو اور بلوائیوں کا زور ٹوٹ جائے۔ حضرت علیؓ کا نکتہ نظر یہ تھا کہ مجھے پہلے اپنی گرفت مضبوط کرنی چاہئے اور قصاص کا معاملہ کچھ وقت کے لئے مؤخر کرنا چاہئے۔ بعض صحابہؓ حضرت علیؓ کے حامی تھے اور بعض صحابہؓ حضرات امیر معاویہؓ کے حامی تھے۔

اختلاف رائے جھگڑے کی صورت اختیار کر گیا۔ علمی نکتہ نظر سے دونوں حضرات کے دلائل میں وزن تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے درمیان میں پڑ کر معاملے کو سلجھانے کی کوشش کی حتیٰ کہ طرفین صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ رات کے اندھیرے میں منافقوں نے دونوں گروہوں پر حملہ کر دیا جس سے صحابہ کرامؓ کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ دوسری جماعت نے بد عہدی کی لہذا آپس میں قتال کا معاملہ بھی پیش آیا۔ صبح جب حقیقتِ حال واضح تو آپس میں صلح کر لی گئی۔ مشاجراتِ صحابہؓ سے دینِ اسلام کا ہر گوشہ واضح ہو گیا کہ امن و جنگ کی صورت میں کس کو کیا کرنا چاہیے۔

روشنی کے مینار:

کسی بھی ملک کو چلانے کے لئے چند بنیادی شعبے ہوا کرتے ہیں آج کا انسان کسی شعبے میں کسی عہدے پر فائز ہو، اگر وہ چاہے کہ مجھے اپنے سامنے کس شخصیت کو ماڈل کی حیثیت سے رکھنا چاہیے تو اسے ہر طرف روشنی کے مینار نظر آئیں گے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

1- حاکمِ اعلیٰ:

اگر کسی ملک کا حاکم اپنے معاملات میں ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے تو نبیﷺ کی مبارک زندگی اس کے لئے روشنی کا مینار ہے۔ آپ وقت کے حاکمِ اعلیٰ بھی تھے۔ مبلغِ اعظم، معلمِ اعظم اور مرشدِ اعظم بھی تھے۔ آپؐ نے قوانین کو کس طرح لاگو فرمایا اور لوگوں سے کس طرح قانون کی بالادستی کو منوایا۔ عدل و انصاف کا کس طرح بول بالا فرمایا۔ مظلوم کی کس طرح دادرسی فرمائی۔ ظالموں کی انانیت کو کس طرح توڑا۔ مخلوقِ خدا کو کس طرح امن اور بھائی چارہ کی فضا عطاء کی۔ اللہ کی زمین پر کس طرح اللہ کے قانون کو لاگو کیا۔ یہ سب ہدایات آپ کی مبارک شخصیت سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

2- نائب حاکم:

اگر کسی ملک کا نائب حاکم اپنے معاملات میں ہدایات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے حضرات ابو بکرؓ کی شخصیت روشنی کا مینار ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ہر کام اسی طرح کیا جس طرح نبیﷺ نے شروع فرمایا۔ گویا حاکم اعلیٰ کی پالیسی پر سو فیصد عمل کیا۔ جیشِ اسامہؓ کو اس وقت بھیجا جبکہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ بھی تردد کا شکار تھے۔ مسجد نبویﷺ میں توسیع کرنے کا مشورہ آیا تو کہا کہ میں اپنے محبوبﷺ کے وقت کی مسجد میں کیسے تبدیلی کروں۔ قرآن مجید جمع کرنے کا وقت آیا تو فرمایا میں وہ کام کیسے کروں جو نبیﷺ نے نہیں کیا۔ غرض ہر کام اور ہر معاملے میں انہوں نے نبیﷺ کی

کامل اتباع کی اور نائب حاکم کا یہی فرضِ منصبی ہوتا ہے کہ وہ حاکمِ اعلیٰ کی منشاء کو پہچانے اور اس کی مرضی کے مطابق عمل پیرا ہو۔ حاکم اعلیٰ کی عدم موجودگی میں لوگوں کی قیادت کرے۔ چنانچہ نبی ﷺ کی مبارک زندگی میں حضرت ابو بکرؓ قافلہ حج کے امیر بنے۔ جب نبی ﷺ کی طبیعت ناساز تھی تو حضرت ابو بکرؓ نے سترہ نمازوں کی امامت کروائی۔ پس کسی بھی ملک کا نائب حاکم آپؓ کی شخصیت سے روشنی حاصل کرسکتا ہے۔

3- وزیرِ داخلہ:

اگر کسی ملک کا وزیرِ داخلہ اپنے معاملات میں ہدایات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے حضرت عمرؓ فاروق کی شخصیت روشنی کا مینار ہے۔ آپؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ملکی اصلاحات پر خصوصی کام کیا۔ پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ بیت المال سے وظائف جاری کئے۔ پُل اور راستے بنوائے۔ عدل وانصاف کا بول بالا کیا۔ امن کا ایسا ماحول پیدا کیا کہ ایک جوان العمر عورت زیورات سے لدی ہوئی یمن سے چل کر اکیلی مدینہ پہنچی اور کہا کہ میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ یمن سے لیکر مدینہ تک ایک ماں کی اولاد بستی ہے۔ عوام الناس کو تعلیم کے مواقع فراہم کئے، لشکروں کے جرنیلوں کو احکام جاری کئے کہ وہ اپنے مجاہدین کو قرآنِ مجید حفظ کرنے کی ترغیب دیں۔ پوری قوم رات کو آرام کی نیند سوتی تھی مگر آپؓ رات کو گلیوں میں گشت فرماتے اور کہا کرتے تھے کہ اگر دریائے نیل کے کنارے پر کوئی کتا بھی پیاسا مر گیا تو قیامت کے دن عمرؓ سے اس کا سوال ہوگا۔ عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے آپؓ کی شخصیت روشنی کا مینار ہے۔

4- وزیرِ خارجہ:

اگر کسی ملک کا وزیرِ خارجہ اپنے معاملات میں ہدایات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے حضرت عثمان غنیؓ کی شخصیت روشنی کا مینار ہے۔ آپؓ کے دورِ خلافت میں 44 لاکھ مربع میل تک اسلام پھیل چکا تھا۔ وزیرِ خارجہ کا فرضِ منصبی ہوتا ہے کہ وہ اپنے ملکی آئین کو مضبوطی سے تھامے اور اپنے مطمعِ نظر کو دوسرے ملکوں تک پہنچائے۔ چنانچہ قرآن مجید کی شکل میں اسلامی منشور کے پھیلنے کا کام اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمانؓ سے لیا آپؓ نے قرآنِ مجید کی ایک قرات پر سب کو جمع کیا اور اس کے ساتھ نسخے بنوا کر مختلف مراکز میں بھیجے۔ پوری اُمت کو ایک منشور پر جمع کر دیا۔ یہ سب ہدایات آپؓ کی مبارک زندگی سے حاصل ہوسکتی ہیں

5- وزیرِ تعلیم:

اگر کسی ملک کا وزیرِ تعلیم اپنے معاملات میں ہدایات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے حضرت علی المرتضیٰؓ کی شخصیت روشنی کا مینار ہے۔ آپؓ کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا (میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے)

آپ ؓ نے مختلف شہروں میں علماء کو درس وتدریس کے لئے متعین فرمایا۔ آپ ؓ بصرہ پہنچے تو حسن بصریؒ کو جامع مسجد میں درسِ قرآن کے لئے متعین فرمایا۔ کوفہ پہنچے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن مسعود ؓ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے شہر کو علم سے بھر دیا۔ آپ نے احادیثِ نبوی ﷺ کا ذخیرہ جمع کیا جو صحیفہ علی ؓ کے نام سے مشہور ہوا۔ تزکیہ واحسان کے چار میں سے تین سلاسل آپ ؓ سے ہی آگے چلے۔

6- وزیرِ دفاع:

اگر کسی ملک کا وزیرِ دفاع اپنے معاملات میں ہدایات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے حضرات ابوعبیدہ ؓ بن الجراح کی شخصیت روشنی کا مینار ہے۔ آپ ؓ کو نبی ﷺ نے اَمِیۡنُ ھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ کا لقب عطا فرمایا، آپ ؓ کو نورِ فراست ایسا عطا کیا گیا کہ خواب میں نبی ﷺ کی زیارت ہوتی اور پتہ چل جاتا کہ فلاں علاقہ آج فتح ہوگا۔ کبھی خواب میں زیارت ہوتی کہ فلاں محاذ پر مسلمان کمزور ہیں ان کی مدد کریں۔ رویائے صادقہ کے ذریعے آپ ؓ کو نصرتِ خداوندی کا پتہ چل جاتا تھا۔ اپنے حالات سے امیر المومنین کو پوری طرح باخبر رکھتے تھے۔ سلاطینِ روم وشام سے جس طرح آپ ؓ نے تاج چھینے۔ حضرت خالد بن ولید ؓ، حضرت ضرار بن ازور ؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ، حضرت شرجیل بن حسنہ ؓ اور حضرت عکرمہ ؓ جیسے جرنیلوں کی قیادت کرنا آپ ؓ کا کارنامہ تھا۔ جیش کی صف بندی، جرنیلوں کی تعیناتی، دشمنوں کی حکمتِ عملی کو سمجھنا، مجاہدین کو جہاد کے لئے برانگیختہ کرنا، قیدیوں کو چھڑوانا، صلح کے مذاکرات کرنا، برموقع اور برمحل قدم اٹھانا اور قلیل جماعت کے ساتھ کثیر جماعت پر غالب آنا آپ ؓ کا ہی کام تھا۔ وزیرِ دفاع کو یہ تمام ہدایات آپ ؓ کی مبارک شخصیت سے حاصل ہوسکتی ہیں۔

7- قائد حزب اختلاف:

اگر کوئی شخص قائد حزب اختلاف ہو اور وہ چاہے کہ مجھے بھی ہدایات نصیب ہوں تو اسے سیدنا امیر معاویہ ؓ کی شخصیت سے روشنی حاصل کرنا چاہئے۔ سیدنا امیر معاویہ ؓ اگرچہ اپنے نکتہ نظر پر جمے رہے مگر حضرت علی ؓ کی تعریفیں بھی کرتے رہے۔ جب رومی بادشاہ نے آپ ؓ کو خط لکھا کہ میں نے سنا ہے مسلمان خلیفہ آپ کو حق نہیں دے رہا میں آپ کی مدد کے لئے لشکر کشی کرنا چاہتا ہوں تو آپ ؓ نے جواب میں فرمایا: اُو رومی کتے! یہ ہم بھائیوں کا آپس کا معاملہ ہے۔ اگر تم نے لشکر کشی کی تو امیر معاویہ ؓ حضرت علی ؓ کی فوج کا سپاہی بن کر سب سے پہلے تم پر حملہ کریگا۔ حزب اختلاف کا یہی کام ہوتا ہے کہ حزب اقتدار کو صحیح خطوط پر کام کرنے دے۔ جہاں کمی کوتاہی دیکھے وہاں نشاندہی کرے اور اگر بیرونِ ملک سے کوئی حملہ آور ہو تو حزب اقتدار سے مل کر ملکی دفاع کرے اور سب مل کر بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡص بن جائیں۔

8- اکابرینِ قوم:

اگر حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں کوئی معاملہ طول کھینچ جائے تو اکابرینِ قوم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ دونوں میں صلح کی کوشش کریں۔ یہ روشنی سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی مبارک زندگی سے ملتی ہے۔ آپؓ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں کیلئے ام المؤمنین تھیں۔ واجبُ الاحترام تھیں۔ مخدومۃ المسلمین آپؓ زیارتِ حرمین سے واپس آ رہی تھیں پتہ چلا کہ دونوں حضرات اپنی جماعتوں کے ہمراہ آمنے سامنے ہیں۔ آپؓ گھر جانے کی بجائے فوراً لشکروں کے پاس پہنچیں اور افہام وتفہیم کے ذریعے دونوں حضرات کو صلح پر آمادہ کرلیا۔ اکابرینِ قوم کو یہ روشنی آپؓ کی مبارک زندگی سے حاصل کرنا چاہیے۔

9- علمائے امت:

ایسی صورتحال میں علمائے اُمت کو چاہیے کہ وہ دونوں جماعتوں سے اپنا رشتہ بحال رکھیں اور دونوں کو خیر کی طرف متوجہ کرتے رہیں۔ یہ روشنی حضرت ابو ہریرہؓ کی مبارک زندگی سے مل سکتی ہے۔ آپؓ حافظ الحدیث تھے اور بقول حضرت مفتی محمد شفیعؒ کے آپؓ مولوی قسم کے صحابیؓ تھے۔ آپؓ کھانا سیدنا امیر معاویہؓ کے دسترخوان پر کھاتے تھے اور نماز حضرت علیؓ کی اقتدا میں پڑھتے تھے۔ دونوں کو محبوب ﷺ کے فرمان سنا سنا کر حق بات یاد دلاتے تھے۔ علماءِ امت کے لئے آپؓ کی مبارک زندگی روشنی کا مینار ہے۔

10- سائنسدان اور سکالرز:

اگر ایسی صورتحال پیش آئے کہ حزبِ اختلاف اور حزبِ اقتدار آپس میں الجھ پڑیں تو قوم کے سائنسدان، محققین اور ریسرچ سکالرز کو اس میں ملوث ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ دونوں سے الگ تھلگ ہو کر اپنا کام کرتے رہیں۔ یہ روشنی امام المحدثین حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مبارک زندگی سے حاصل ہوتی ہے۔ الغرض زندگی کے کسی شعبے سے تعلق رکھنے والا مسلمان ہو اسے صحابہ کرامؓ کی مبارک زندگیوں سے روشنی کی شعاعیں نصیب ہوسکتی ہیں۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اسلامی تعلیمات میں ہدایات نہیں مل سکیں۔ صحابہ کرامؓ کو اسی لئے محسنینِ اسلام کہا جاتا ہے کہ انہوں نے پاکیزہ زندگیاں گزار کر سیرت کے اعلیٰ نمونے امت کو پیش کئے۔ کسی نے عجیب بات کہی کہ ہمیں امن کے زمانے میں حضرت عمرؓ کی اقتداء کرنی چاہئے اور جنگ کے زمانے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اقتدا کرنی چاہئے۔

11- والصلح خیر:

اختلافِ رائے کی صورت میں اپنے جائز حق کی قربانی پیش کرنا اور فریقِ مخالف سے صلح کر لینا (تاکہ ماحول کے اندر امن و سکون پیدا ہو) ایک عظیم کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم کام ایک عظیم شخصیت سے لیا جب سیدنا امام حسنؓ اور سیدنا امیر معاویہؓ کے درمیان اختلافِ رائے پیدا ہوا کہ خلیفہ کون بنے تو سیدنا امام حسنؓ نے امن کا سفیر بنتے ہوئے ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا اور سیدنا امیر معاویہؓ کے حق میں دست بردار ہو گئے۔

اختلافِ صحابہؓ کی حقیقت:

اختلافِ صحابہؓ کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایک علمی نکتہ سمجھنا ضروری ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ پہلی شریعتوں میں عورت مرد کے نکاح کے لئے دونوں کا دین ایک ہونا ضروری نہیں تھا۔ فرعون کافر اور اس کی بیوی مومنہ تھی۔ دین اسلام میں نکاح کے لئے عورت مرد کا دین ایک ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے اگر قیدی عورتیں مسلمان ہو جائیں تو انہیں کفار کے پاس معاہدے کے باوجود لوٹانے کی اجازت نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فان علمتموهن مؤمنٰت فلا ترجعوهن الى الكفار. لا هن حل لهم ولا هم يحلون لهن.

(اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مؤمن ہیں، تو انہیں کافروں کی طرف مت لوٹاؤ۔ نہ یہ ان کیلئے حلال ہیں اور نہ وہ ان کیلئے حلال ہیں)

پس جب شریعتوں میں ٹکراؤ نظر آئے تو اس کا آسان حل یہ ہے کہ ہم ادب تو سب انبیاء کا کریں مگر اتباع فقط اپنے نبی ﷺ کی کریں اور کہیں کہ پہلی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ہم انبیائے کرام کی بے ادبی سے بھی بچ گئے اور مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ پس نسخ کا لفظ استعمال کرنے سے ہم بڑی مشکل میں سے آسانی کے ساتھ نکل آئے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر صحابہ کرامؓ کے اعمال میں اختلاف نظر آئے تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ یہ مسئلہ انتہائی نازک ہے اگر ہم ایک کو حق پر کہیں تو صاف ظاہر ہے کہ دوسرے کو باطل پر ماننا پڑے گا۔ اس طرح ہم نے ایک کی بات مان لی مگر دوسرے کی گستاخی کے مرتکب ہو گئے جبکہ نبی ﷺ کا حکم یہ ہے کہ ہم تمام صحابہؓ کا اکرام کریں۔ اس مشکل سے نکلنے کے لئے علمائے کرام نے وسعتِ عمل کا بہترین حل بتایا۔ اول یہ کہ ہم سب صحابہؓ کا ادب کریں ان کے لئے حق اور باطل کا لفظ استعمال ہی نہ کریں۔ حق اور باطل کے قطعی فاصلے تو عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں، خوارج، معتزلہ کے درمیان اور مومنین کے درمیان ہیں۔ صحابہؓ کے درمیان تو قوی اور اقویٰ، حق اور احق، درست اور نادرست کے فاصلے ہیں۔ لہذا اس کے لئے علماء کرام نے صواب اور خطاء کے الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن خطاء کا لفظ بھی سخت محسوس ہوتا ہے۔ لہذا اس کی سختی دور کرنے کے لئے ہمیں یوں کہنا چاہئے: ''فلاں کا عمل صواب ہے لیکن خطا کا احتمال ہے جبکہ دوسرے کا عمل خطا ہے مگر صواب کا احتمال ہے''

اس طرزِ بیان نے خطا کے لفظ میں بہت نرمی پیدا کر دی لیکن علمائے کرام نے فرمایا کہ صحابہ کرامؓ کا مقام اتنا اونچا ہے کہ اگر دو حضرات کا عمل ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے تو بھی یہ مت سوچو کہ ایک صواب پر ہے اسے اجر ملے گا دوسرا خطا پر ہے اسے اجر نہیں ملے گا۔ اس طرح کہنے سے بھی بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے۔ پس اس کا حل یہ ہے کہ ہم عقیدہ رکھیں کہ جس کا عمل صواب پر تھا اس کو دگنا اجر ملے گا اور جس کا عمل خطا پر تھا اس کو بھی نیک نیتی کی وجہ سے ایک اجر ملے گا۔ لہٰذا چار اصول ہمارے سامنے واضح ہوئے۔

1- اختلافِ صحابہؓ کے لئے حق اور باطل کا لفظ استعمال ہی مت کرو۔

2- ایک کے لئے صواب کا لفظ لاؤ تو احتمالِ خطا کے ساتھ۔

3- دوسرے کے لئے خطا کا لفظ لاؤ تو احتمالِ صواب کے ساتھ۔

4- دونوں کو ماجور سمجھو ماخوذ نہ سمجھو۔

صحابہ کرامؓ پر عمومی اعتراضات:

باطل فرقوں کی طرف سے صحابہ کرامؓ پر چند عمومی اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کے مختصر جواب درج ذیل ہیں:

حضرت ابوبکر صدیقؓ:

حضرت ابوبکر صدیقؓ پر سب سے پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ انہوں نے غاصبانہ طور پر خلافت حاصل کر لی ورنہ یہ حق تو حضرت علیؓ کا تھا۔

جواب: (1) ایمان لانے کے بعد چار بنیادی ارکانِ اسلام ہیں۔ ان چاروں میں سے صوم اور زکوٰۃ انفرادی اعمال ہیں جبکہ صلوٰۃ اور حج اجتماعی اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب نے اپنی مبارک زندگی میں حضرت ابوبکرؓ کو نماز کا امام بھی متعین کیا اور حج کا امیر بھی متعین کیا۔ پس نبی ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد صحابہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر اجتماعی بیعت کی۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے ابوبکرؓ کو ہمارے دین کے لئے پسند کیا۔ آپؐ کے پردہ فرمانے کے بعد ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کر لیا۔

2- ترتیبِ خلافت اسقدر واضح تھی کہ مسلمان تو درکنار کفار بھی سمجھتے تھے کہ نبی ﷺ کے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کا مقام ہے۔ اسی لئے اُحد کے میدان میں جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ نبی ﷺ شہید ہو گئے تو کفار نے سب سے پہلے پوچھا ابوبکرؓ کہاں ہے۔ جب جواب نہ ملا تو پوچھا عمرؓ کہاں ہے۔ معلوم ہوا کہ ان دونوں حضرات کی حیثیت اس قدر واضح تھی کہ کفار بھی سمجھتے تھے کہ نبی ﷺ کے بعد مسلمانوں میں ابوبکرؓ کا مقام ہے۔

3- ترتیبِ خلافت ترتیبِ رشتہ سے مناسبت رکھتی ہے۔ شریعت میں سُسر کا رشتہ باپ کی مانند اور داماد کا رشتہ بیٹے کی مانند ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ رشتہ میں نبی ﷺ کے سسر تھے۔ لہذا وہ خلافت میں بھی سبقت لے گئے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ داماد تھے۔ ان کی باری بعد میں آئی۔ تاہم حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دو صاحبزادیاں تھیں لہذا ان کو حضرت علیؓ پر سبقت نصیب ہوئی۔

4- نبی ﷺ نے فرمایا خَیرُ الْقُرُونِ قَرنِی (سب سے بہتر میرا زمانہ ہے) قرنی کے لفظ پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر خلیفہ کے نام کا ایک حرف اس میں شامل ہے۔ صدیقؓ کی ق، عمرؓ کی ر، عثمانؓ کی ن، اور علیؓ کی ی۔ گویا سب کے ناموں کے آخری حرف کو ترتیب وار ملائیں تو قرنی کا لفظ بن جاتا ہے۔ یہی ترتیبِ خلافت تھی۔

5- بعض الفاظ میں خاص خصوصیات ہوتی ہیں مثلاً جس مادہ میں ف کلمہ ش ہو اس کے معنی میں بلندی پائی جائی گی مثلاً شرف، شرر، شیطان، شہوت وغیرہ۔ اس طرح جس مادہ میں ف کلمہ خ ہو اور ع کلمہ ل ہو اس میں علیحدگی اور یکسوئی کے معنی پائے جاتے ہیں جیسے خلوت، خلو، خلال، خلیفہ، بیت الخلا وغیرہ

اسی طرح جس مادہ کے ف ع ل کی جگہ ب ک ر ہو اس میں اولیت پائی جاتی ہے مثلاً بکرہ کے معنی کل صبح (پہلا وقت) بکور کا مطلب موسم کا پہلا پھلا، باکرہ کا مطلب کنواری لڑکی جو خاوند کے پاس پہلی مرتبہ آئے۔ چونکہ لفظ ابوبکر کا مادہ بھی "ب ک ر" ہے لہذا یہ لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ آپؓ ترتیبِ خلافت میں سب سے پہلے نمبر پر تھے۔

☆ دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا اسی لئے انہوں نے ابتداء میں بیعت نہیں کی بلکہ 8 مہینے کے بعد مجبوراً دکھاوے کے طور پر بیعت کر لی۔

جواب: اگر حضرت علیؓ سے جبراً بیعت لی جاتی تو شروع میں جب سب لوگوں نے بیعت کی تھی اس وقت لے لی جاتی۔ جب اُن کو آٹھ مہینے تک مجبور نہ کیا گیا تو پھر مجبور کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ابتداء میں حضرت علیؓ کے دل پر وصال نبوی ﷺ کا صدمہ اتنا زیادہ تھا کہ دل غمزدہ تھا پھر چھ ماہ کے بعد سیدہ فاطمہؓ بھی انتقال فرما گئیں جب طبیعت سنبھلی اور معمول کے مطابق زندگی شروع ہوئی تو انہوں نے اپنی خوشی سے بیعت کی۔ اگر حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا نظام آٹھ مہینے ان کی بیعت کی بغیر چل گیا تھا تو آئندہ چلنے میں کیا رکاوٹ تھی۔ معترضین سے قیامت تک اس کا جواب نہیں دیا جا سکے گا۔

☆ تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ انہوں نے سیدہ فاطمہؓ کو "فدک" کا باغ دینے کی بجائے اسے بیت المال میں شامل کر لیا تھا۔

جواب: نبی اکرم ﷺ باغِ فدک کی پیداوار سے نبی ہاشم کے بچوں کی مدد کرتے ان کے مجرد مرد اور عورتوں کی شادیاں کرواتے تھے۔ سیدہ فاطمہؓ نے نبی ﷺ سے فرمائش کی کہ فدک کو ان کے لئے خاص فرمادیں مگر نبی ﷺ نے انکار فرمادیا یہاں تک کہ آپؐ نے وصال فرمایا۔ جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے تو سیدہ فاطمہؓ نے قاصد بھیجا کہ فدک کا باغ ہمارے لئے خاص کردیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا "خدا کی قسم، میں صدقات نبی ﷺ میں وہی کرونگا جو عہد نبوی ﷺ میں تھا، تھوڑا سا بھی تغیر وتبدل نہیں کرونگا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے عمل کے مطابق ان میں عمل کرونگا"۔ اس پر علیؓ نے کہا: "ابوبکرؓ ہم آپؓ کی فضیلت کو خوب جانتے ہیں"

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ سیدہ فاطمہؓ کا حق تھا اور حضرت ابوبکرؓ نے نہیں دیا تھا تو جب حضرت علیؓ خلیفہ بنے تھے وہ اس حق کو لیکر حسنؓ و حسینؓ کو دے دیتے انہوں نے ایسا کیوں نہ کیا؟ معترضین کے پاس قیامت تک اس کا کوئی جواب نہیں بن سکے گا۔

حضرت عمر فاروقؓ

☆ آپؓ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وفات سے چند روز پہلے نبی ﷺ نے فرمایا، عمرؓ کاغذ قلم لاؤ میں تمہیں ایسی چیز لکھوا دوں جس سے تم میرے بعد گمراہ نہیں ہوگے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا حسبنا کتاب اللہ پھر کاغذ قلم نہیں لایا گیا۔ نبی ﷺ خاموش ہوگئے۔

جواب: نبی ﷺ آزمانا چاہتے تھے کہ جب دین مکمل ہونے کی آیات اتر آئی ہیں تو کیا میرے بعد یہ کسی اور چیز کی طرف تو متوجہ نہیں ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے جب عرض کیا کہ ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے تو نبی ﷺ مطمئن ہوگئے۔ حضرت عمرؓ امتحان میں کامیاب ہوگئے۔

اگر نبی ﷺ کچھ لکھوانا ہی چاہتے تھے تو حضرت علیؓ کو بھیج کر کاغذ منگوا لیتے۔ حضرت عمرؓ وہاں دن رات پہرہ تو نہیں دے رہے تھے۔ اگر یہ دین کی بات تھی تو اس کو پہچانے میں نبی ﷺ کو کسی کا ڈر نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اس وقت کے چند دن بعد نبی ﷺ نے پردہ فرمایا اس دوران آپ ﷺ جو چاہتے لکھوا سکتے تھے مگر آپ ﷺ نے اس لئے نہیں لکھوایا کہ آپ ﷺ کو مطلوبہ جواب مل گیا تھا۔

حضرت عثمان غنیؓ:

☆ آپؓ پر ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے دے دیئے تھے۔

جواب: حضرت عثمانؓ کے زمانے میں 12 گورنر اِن کے رشتہ دار تھے جن میں سے 8 گورنر حضرت عمرؓ کے زمانے میں متعین ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرات معیار فاروقی پر پورا اترے تھے اسی لئے انہیں گورنر بنایا گیا تھا۔ اگرچہ 4 گورنر حضرت عثمانؓ نے خود متعین فرمائے تھے تو چوالیس لاکھ مربع میل کے ملک میں درجنوں گورنروں میں چار کا رشتہ دار نکل آنا کون سی بڑی بات ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جاتا کہ وہ نا اہل تھے پھر بھی کوئی بات تھی۔ فقط رشتہ داری کا اعتراض تو فضول ہے، حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں درجنوں گورنر اِن کے رشتہ دار تھے ان پر اعتراض کیوں نہیں کرتے۔ معترضین قیامت تک اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

☆ حضرت عثمان غنیؓ پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو اپنی جیب سے بڑی بڑی رقمیں ہدیے کے طور پر دے دیتے تھے۔

جواب: اپنی ذاتی رقم کے بارے میں انسان کو اختیار ہے جہاں چاہے دے۔ ان کی عادت مبارکہ تھی کہ نبی ﷺ کی ہر ہر زوجہ کو بعض اوقات سامان سے لدا ہوا ایک ایک اونٹ ہدیے کے طور پر بھیجا کرتے تھے۔ جہاد میں سینکڑوں اونٹ سامان سے لدے ہوئے دیتے تھے۔ جب مسلمانوں کو پانی کی دقت پیش آئی تو ایک کنواں منہ مانگے داموں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اور نبی ﷺ سے جنت کی بشارت پائی۔ اگر وہ اپنے رشتہ داروں کو ہدیے دیتے تھے تو صلہ رحمی کرتے تھے۔ شریعت کی نظر میں صلہ رحمی کرنا بہت بڑی نیکی ہے جب دل میں بغض ہوتا ہے تو بندے کو دوسرے کی نیکی بھی اچھی نہیں لگتی۔ اس کا علاج ہمارے بس میں نہیں ہے، لہذا اہم معاملے کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔

ایک سنہری اصول:

علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی آدمی صحابہؓ پر تنقید کرے اور اپنے زعم میں ان کی غلطیوں کی شاندہی کرے تو آپ جواب دیا کریں اے مخاطب اگر تمہارے ذہن کے مطابق ان سے غلطی ہو بھی گئی تو وہ ہیں پھر بھی صحابیؓ۔ کوئی ایسی بات بتاؤ کہ جس سے وہ مرتبہ صحابیت سے خارج ہو گئے، اگر نہیں بتا سکتے اور انہیں صحابیؓ مانتے ہو تو پھر یاد رکھو ان سے محبت نبی ﷺ سے محبت کی وجہ سے ہوتی ہے اور ان سے بغض نبی ﷺ سے بغض کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔

اللہ اللہ فِیْ اَصْحَابِیْ، لَاتَتَّخِذُوْھُمْ مِنْ بَعْدِیْ غَرَضًا فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَ مَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ

”اللہ اللہ! میرے اصحاب، نہ بناؤ ان کو میرے بعد نشانہ، جس نے ان سے محبت کی۔ پس اس نے میری محبت کی وجہ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو پس بغض رکھا میرے ساتھ بغض کی وجہ سے“۔

صحابہ کرامؓ کی وکالت:

صحابہ کرامؓ سے حیات نبوی ﷺ میں کوئی غلطی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی وکالت فرمائی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1- اُحد کے میدان میں چند صحابہ کرامؓ نے ابتدائی فتح کے بعد یہ سمجھ لیا کہ اب پہاڑی سے اترنے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ ان کے اترنے کی وجہ سے کفار نے پیچھے سے حملہ کیا اور مسلمانوں کو شدید نقصان ہوا۔ نبی ﷺ کو یہ بات بہت ناگوار گذری۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔

فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَ شَاوِرۡهُمۡ فِي الۡاَمۡرِ (3 - 150)

(سو آپؐ ان کو معاف کیجئے اور ان کے واسطے بخشش مانگیئے اور کاموں میں ان سے مشورہ لیجئے)

اے محبوب ﷺ! اگر ان کا بھاگنا آپ کو ناگوار گزرا تو آپؐ ان کو معاف فرما دیجئے۔

سبحان اللہ! اللہ رب العزت کی محبت کا اندازہ لگائیے کہ صحابہ کرامؓ کی سفارش فرما رہے ہیں۔

2- جب سیدہ عائشہؓ پر منافقین نے بہتان لگایا تو بعض مسلمان بھی ان کے پروپیگنڈے کی لپیٹ میں آ گئے۔ حضرت مسطحؓ سیدنا صدیق اکبرؓ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ مہاجرین مساکین میں سے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ ان کی ہر ماہ مالی امداد بھی کیا کرتے تھے جب انہوں نے بھی سنی سنائی باتوں میں آ کر الزام تراشی کی تو حضرت ابوبکرؓ نے نیت کر لی کہ آئندہ ان کی مالی امداد بند کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔

ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربیٰ والمسکین والمهاجرین فی سبیل الله. ولیعفوا ولیصفحوا. الاتحبون ان یغفر الله لکم. والله غفور الرحیم.

اور قسم نہ کھائیں بڑے درجہ والے تم میں سے اور کشائش والے اس پر کہ دیں قرابتیوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں۔ اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے۔ سورۃ النور (آیت 22)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضرت مسطحؓ سے اگرچہ غلطی ہوگئی تھی مگر اللہ رب العزت نے ان کا وکیل بن کر سفارش فرمائی۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے دگنا رقم دینی شروع کر دی۔ پس مشیت الٰہی کی وجہ سے صحابہؓ سے جہاں بھول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے خود بھی معاف فرما دیا اور مومنین کو بھی معاف کرنے کا حکم دیا۔ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیوں کو معاف فرمائے۔ آج بھی جو لوگ اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ صحابہ کرامؓ کا احترام دلوں میں پیدا

کریں۔ جن کی بھول چوک کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا اور دوسروں کو معاف کرنے کی سفارش بھی فرمائی۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص ان پر طعن وتشنیع کریگا تو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے گا۔

3- حضرت ماعزؓ سے زِنا سرزد ہوا تو ان کے بار بار اصرار واقرار پر نبی ﷺ نے ان پر حد جاری فرمائی۔ جب انہیں سنگسار کیا جارہا تھا تو ان کے خون کے چھینٹے اڑ کر خالد بن ولیدؓ کے کپڑوں پر گرے۔ انہوں نے غصے میں آ کر کہہ دیا کہ "تم نے میرے کپڑوں کو بھی گندا کر دیا"۔ نبی ﷺ نے یہ بات سن لی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "خالد اسے برا نہ کہو، اس نے ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اگر سارے شہر میں تقسیم کردی جائے تو سب بخشے جائیں"۔

سبحان اللہ! جس صحابیؓ پر حد جاری ہورہی ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ اس پر بھی تنقید پسند نہیں فرماتے تو جو حضرات خلفائے راشدین پر اُول فوُل بکتے ہیں ان کا کیا بنے گا؟

مندرجہ بالا مثالوں سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے بھی صحابہ کرامؓ کی وکالت کی اور نبی ﷺ نے بھی ان کی وکالت فرمائی۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے چنے ہوئے پسندیدہ لوگ تھے۔

4- یہ بات ذہن نشین رہے کہ اللہ رب العزت کو نہ تو اپنے محبوب کی شان میں گستاخی برداشت ہے نہ ہی صحابہؓ کی شان میں گستاخی برداشت ہوتی ہے۔ چنانچہ کفار نے جب نبی ﷺ کو مجنون کہا تو پروردگار نے جواب میں فرمایا۔

ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم. عتل بعد ذلک زنیم.

اور تو کہامت مان کسی قسمیں کھانے والے بیقدر کا، طعنہ دینے والے، چغلی کھانے والے کا، بھلے کام سے روکنے والے، حد سے بڑھنے والے کا، بڑے گنہگار، اُجڈ ان سب کے پیچھے بدنام کا (سورۃ القلم آیت نمبر 10)

اسی طرح جب کفار نے صحابہ کرامؓ کو بیوقوف کہا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت بات کے دوران ان کو بے وقوف کہہ کر اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **قالوا انؤمن کما آمن السفھاء. الا انھم ھم السفھاء.**

تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بے وقوف۔ جان لو وہی ہیں بے وقوف (سورۃ بقرہ آیت نمبر 13)

قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ کو برا کہنے والے خود برے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں برے انجام سے محفوظ فرمائے۔

5- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثمامبینا. (58:33)

جولوگ اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو بغیر گناہ کے ایذا پہنچاتے ہیں۔ (طعن وتشنیع اور بہتان بازی کے ذریعے) تو یقیناً انہوں نے بہتان اور کھلے جرم کا بوجھ اٹھالیا ہے۔

یہ آیتِ مبارکہ خدائی اعلان ہے ان لوگوں کے خلاف جن کی زبانیں صحابہ کرامؓ پر اعتراضات وتنقید کرتے نہیں تھکتیں۔ آیئے دیکھئے اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ برتاؤ کیسا ہے۔

6- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات والذین لایجدون الاجهدهم فیسخرون منهم سخرا اللہ منهم و لهم عذاب الیم۔ (79:9)

جولوگ اہلِ ایمان (صحابہ کرامؓ) پرطعن کرتے ہیں جوکشادہ دلی سے خرچ کرتے ہیں اوران لوگوں پربھی جو صرف اپنی محنت ومشقت کے ہی مالک ہوتے ہیں یہ ان سے ٹھٹھے کرتے ہیں۔اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ خودان پرٹھٹھہ کرتا ہےاوران کے لئے بڑادردناک عذاب ہے۔

ایک موقعہ پر نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے چندے کی اپیل فرمائی۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے چار ہزار دینار یا درہم پیش کئے، حضرت عاصم بن عدیؓ نے اتنی کھجوریں دیں جن کی مالیت چار ہزاردرہم بنتی تھی۔منافقین کہنے لگے کہ یہ لوگ نام ونموداور دکھلاوے کے لئے اتنا مال دے رہے ہیں۔ادھرایک غریب صحابی ابوعقیلؓ نے محنت ومشقت کرکے ایک صاع کھجوریں صدقہ کیں۔منافق مذاق اڑانے لگے کہ دیکھو یہ لہولگا کرشہیدوں میں شامل ہونا چاہتا ہے۔غرض زیادہ دینے والے یاتھوڑا دینے والے کوئی بھی ان کے طعن سے بچ نہ سکے۔جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ٹھٹھہ کا تذکرہ کیا تو معاملے کوادھار پر نہ چھوڑا بلکہ فوراً "ان کا گھرپورا" کردیا۔صحیح الفطرت انسان اس طرزِسلوک سے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ کے ایسے مقبول بندے تھے کہ اگران کی شان میں کسی نے نازیبا کلمات کہے تو پروردگارعالم نے نقد معاملہ چکا دیا۔ایک اورمثال پرغورفرمایئے

7- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ھانتم اولاء تحبونهم ولا یحبونکم و تؤمنون بالکتاب کله واذا لقوکم قالوا آمنا و اذا خلوا عضوا علیکم الا نامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدورO (119:3)

(اے صحابہؓ) تم لوگ ان (منافقین) کودوست بناتے ہواوران کی چاہت کرتے ہولیکن وہ تمہاری چاہت نہیں کرتے اورتم ساری کتاب کومانتے ہواور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان لائے ہیں اورجب وہ اکیلے ہوتے ہیں توغیظ وغضب سے انگلیاں کاٹتے ہیں اے میرے حبیب آپ ﷺ ان صحابہؓ کے دشمنوں سے فرمادیں کہ مرجاؤ اپنے غصے میں۔اللہ تعالیٰ سینوں کے بھیدوں کوخوب جانتا ہے۔

نتیجہ: مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں کی جماعت تھی۔ان سے بغض رکھنا نبی ﷺ سے بغض رکھنے کے مصداق ہے۔ہم صحابہ کرامؓ کوتاریخ کے آئینے میں نہیں دیکھتے بلکہ قرآن وحدیث کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔

اجماع امت (شرعی دلائل)

لغوی معنی۔لغت میں اجماع متفق ہونے کو کہتے ہیں۔

شرعی معنی: نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد کسی زمانے کے تمام فقہاء مجتہدین کا کسی حکم شرعی پر متفق ہوجانا اجماع کہلاتا ہے۔

اجماع کی حجیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ا۔ و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی و نصله جهنم (النساء:115)

[اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا، اس کے بعد کہ حق راستہ اس پر ظاہر ہوگیا اور سب مسلمانوں کے راستے سے ہٹ کر چلے گا تو ہم (دنیا میں) اس کو کرنے دیں گے جو کرتا ہے اور (آخرت میں) اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

معلوم ہوا کہ آخرت میں جو سزا نبی ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو ملے گی وہی سزا مؤمنین کا متفقہ راستہ چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے والوں کو ملے گی۔

۲۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: و کذلک جعلنکم امة وسطا (بقرة:143) (اور اسی طرح ہم نے تم کو ایسی امت بنایا جو نہایت اعتدال پر ہے۔اس آیت سے معلوم ہو کہ من حیث الامت مسلمان کسی غلط بات پر متفق نہیں ہو سکتے۔

۳۔حدیث مبارکہ: ان الله لا یجمع امتی (او قال امت محمد ﷺ) علی ضلالة ، و ید الله علی الجماعة، و من شد شدالی النار (اللہ تعالیٰ میری امت کو کسی گمراہی پر نہیں متفق کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت (مؤمنین) پر ہے جو الگ راستہ اختیار کرے گا جہنم میں جائے گا۔

۴۔امام شعبیؒ نقل کرتے ہیں: کتب عمرؓ الی شریع ان اقض بما فی کتاب الله فان اتاک امر لیس فی کتاب الله فاقض بما سن رسول الله ﷺ، فان اتاک امر لیس فی کتاب الله و لم یسنه رسول الله ﷺ فانظر له الذی اجتمع علیه الناس۔ (حضرت عمرؓ نے قاضی شریح کو لکھا کہ تم فیصلے قرآن مجید کے مطابق کرو۔اگر ایسا مقدمہ آئے کہ جس کا صریح حکم قرآن مجید نہ ہو تو نبی ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرو۔اگر ایسا مقدمہ ائے کہ جس کا صریح حکم کتاب وسنت میں نہ ہو تو وہ فیصلہ کرو جس پر سب لوگ متفق ہو چکے ہوں)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہر اجماعی فیصلہ کسی نہ کسی دلیلِ شرعی پر مبنی ہوتا ہے، جس کو سند اجماع کہتے ہیں۔

O اجماع کے دو فائدے ہیں۔:ا۔اجماع قرآن وحدیث سے ثابت ہونے والے ظنی حکم کو قطعی اور یقینی بنا دیتا ہے۔

۲۔اجماع کی وجہ سے بعد کے لوگوں کو دلیل شرعی کے پرکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

O مثال: قرآن مجید میں ہے: حرمت علیکم امھاتکم و بناتکم (نساء 23) مجتہدین نے دادی، نانی، اور نواسی، پوتی سے نکاح حرام قرار دیا۔

اجماع کی قسمیں: ا۔ اجماع قولی: قول سے کسی مسئلہ پر اتفاق ظاہر کرنا، جیسے صحابہؓ کا صدیق اکبرؓ سے بیعت کرنا۔

۲۔ اجماع عملی: عمل سے کسی مسئلہ پر اتفاق ظاہر کرنا، ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کا سنت مؤکدہ ہونا صحابہؓ کے عملی اجماع سے ثابت ہے۔

۳۔ اجماع سکوتی: اکثر مجتہدین متفقہ فیصلہ کریں، باقی اظہار رائے کا موقع ملنے کے باوجود خاموش رہیں۔ امام احمدؒ۔

اکثر حنفیہ اور بعض شوافع کے نزدیک یہ حجت قطعیہ ہے۔ بعض فقہاء نے اس سے اختلاف کیا ہے، جس کی وجہ اس کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔

علم کا چوتھا ماخذ (قیاس واجتہاد)

ارشاد باری تعالی ہے:الا له الخلق و الامر تبارك الله رب العالمین معلوم ہوا کہ عالم دوطرح کے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

☆عالم خلق

☆عالم امر

☆مادی نظام

☆شرعی نظام

☆اللہ کا کام

☆اللہ کا کلام

☆تکوینی نظام کا مبداومعادذات واحد ہے:

و هو الذی یبدء الخلق ثم یعیده

☆تشریعی نظام کا مبداومعادذات واحد ہے

الله الذی خلق سبع سموت و من الارض مثلهن یتنزل الامر بینهن۔(مبدا) و الی الله ترجع الامور۔ (معاد)

☆عالم مخلوقات صفت ربوبیت سے بنا:

خلق السموات و الارض فی ستة ایام

ان یوم عند ربك كالف سنة

ان دونوں آیات سے ثابت ہوا کہ عالم خلق چھ ہزار(6000) سال میں بنا۔

☆عالم مشروعات صفت ربوبیت سے بنا۔(آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ کسی چیز کو حد کمال تک پہنچانا) حضرت آدمؑ علم الاشیاء۔ حضرت ادریسؑ علم قلم۔ حضرت نوحؑ علم حرام وحلال۔ حضرت ابراہیمؑ علم مناظرہ۔ حضرت یوسفؑ علم تعبیر الرویاء۔ حضرت داؤدؑ صنعۃ لبوس۔ حضرت سلیمانؑ منطق الطیر۔ حضرت عیسیٰؑ علم الابدان۔ حضرت محمد ﷺ علم الاولین والآخرین لے کر آئے۔

حضرت آدمؑ اول الانبیاء، حضرت محمد ﷺ انا خاتم النبیین۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ اسلام کی پوشاک انسانیت کو ملی۔ ابن جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ کی بعثت حضرت آدمؑ سے 6000 سال بعد ہوئی۔

☆عالم خلق قوانین فطرت میں کمی بیشی قبول نہیں کرتا۔

☆اسلام کمی بیشی قبول نہیں کرتا۔

☆تکوینی اکتشاف، یعنی چیزوں کی ایجاد ممکن ہے: لا تنقضی غرائبه، ایجاد کی کوئی حد نہیں

☆تشریعی استخراج یعنی اجتہاد ممکن ہے۔ لا تنقضی عجائبه اجتہاد کی کوئی حد نہیں ہے

☆موجدوں کے دماغ زمانے کی ضرورتوں کے مطابق چلتے ہیں۔

☆مجتہدوں کے قلوب فطرتاً وقت کی ضرورت والے مسائل کے استخراج میں چلتے ہیں

☆موجد اشیاء کی صورتوں سے گزر کر مخفی کلیوں تک پہنچتے ہیں۔موجد کا کام حقیقت شناسی ہے۔جزئیات سے کلیات تک پہنچنا،اور پھر کلیات سے نئی نئی جزئیات نکالنا

☆مجتہد نصوص کے ظواہر سے گزر کر علل کلیہ اور اسرار جامعہ کا پتہ لگاتے ہیں۔مجتہد کا کام حقیقت شناسی ہے۔جزئیات سے کلیات تک اور پھر کلیات سے جزئیات تک پہنچنا۔

☆مادی نظام حد درجہ مرتب اور منظم ہے۔ڈی این اے(DNA)،ایٹم(atom)، عناصر (elements)، مالیکیول(molecule)،مرکب (compounds)،شمسی نظام (solar system)، کہکشائیں(galaxies)، کائنات(universe)

☆شریعت حد درجہ مرتب اور منظم ہے۔ہر فرع کی اصل ہے اور جزئیہ کی کلیہ ہے۔ مثل کلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت و فرعها فی السماء۔ توتی اکلها کل حین۔ساری شریعت اصول وکلیات اور شعون وصفات سے گزر کر واجب الوجود سے جڑتی ہے۔ماموارت کا سرچشمہ معروف اور منہیات کا سرچشمہ منکر۔یامرهم بالمعروف و ينهاهم عن المنكر۔دونوں جنسیں عدل کی صفت کا مظہر ہیں۔مثلاً اللہ کی صفت حیا کا ظہور دیکھیے۔

تنظیم شریعت کی مثال: و لا تقربوا الزنا (حکم) انه کان فاحشة (علت) الزنا فحش و الفحش حرام فالزنا حرام۔ مجتہد کو شریعت سے فطرتی ذوقی قدرتی مناسبت ہوتی ہے۔پس افعال فحش کے آثار دیکھ کر حرمت کا حکم لگاتا ہے تاکہ فیمابینہ وبین اللہ اور فیمابینہ وبین الخلق حیاء کامل کا ظہور ہو۔

☆موجد کا کام کلیات سے نئی نئی جزئیات نکالنا

☆مجتہد کا کام قیاس ہے کہ اشتراک علت سے حرمت وحلت کا حکم لگانا ہے۔(جاموس)

☆موجد کلیات بناتا نہیں،بتاتا ہے۔

☆مجتہد کلیات بناتا نہیں، بتاتا ہے۔انکشاف علوم میں نبی وامتی میں فرق ہے۔انبیاء پر بذریعہ وحی کلیات واصول منکشف ہوتے ہیں۔پھر وہ احکام کی طرف آتے ہیں جبکہ امتی پر احکام پہلے کھلتے ہیں پھر اسرار تک رسائی ہوتی ہے۔(من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم يعلم) کلیات وجزئیات کے مرتب سلسلہ کی درمیانی ترتیب اور رابطہ کو پہچان لینا فقیہ کا کام ہے۔ناسمجھ لوگ قیاس اور رائے کو تصرف ذاتی جانتے ہیں حالانکہ مجتہد حکم الہی،یعنی عالم امر کا پھیلاؤ پیش کرتا ہے۔

☆پوری کائنات آئینہ جمال حق ہے،جس میں اسکا فعلی ظہور ہے۔

☆پوری شریعت آئینہ کمال حق ہے جس میں اس کا علمی ظہور ہے۔

قیاس کے شرعی دلائل

صدر الشریعہؒ نے قیاس کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

هو تعدية الحكم من الاصل الى الفرع لعلة متحدة لا تدرک بمجرد اللغة

(علت مشترک ہونے کی وجہ سے اصل کا حکم فرع پر لگا دینا قیاس کہلاتا ہے، جو حکم محض لغت سے معلوم نہ ہو سکے)

قیاس کی حجیت: ۱۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تو گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

قال: كيف تصنع ان عرض لک قضاء؟ قال: اقضى بما فى كتاب الله. قال: فان لم يكن فى كتاب الله. قال: فبسنة رسول الله ﷺ. قال: فان لم يكن في سنة رسول الله ﷺ؟ قال: اجتهد برائى و لا. قال: فضرب رسول الله ﷺ صدرى ثم قال: الحمد لله الذى و فق رسول رسول الله بما يرضى رسول الله ﷺ. (رواه احمد، ابو داود، ترمذى)

(نبی ﷺ نے پوچھا کہ اگر تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو کس طرح فیصلہ کرو گے۔ جواب دیا کہ میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اگر کتاب اللہ میں مذکور نہ ہو تو پھر کیا کرو گے۔ عرض کیا میں رسول اللہ ﷺ کے سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ نے پوچھا کہ اگر وہ مسئلہ سنت میں بھی نہ ملے تو پھر کیا کروں گے۔ عرض کیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کروں گا۔ کہتے ہیں اس پر نبی ﷺ نے میرے سینے پر (شاباشی) کا ہاتھ رکھا اور فرمایا کے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے رسول اللہ کے عامل کو توفیق دی کہ وہ اللہ کے رسول کو خوش کرے۔

۲۔ حدیث پاک میں وارد ہے کہ قبیلہ بنو خثعم کے ایک شخص نے پوچھا:

فقال ان ابى ادركه الاسلام و هو شيخ كبير لا يستطيع ركوب الرحل والحج مكتوب عليه. افاحج عنه؟ قال انت اكبر ولده. قال نعم. قال ارايت لو كان على ابيک دين فقضيت عنه ا كان يجزئى ذلک عنه. قال نعم. قال فاحجج عنه. (بخارى، مسلم، نسائى)

(ایک شخص نے کہا کہ میرے والد مسلمان ہیں، بوڑھے ہیں۔ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے۔ ان پر حج فرض ہے۔ میں ان کی طرف سے حج کرلوں۔ نبی ﷺ نے پوچھا کیا تم ان کے بڑے بیٹے ہو۔ کہا جی ہاں۔ فرمایا اگر تمہارے والد کہ ذمہ قرض ہو اور تم ادا کرو تو کیا کفایت کرے گا۔ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کے طرف سے تم حج کرلو۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے ادئیگی کے وجوب کے حق میں اللہ کے قرض کو بندوں کے قرض پر قیاس فرمایا۔

۳۔ حدیث پاک میں ہے: **ان عمرؓ قال صنعت اليوم يا رسول الله امراً عظيماً. قبلت وانا صائم. فقال له رسول الله** ۴۷

ﷺ ا رائت لو تمضمضت بمء و انت صائم. فقال لا باس بذلک. فقال رسول الله ﷺ ففیم

(حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آج میں نے بڑا کام کیا۔ میں نے روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لے لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا اگر روزے کی حالت میں کلی کر لو تو کیا ہوگا۔ عرض کیا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ فرمایا تو پھر کس بات پر افسوس ہے۔ جس طرح کلی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اسی طرح بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۴۔ حضرت عمرؓ کے زمانے کا واقعہ ہے

ان عمر بن خطاب شاور الناس فی حد الخمرو قال ان الناس قد شربوھا و اجترء وا علیھا. فقال علیؓ ان السکران اذا اسکر ھذی و اذا ھذی افتری فاجعله حد الفریة فجعله عمرؓ حد الفریة ثمانین (موطا امام مالک)

(حضرت عمرؓ نے شراب پینے کی حد کے بارے میں مشورہ کیا اور کہا کہ لوگ شراب پینے میں جرات کرنے لگے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: آدمی شراب پی کر نشہ میں آتا ہے تو ہذیان بکتا ہے دوسروں پر تہمت لگاتا ہے، آپ شراب کی حد بھی تہمت کی حد کے برابر مقرر کردیں۔ حضرت عمرؓ نے شراب کی حد اسی کوڑے مقرر کردی۔

۵۔ نبی ﷺ نے اپنی مرض وفات میں حضرت ابوبکرؓ کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ جب خلافت کا مسئلہ پیش ہوا تو صحابہ کرامؓ نے خلافت (امامت کبریٰ) کو امامت نماز پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا:

رضی رسول الله ﷺ لدیننا افلا نرضاه لدنیانا

(رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہمارے دین کے لئے پسند کیا تو کیا ہم ان کو اپنی دنیا کے لئے پسند نہ کریں)

مندرجہ بالا مثالوں سے قیاس کا شرعی ثبوت ملتا ہے۔

ضرورتِ فقہ

سوال:۔ قرآنِ کریم کی آیات سے فقہ کی ضرورت پر دلائل بیان کریں۔

جواب:۔ (۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُومِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَولَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرقَةٍ مِّنهُم طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ لِيُنذِرُوا قَومَهُم اِذَا رَجَعُوا اِلَيهِم لَعَلَّهُم يَحذَرُون (التوبة (9):122)

(اور ایسے تو نہیں کہ سب مسلمان جہاد میں نکل کھڑے ہوں سو کیوں نہ نکلے ہر طبقے سے ایک گروہ جو دین میں تفقہ پیدا کریں اور پھر اپنے لوگوں کے پاس جب پہنچیں تو انہیں خبر دیں تاکہ وہ بچیں)

قرآن مجید کا یہ حکم کہ امت میں ایک گروہ فقہا کا رہنا چاہیے تاکہ جو لوگ اس مرتبے پر نہ ہوں ان کو دین سکھائیں

(۲) ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَاِذَا جَاءَ هُم اَمر" مِنَ الامنِ اَوِالخوفِ اَذَا عُوابِه. وَلَو رَدُّوهُ اِلَى الرَّسُولِ وَ اِلَى اُولِى الاَمرِ مِنهُم لَعلِمَهُ الَّذِينَ يَستَنبِطُونَهُ مِنهُم (النساء(4):83)

﴿اور ان کے پاس جب کوئی بات امن یا خوف کی پہنچتی ہے تو وہ اسے پھیلا دیتے ہیں۔ اور اگر وہ اسے اللہ اور رسول کی طرف اور اپنے اولی الامر کی طرف لوٹا دیتے تو جو لوگ ان میں اہلِ استنباط وہ بات سمجھ لیتے۔﴾

یعنی امن و خوف کی کوئی بات ہو تو ان لوگوں تک پہنچاؤ جو اہلِ استنباط ہوں جو بات سے بات نکال سکیں اور جو خبر پہنچے اس کی گہرائی میں اتر سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ استنباط یعنی قیاس حجت شرعی ہے۔

(۳) ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ يَاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اَطِيعُوا اللهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِى الاَمرِ مِنكُم (النساء(4):59)

(اے ایمان والو تم کہا مانو اللہ کا اور اللہ کے رسول کا اور ان کا جو اولی الامر ہوں تم میں سے)

حضرت ابوھریرۃؓ سے منقول ہے کہ اولی الامر سے مراد علماء اور امراء ہیں، علماء احکام شریعت اور دینی امور کے نگران ہیں جبکہ امراء فلاحی کام، انتظامی معاملات، اور لشکروں کی تدبیر کے نگران ہیں۔ عوام الناس کے لیے یہی حکم ہے کہ وہ نظم و نسق میں وہ ارکانِ سلطنت کی بات مانیں اور دیگر امورِ شریعت میں فقہاء و مجتھدین کی بات مانیں، اس لئے کہ دونوں اپنے دائرہ عمل کے اولی الامر ہیں۔ تاہم حکام اپنا لائحہ عمل فقہاء کی نگرانی میں تیار کریں۔

دلیل حضرت عمرؓ نے حضرت عمار بن یاسر کو کوفہ کا امیر اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو وہاں کا مفتی بنا کر بھیجا اور اہلِ کوفہ کو لکھا کہ تم ان دونوں کی اقتداء کرنا۔

اِنِّى قَد بَعَثتُ اِلَيكُم بِعَمَارِ بنِ يَاسِرؓ اَمِيراً وَ عَبدَاللهِ ابنِ مَسعُودؓ مُعَلِّماً وَ وَزِيراً وَ هُمَا مِنَ النُّجَبَاءِ مِن اَصحَابِ رَسُولِ ﷺ مِن اَهلِ البَدرِ فَاقتَدُوا بِهِمَا وَ اسمَعُوا مِن قَولِهِمَا

(میں تمہاری طرف عمار بن یاسر کو حاکم اور عبداللہ بن مسعودؓ کو وزیر اور معلم بنا کر بھیج رہا ہوں اور یہ دونوں نبی ﷺ کے اجل صحابہ میں سے ہیں۔ تم (اپنے اپنے دائرہ میں) دونوں کی اطاعت کرنا اور ان کی بات سننا)

معلوم ہوا کہ فقہاء بھی اولی الامر میں آتے ہیں اور حکام بھی۔ علمی امور میں فقہاء کی بات ماننا اور انتظامی امور میں امراء کی بات ماننا امت پر واجب ہے۔

مقام فقہ

ا۔ قرآنِ کریم کی رو سے فقہ کا مقام:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

☆ قُل کُلٌّ مِن عِندِ اللہ فَمَا لِھٰؤُلَاءِ القَومِ لَا یَکَادُونَ یَفقَھُونَ حَدِیثاً (النساء(4):78)

(آپ کہہ دیجیئے ہر اچھائی اور ہر برائی اللہ کے فیصلے سے ہے کیا ہو گیا ان لوگوں کو کہ انہیں بات سمجھنے کا طریقہ نہیں)

حدیث کہتے ہیں بات کو، اور اس کے سمجھنے کے سلیقہ کو فقہ کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حدیث کو سمجھنے کیلئے فقہ درکار ہے۔

☆ وَاحلُل عُقدَةً مِّن لِّسَانِی یَفقَھُوا قَولِی (طٰہٰ (120):28-27)

(کھول دے گرہ میری زبان کی تا کہ پالیں یہ میری بات میں فقہ (سمجھ))

☆ وَجَدَ مِن دُونِھِمَا قَوماً لَا یَکَادُونَ یَفقَھُونَ قَولاً (الکھف(18):93)

(ان کے علاوہ ایسی قوم دیکھی جو ایک بات کی فقہ (سمجھ) نہ رکھتے تھے)

اصطلاحاً جسے فقہ کہا جاتا ہے وہ بھی کتاب وسنت کی گہرائی میں اتر کر ان کی حقیقت ومراد کو سمجھ لینے کا نام ہے۔

۲۔ قرآنِ کریم کی رو سے فقہ نہ رکھنے والوں کی مذمت:

☆ کفار کے متعلق کہا گیا ہے ذٰلِکَ بِاَنَّھُم قَومٌ لَا یَفقَھُونَ (یہ اس لیے کہ وہ لوگ فقہ (سمجھ) نہیں رکھتے) (حشر(59):13)

☆ منافقین کے متعلق کہا گیا ہے وَلٰکِنَّ المُنَافِقِینَ لَا یَفقَھُونَ (اور لیکن منافق اپنے پاس فقہ (سمجھ) نہیں رکھتے) (المنافقون(63):7)

☆ لَو کَانُوا یَفقَھُونَ (کاش کہ وہ فقہ (سمجھ) پاس رکھتے ہوتے) (التوبہ(9):87)

۳۔ نبی ﷺ کے نزدیک فقہ کا مقام:

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا مَن یُّرِدُ اللہُ بِہٖ خَیرًا یُفَقِّھہُ فِی الدِّینِ (ترمذی۔جلد2)

(اللہ تعالیٰ جس بندے کے متعلق خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا فَقِیہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیطَانِ مِن اَلفِ عَابِدٍ

(ایک فقیہ شیطان پر بھاری ہے ہزار عبادت گزاروں سے) (ترمذی۔جلد2، صفحہ 93)

☆ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا مَجلِس فَقِیه خَیرٌ مِن عِبَادَةِ سِتّینَ سَنَةً
(فقیہ کی ایک مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے) (طبرانی فی المعجم الکبیر)

☆ حضرت ابوھریرۃؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔
اَلنَاسُ مَعَادِن فَخِیَارُھُم فِی الجَاھِلِیَّةِ خِیَارُھُم فِی الاِسلامِ اِذَا فَقِھُوا (بخاری شریف۔جلد 1 صفحہ 36)
(لوگ کانیں ہیں۔ جو لوگ جاہلیت میں اچھے تھے اسلام میں بھی اچھے ہوں گے، جب وہ فقہ کو جاننے لگیں گے)

☆ جریج راہب کا قصہ بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا:
لَو کَانَ جُرَیجُ الرَّاھِب فَقِیھًا عَالِمًا لَعَلِمَ اَنَّ اِجَابَةَ اُمِّهٖ خَیرٌ مِن عِبَادَةِ رَبِّهٖ (بخاری)
(اگر جریج راہب فقیہ عالم ہوتا تو اسے پتہ ہوتا کہ ماں کی خدمت کرنا رب کی نفلی عبادت سے افضل ہے۔)

☆ نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کیلئے دعا فرمائی:
اَللّٰھُمَّ فَقِّھهُ فِی الدِّینِ وَ عَلِّمهُ التَّاوِیلَ (بخاری۔جلد 1)

نتیجہ: جو لوگ فقہ کے نام سے چڑتے ہیں اور لفظ تک سننا پسند نہیں کرتے وہ غور فرمائیں کہ قرآنِ وحدیث میں سمجھ اور دانش کیلئے بار بار فقہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو فقہ و دانش سے محروم نہ کرے (آمین)۔

اساس الفقہ

سوال:۔ کیا نبی علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ کو فقہ سکھانے کیلئے خود کوشش فرمائی؟

جواب:۔ جی ہاں۔ نبی علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ کو احکام شریعت میں علت پر نظر رکھنے کی تعلیم بار بار دی۔

۱۔مثال نبی علیہ السلام کے سامنے سے یہودی کا جنازہ گزرا۔ آپ علیہ السلام کھڑے ہو گئے، صحابہؓ نے کہا یہ تو یہودی تھا فرمایا اَلَیسَت نَفسًا (صحیح البخاری: کتاب الجنائز) (کیا وہ انسان نہ تھا) گویا عمل کی علت واضح فرمادی۔

۲۔حدیث پاک میں وارد ہے کہ قبیلہ بنو خثعم کے ایک شخص نے پوچھا:

فقال ان ابی ادرکه الاسلام و هو شیخ کبیر لا یستطیع رکوب الرحل والحج مکتوب علیه. افاحج عنه؟ قال انت اکبر ولده. قال نعم. قال ارایت لو کان علی ابیک دین فقضیت عنه ا کان یجزئی ذلک عنه. قال نعم. قال فاحجج عنه. (بخاری، مسلم، نسائی)

(ایک شخص نے کہا کہ میرے والد مسلمان ہیں، بوڑھے ہیں۔ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے۔ ان پر حج فرض ہے۔ میں ان کی طرف سے حج کرلوں۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا کیا تم ان کے بڑے بیٹے ہو۔ کیا جی ہاں۔ فرمایا اگر تمہارے والد کے ذمہ قرض ہو اور تم ادا کرو تو کیا کفایت کرے گا۔ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر ان کے طرف سے تم حج کرلو)

۳۔حدیث پاک میں ہے: ان عمرؓ قال صنعت الیوم یا رسول الله امراً عظیماً. قبلت وانا صائم. فقال له رسول الله ﷺ ا رائت لو تمضمضت بمء و انت صائم. فقال لا باس بذلک. فقال رسول الله ﷺ ففیم

(حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آج میں نے بڑا کام کیا۔ میں نے روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لے لیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر روزے کی حالت میں کلی کرلو تو کیا ہوگا۔ عرض کیا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ فرمایا تو پھر کس بات پر افسوس ہے۔ جس طرح کلی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اسی طرح بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام نے حضرت عمرؓ کے سوال کا جواب ہاں یا ناں میں دینے کی بجائے ان سے واپس سوال پوچھا تا کہ وہ خود حقیقت کو جان کر حکم شریعت کو سمجھ لیں۔ یہ صحابہ کو فقہ سکھانے کا طریقہ تھا۔

سوال:۔ کیا نبی علیہ السلام کی موجودگی میں صحابہؓ نے اجتہاد کیا؟

جواب:۔ جی ہاں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ نمازِ عصر بنی قریظہ میں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: لَا یُصلِینَ اَحَدٌا لعَصرَ اِلّا فِی بَنِی قُرَیظَۃَ (بخاری۔ جلد 2، صفحہ 591)

بعض صحابہ نے راستے میں نماز پڑھ لی، دوسروں نے منزل پر پہنچ کر قضاء نماز پڑھی۔ جب نبی علیہ السلام کو معلوم ہوا تو: فَلَم یَعنَف وَاحِدًا مِنھُم (آپ نے ان میں سے کسی کو کچھ نہ کہا)

۲۔ علت پالینے سے ظاہر حدیث پر عمل نہ کرنے کی مثال۔ نبی ﷺ نے اُمّ ولد لونڈی سے متہم شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا، حدیث کے الفاظ ہیں:

فَاِذَا هُوَ فِی رَکِی یَتبَرَّدُ فَقَال اُخرُج فِتنَاوَلَهُ یَدَهُ فَاَخرَجَهُ فَهُو مَجبوب لَیسَ لَهُ ذَکَر (مسلم جلد2،صفحہ368)

(وہ تالاب میں غسل کر رہا تھا آپ نے فرمایا باہر نکل آو۔ اس نے باہر نکلنے کے لئے ہاتھ پکڑایا تو (کپڑا ہٹنے سے) آپ نے دیکھا کہ اس کا مخصوص عضو کٹا ہوا ہے)

حضرت علیؓ نے اسے قتل نہ کیا۔ جب نبی ﷺ کو بتلایا گیا تو فرمایا الشَّاهِدُ یَرٰی مَا لَا یَرَاهُ الغائب (حاضر شخص وہ دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا) (رواہ احمد) (البدایہ والنہایہ۔جلد5)

۳۔ دو صحابہؓ نے پانی مل جانے پر تیمّم سے پڑھی ہوئی نماز نہ لوٹائی، نبی ﷺ نے ایک سے فرمایا

اَصبتَ السُنَّةَ وَ جَزَأتکَ صَلوتُکَ دوسرے سے فرمایا لَکَ الاَجرُ مَرَّتَینِ. (سنن ابی داود: کتاب الطھارہ)

۴۔ نبی ﷺ نے زانیہ باندی کو دُرّے لگانے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے اسے حاملہ دیکھ کر حد جاری نہ کی۔

نبی ﷺ نے فرمایا: اَحسنتَ اَترکها حَتّٰی تَتمَاثَل (تم نے اچھا کیا۔ اسے بچہ جننے تک مہلت دو) (مسلم۔جلد2)

۵۔ ظاہر نص کے باوجود حالات کی رعایت۔ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقطَعُوا اَیدِیَهُمَا (المائدہ(5):38)

نبی ﷺ نے جنگ کے موقع پر ہاتھ کاٹنے سے روک دیا نَهیٰ اَن تُقطَعَ الاَیدی فِی الغَزوِ۔ (اجتہاد عمر بن خطابؓ)

اس سے معلوم ہوا کہ حکم پر عمل کے لئے بھی عقل سمجھ کی ضرورت ہے۔

۶۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے غزوہ ذات السلاسل میں جنابت ہونے پر سردی کی بناء پر تیمّم سے نماز پڑھائی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یَا عَمرو صَلَّیتَ بِاَصحَابِکَ وَاَنتَ جُنُبٌ عرض کیا قرآن مجید میں ہے: لَاتَقتُلُوا اَنفُسَکُم اِنَّ اللهَ کَانَ بِکُم رَحِیمًا. حدیث پاک کے الفاظ ہیں کہ یہ سن کر فَضَحِکَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَم یَقُل شَیئاً (ابوداؤد شریف)

نتیجہ: مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے پیش آنے والے مسائل میں کئی مرتبہ اجتہاد کیا جب نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے کبھی خوشی کا اظہار فرمایا اور کبھی خاموشی اختیار فرمائی۔

مثال

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں ایک روز میں اور عطاءؒ اور طاؤسؒ اور عکرمہؒ بیٹھے تھے۔ایک شخص نے آکر پوچھا کہ جب میں پیشاب کرتا ہوں تو ماءِ دافق نکلتا ہے، کیا اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے؟......ہم نے پوچھا کیا یہ وہی ماءِ دافق ہے جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے؟......اس نے کہا ہاں......ہم نے کہا غسل کرنا واجب ہے وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون پڑھ کر چلا گیا۔
حضرت ابنِ عبّاسؓ قریب نماز پڑھ رہے تھے۔جب نماز سے فارغ ہوئے تو عکرمہؒ سے کہا اس شخص کو بلاؤ، وہ آگیا حضرت ابنِ عبّاسؓ نے ہم سے پوچھا کیا تم نے قرآن سے فتویٰ دیا ہے؟...... ہم نے کہا نہیں،

فرمایا　کیا حدیث سے فتویٰ دیا ہے؟...... ہم نے کہا نہیں،

فرمایا　کیا صحابہؓ کے قول سے فتویٰ دیا ہے؟...... ہم نے کہا نہیں،

فرمایا　کس کے قول سے فتویٰ دیا ہے؟...... ہم نے کہا اپنی رائے سے،

فرمایا لِذٰلِکَ یَقُولُ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَقِیہ' وَاحِد اَشَدُّ عَلَی الشَّیطَانِ مِن اَلفِ عَابِدٍ (سنن ابن ماجۃ: کتاب المقدمۃ)

پھر آپؓ نے سائل سے پوچھا جب وہ پانی نکلتا ہے اس وقت تمہیں شہوت ہوتی ہے؟......اس نے کہا نہیں......آپؓ نے پوچھا کیا اس پانی کے نکلنے کے بعد عضو میں ڈھیلا پن آجاتا ہے؟......اس نے کہا نہیں......آپؓ نے فرمایا اس صورت میں تیرے لیے وضو کافی ہے۔

نتیجہ

۱۔ ماخذِ علم چار ہیں

۲۔ عالم کو چاہیے کہ اعلم کی پیروی کرے

۳۔ مجتہد کے قول پر اعتماد کرنا چاہیے دلیل مانگنے کی ضرورت نہیں

۴۔ قیاس اگر نص سے ٹکرائے تو معیوب ہے ورنہ اچھا ہے

فقہ کا دائرہ کار

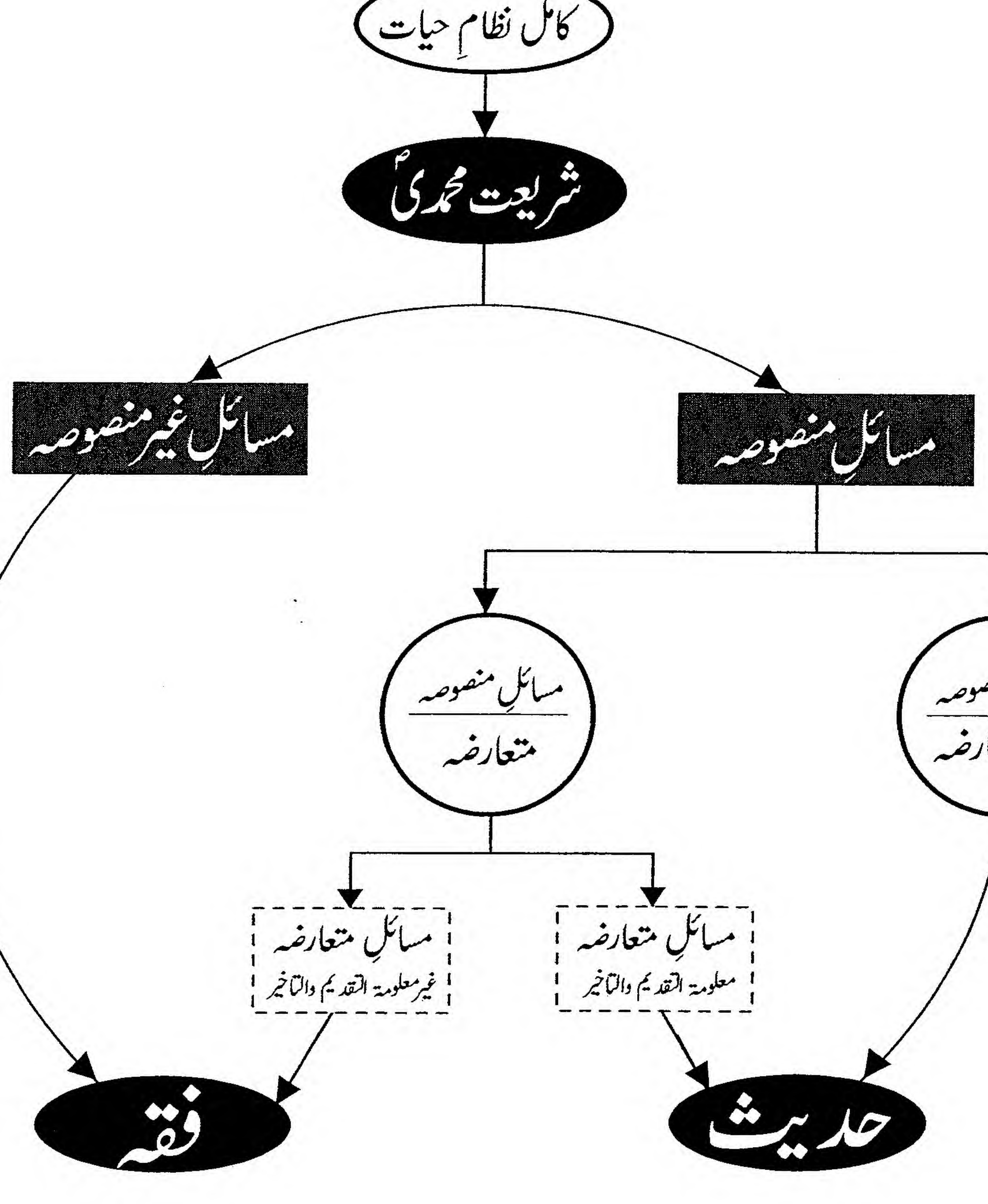

مسئلہ

حضرت امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا گیا کہ

آپ اُس شخص کے ایمان کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں جو کہ:

۱۔ جنت کی خواہش نہیں رکھتا۔
۲۔ عذابِ جہنم سے نہیں ڈرتا۔
۳۔ مری ہوئی چیز کھالیتا ہے۔
۴۔ رکوع سجدہ کے بغیر نماز پڑھتا ہے۔
۵۔ بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔
۶۔ فتنہ سے محبت کرتا ہے۔
۷۔ حق سے بغض رکھتا ہے۔
۸۔ رحمتِ الٰہی سے دور بھاگتا ہے۔
۹۔ یہود و نصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔

جواب:۔ فرمایا کہ وہ مومن ہے اس لئے کہ:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی اتنی خواہش ہے کہ اور کوئی خواہش ہی نہیں رہی۔
۲۔ خوفِ خدا اسقدر غالب ہے کہ جہنم کا ڈر نہیں رہا۔
۳۔ مچھلی کھاتا ہے۔
۴۔ نمازِ جنازہ پڑھتا ہے، جس میں رکوع اور سجدہ نہیں ہوتا۔
۵۔ اللہ تعالیٰ کی بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔
۶۔ اولاد بنصِ قرآنی فتنہ ہے مگر محبت کرتا ہے۔
۷۔ طلاق حق ہے مگر وہ اس کو ناپسند کرتا ہے۔
۸۔ بارش رحمتِ الٰہی ہے مگر بچنے کیلئے بھاگتا ہے۔
۱۰۔ یہود و نصاریٰ کا قول قرآن میں منقول ہے،

وَ قَالَتِ الیَھُودُ لَیسَتِ النَّصرٰی عَلٰی شَیٍٔ وَقَالَتِ النَّصارٰی لَیسَت الیَھُود عَلٰی شَیٍٔ (البقرة(2):113)

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں طلباء کرام اس مسئلہ کے جواب میں کہ ایک شخص پر:

نماز فجر کے وقت	ایک عورت حرام تھی	کیوں؟
پھر نماز اشراق کے وقت	وہ حلال ہوگئی	کیوں؟
پھر نماز ظہر کے وقت	وہ حرام ہوگئی	کیوں؟
پھر نماز عصر کے وقت	وہ حلال ہوگئی	کیوں؟
پھر نماز مغرب کے وقت	وہ حرام ہوگئی	کیوں؟
پھر نماز اوبین کے وقت	وہ حلال ہوگئی	کیوں؟
پھر نماز عشاء کے وقت	وہ حرام ہوگئی	کیوں؟
پھر نماز تہجد کے وقت	وہ حلال ہوگئی	کیوں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں طلباء کرام اس مسئلہ کے جواب میں کہ ایک شخص پر:

نماز فجر کے وقت	ایک عورت حرام تھی	کیوں؟
		غیر محرم لونڈی تھی
پھر نماز اشراق کے وقت	وہ حلال ہوگئی	کیوں؟
		لونڈی خرید لی
پھر نماز ظہر کے وقت	وہ حرام ہوگئی	کیوں؟
		آزاد کردیا
پھر نماز عصر کے وقت	وہ حلال ہوگئی	کیوں؟
		نکاح کرلیا
پھر نماز مغرب کے وقت	وہ حرام ہوگئی	کیوں؟
		ظہار کیا
پھر نماز اوبین کے وقت	وہ حلال ہوگئی	کیوں؟
		کفارہ دیا
پھر نماز عشاء کے وقت	وہ حرام ہوگئی	کیوں؟
		ایک طلاق دی
پھر نماز تہجد کے وقت	وہ حلال ہوگئی	کیوں؟
		رجوع کرلیا

تدوینِ فقہ

حافظ ابن قیمؒ کے مطابق صحابہ کرام کی تعداد کم و بیش 124,000 تھی جن میں سے 149 حضرات صاحب فتوی سمجھے جاتے تھے۔ عام صحابہ اپنے مسائل ان سے پوچھا کرتے تھے۔ ان صاحب فتوی صحابہ میں سے 14 حضرات ایسے تھے جن کا قول ملنے پر دوسرے اپنے اقوال سے رجوع کر لیتے تھے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ	۲۔ حضرت عمر فاروقؓ
۳۔ حضرت عثمان غنیؓ	۴۔ حضرت علی المرتضیٰؓ
۵۔ حضرت عبدُ اللہ بن مسعودؓ	۶۔ حضرت معاذ بن جبلؓ
۷۔ حضرت زید بن ثابتؓ	۸۔ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ
۹۔ حضرت ابی بن کعبؓ	۱۰۔ حضرت عبدُ اللہ بن عمرؓ
۱۱۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ	۱۲۔ حضرت ابوالدرداءؓ
۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ	۱۴۔ حضرت امیر معاویہؓ

قال اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنهم و رضوا عنه

دورِ تابعین کے مشہور فقہاء:

۱۔ علقمہ بن قیسؒ	(63ھ) کوفہ میں	۲۔ مسروق بن اجدعؒ	(63ھ) کوفہ میں
۳۔ شریح بن حارث کندی	(78ھ) کوفہ میں	۴۔ عبدالرحمٰن بن غنمؒ	(78ھ) شام میں
۵۔ ابوادریس خولانیؒ	(80ھ) شام میں	۶۔ قبیصہ بن ذویبؒ	(86ھ) شام میں
۷۔ ابوالعالیہ رفیع بن ہران	(90ھ) بصرہ میں	۸۔ ابوالشعثاء جابر بن زیدؒ	(93ھ) بصرہ میں
۹۔ امام زین العابدینؒ	(94ھ) مدینہ میں	۱۰۔ سعید بن المسیّبؒ	(94ھ) مدینہ میں
۱۱۔ ابوسلمہؒ	(94ھ)	۱۲۔ عروہ بن زبیرؒ	(94ھ) مدینہ میں
۱۳۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ	(94ھ) مدینہ میں	۱۴۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن مخزومیؒ	(94ھ) مدینہ
۱۵۔ اسود بن یزید نخعیؒ	(95ھ) کوفہ میں	۱۶۔ امام ابراہیم نخعیؒ	(96ھ) کوفہ میں
۱۷۔ حسن المثنیٰؒ	(97ھ) مدینہ میں	۱۸۔ سعید بن جبیرؒ	(98ھ) کوفہ میں
۱۹۔ خارجہ بن زید بن ثابتؒ	(99ھ) مدینہ میں	۲۰۔ عمر بن عبدالعزیزؒ	(101ھ) شام
۲۱۔ امام مکحولؒ	(101ھ) شام میں	۲۲۔ مجاہد بن جبیرؒ	(103ھ) مکہ میں
۲۳۔ عامر بن شرجیل الشعبیؒ	(106ھ) کوفہ میں	۲۴۔ طاؤس بن کیسانؒ	(106ھ) یمن میں
۲۵۔ ضحاک بن مزاحمؒ	(106ھ) خراسان	۲۶۔ سالم بن عبداللہؒ	(106ھ) مدینہ میں

۲۷۔ قاسم بن محمدؒ	(106ھ) مدینہ میں	۲۸۔ سلیمان بن یسارؒ	(107ھ) مدینہ میں
۲۹۔ حضرت عکرمہؒ	(105ھ) مکہ میں	۳۰۔ امام حسن بصریؒ	(110ھ) بصرہ میں
۳۱۔ محمد بن سیرینؒ	(110ھ) بصرہ میں	۳۲۔ حسن بن ابی الحسن الیسارؒ	(110ھ) بصرہ میں
۳۳۔ عطاء بن ابی رباحؒ	(110ھ) مکہ میں	۳۴۔ رجاء بن حیوۃ الکندیؒ	(112ھ) شام میں
۳۵۔ وہب بن منبہؒ	(114ھ) یمن میں	۳۶۔ امام باقرؒ	(114ھ) مدینہ میں
۳۷۔ میمون بن مہرانؒ	(116ھ) الجزیرہ میں	۳۸۔ حماد بن ابی سلیمانؒ	(120ھ) کوفہ میں
۳۹۔ یزید بن ابی حبیبؒ	(128ھ) مصر میں	۴۰۔ یحیٰی بن ابی کثیرؒ	(129ھ) یمن میں

رحمھم اللہ تعالیٰ و نفعنا بعلومھم اجمعین

ایک لائقِ توجہ بات:

اسلام کی علمی تاریخ کے دوسرے دور کے یہ جبالِ علم ہیں۔ان میں غور سے دیکھا جائے تو زیادہ حضرات موالی میں سے ملیں گے (آزاد کردہ غلاموں میں سے)......تاریخِ اسلام کا یہ علمی دور ہے جس میں عربوں سے بڑھ کر موالی نے حدود اسلام کا علمی پہرہ دیا۔
مدینہ کے سلیمان بن یسارؒ (107ھ) ام المومنین حضرتِ میمونہؓ کے موالی تھے......حسن بن الحسن الیسار (110ھ) حضرت زید بن ثابتؓ کے موالی تھے......حضرت امام محمد بن سیرین، حضرت انس بن مالکؓ کے موالی تھے...... عکرمہ (107ھ) حضرت ابنِ عباسؓ کے موالی تھے ...... ابو زبیر مسلم بن مسلمؒ (127ھ) حضرت حکیم بن حزامؓ کے موالی تھے......امام مکحول (101ھ) بنوہذیل کے موالی تھے ......یزید بن ابی الجبیب (128ھ) بنوازد کے موالی تھے......عطاء بن ابی رباح (112ھ) قریش کے موالی تھے۔

حنفی اصولِ فقہ :

امام ابو حنیفہؒ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اسطرف توجہ کی اور فقہِ اسلامی کو مدوّن کرنے کے لیے علماء کا ایک بورڈ بٹھایا جس میں حفاظتِ حدیث، ادب وعربیت کے امام، قیاس و استنباط کے ماہرین، قرآنِ کریم کے مواردِ نزول اور ناسخ ومنسوخ کو سمجھنے والے بڑے بڑے اساتذہِ فن موجود تھے۔ امام ابو حنیفہؒ کی قیادت میں یہ بورڈ کافی عرصہ تک کام کرتا رہا، یہاں تک کہ فقہ کی تدوین ہوئی۔امام محمدؒ (189ھ) نے ظاہر الروایات ترتیب دیں۔آج فقہ حنفی کا مدار انہی کتابوں پر ہے ۔ اس بورڈ میں حفص بن غیاثؒ، امام ابو یوسفؒ اور یحیٰی بن ابی زائدہؒ جیسے کثیر الحدیث عالم بھی تھے۔قاسم بن معنؒ اور امام محمد بن حسنؒ جیسے ادب وعربیت کے امام بھی تھے۔امام زفرؒ جیسے قیاس واستحسان کے بادشاہ بھی تھے۔داؤد طائیؒ جیسے علم وتقویٰ کے پہاڑ بھی تھے اور علماء کا ایک جمِ غفیر تھا جو اس عامی

محنت میں چل رہا تھا اور یہ حضرات اپنے وقت کی معروف شخصیتیں تھیں۔لکھنے کا کام یحییٰ کے سپرد تھا۔علامہ شبلیؒ کے خیال میں تقریباً تیس برس یہ کام ہوتا رہا۔امام صاحبؒ فیصلہ کرنے میں عافیہ بن یزیدؒ کے منتظر رہتے۔ فرماتے جب تک وہ نہ آئیں فیصلہ نہ کیا جائے۔علامہ خطیب بغدادیؒ اسحٰق بن ابراھیمؒ سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ اَبُو حَنِیفَةَ لَا تَرفَعُوا المَسئَلَةَ حَتّٰی یَحضُرَ عَافِیَةَ فَاِذَا حَضَرَ عَافِیَةَ فَاِن وَافَقَهُم قَالَ اَبُوحَنِیفَةَ لَاتَثبُتُوهَا

﴿امام ابوحنیفہؒ کہتے جب تک عافیہؒ نہ آئیں اس مسئلے کو نہ اٹھایا جائے جب وہ آتے تو اگر ان کی ہاں ہوتی تو امام ابوحنیفہؒ وہ مسئلہ لکھواتے ورنہ فرماتے اسے نہ لکھو۔﴾

صدرُ الائمہ علامہ موفقؒ لکھتے ہیں:

فَوَضَعَ اَبُوحَنِیفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَذهَبَه شُورٰی بَینَهُم لَم یَستَبِدَّ فِیهِ بِنَفسِهٖ دُونَهُم اِجتِهَادًا مِنهُ فِی الدِّینِ وَ مُبَالِغَةً فِی النَّصِیحَةِ لِلّٰهِ وَ رَسُولِهٖ وَ المُومِنِینَ فَکَانَ یَلقِیّ مَسئَلَةً مَسئَلَةً وَ یَسمَعُ مَا عِندَهُم وَ یَقُولُ مَا عِندَهٗ وَ یُنَاظِرُهُم شَهرًا اَو اَکثَرَ مِن ذٰلِکَ حَتّٰی یَستَقِرَّ اَحَدُ الاَقوَالِ فِیهَا ثُمَّ یُثبِتُهَا اَبُویُوسَفُ فِی الاُصُولِ حَتّٰی اَثبَتَ الاُصُولَ کُلَّهَا (مناقبِ موفق۔جلد2،صفحہ133)

﴿امام ابوحنیفہؒ نے اپنا فقہی مذہب شورائی قرار دیا ہے اس میں دوسروں کو نظر انداز کر کے اپنی بات بزورِ لازم نہیں کی۔دین میں اجتہاد کرتے ہوئے اور اللہ اس کے رسول برحق اور مومنین سے خیر خواہی کرتے ہوئے۔آپ ایک ایک مسئلہ سامنے لاتے اور ان کے دلائل سنتے اور اپنی بات بھی کہتے۔کبھی بحث مہینے بلکہ اس سے بھی زیادہ چلی جاتی۔یہاں تک کہ ایک فیصلہ پر بات ٹھہر جاتی پھر امام ابو یوسفؒ اسے اپنے اصول میں لکھتے، یہاں تک کہ سب اصولِ فقہ طے ہو گئے﴾

اراکینِ مجلس تدوینِ فقہ:

حضرت عبدالقادر قریشیؒ نے الجواہر المضیہ میں ان حضرات کی فہرست دی ہے جو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مجلس تدوین فقہ کے اراکین تھے۔

ا۔ امام زفرؒ	(158ھ)	۲۔ امام مالک بن معلولؒ	(159ھ)
۳۔ امام مالک بن نضیر طائیؒ	(160ھ)	۴۔ امام مندل بن علیؒ	(168ھ)
۵۔ امام نضر بن عبدالکریمؒ	(169ھ)	۶۔ امام عمرو بن میمونؒ	(171ھ)
۷۔ امام حبان بن علیؒ	(172ھ)	۸۔ امام ابوعصمہؒ	(173ھ)
۹۔ امام زہیر بن معاویہؒ	(173ھ)	۱۰۔ امام قاسم بن معنؒ	(175ھ)

۱۱۔ امام حماد بن ابی حنیفہؒ	(176ھ)	۱۲۔ امام سیاج بن بسطامؒ	(177ھ)
۱۳۔ امام شریک بن عبداللہؒ	(178ھ)	۱۴۔ امام عافیہ بن یزیدؒ	(180ھ)
۱۵۔ امام عبداللہ بن مبارکؒ	(181ھ)	۱۶۔ امام ابو یوسفؒ	(182ھ)
۱۷۔ امام محمد بن نوحؒ	(183ھ)	۱۸۔ امام ہشیم بن بشیرؒ	(183ھ)
۱۹۔ امام یحییٰ بن زکریاؒ	(184ھ)	۲۰۔ امام فضیل بن عیاضؒ	(187ھ)
۲۱۔ امام اسد بن عمرؒ	(188ھ)	۲۲۔ امام محمد بن حسنؒ	(189ھ)
۲۳۔ امام علی بن مسہرؒ	(189ھ)	۲۴۔ امام یوسف بن خالدؒ	(189ھ)
۲۵۔ امام عبداللہ بن ادریسؒ	(192ھ)	۲۶۔ امام فضل بن موسیٰؒ	(192ھ)
۲۷۔ امام علی بن طبیانؒ	(192ھ)	۲۸۔ امام حفص بن غیاثؒ	(194ھ)
۲۹۔ امام وکیع بن الجراحؒ	(197ھ)	۳۰۔ امام ہشام بن یوسفؒ	(197ھ)
۳۱۔ امام یحییٰ بن سعید القطانؒ	(198ھ)	۳۲۔ امام شعیب بن اسحٰقؒ	(198ھ)
۳۳۔ امام ابو حفص بن عبدالرحمٰنؒ	(199ھ)	۳۴۔ امام ابو مطیع البلخیؒ	(199ھ)
۳۵۔ امام خالد بن سلیمانؒ	(199ھ)	۳۶۔ امام عبدالحمیدؒ	(203ھ)
۳۷۔ امام حسن بن زیادؒ	(204ھ)	۳۸۔ امام ابو عاصم بن النبیلؒ	(212ھ)
۳۹۔ امام حماد بن دلیلؒ	(215ھ)	۴۰۔ امام مکی بن ابراہیمؒ	(215ھ)

رحمهم الله تعالیٰ و نفعنا بعلومهم اجمعين

ان اراکین میں دس بارہ ایسے بھی تھے جو ہر اجلاس میں برابر شریک ہوتے اور ایسے بھی تھے جن سے متفرق مجالس میں تبادلہ خیالات اور تناظر آراء ہو جاتا، تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس محنت سے جو فقہ مرتب ہوئی وہ شخصی فقہ نہیں تھی بلکہ ایک شورائی فقہ ہے، گو اس معین فقہ کی پیروی کو ہم تقلیدِ شخصی کا نام دیں۔ اسکی نسبت صدر مجلس کی طرف ہو حضرت امام طحاویؒ (321ھ) نے بسندِ متصل اسد بن فراتؒ سے روایت کی ہے:

امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ جنہوں نے فقہ کی تدوین کی چالیس تھے جن میں یہ لوگ زیادہ ممتاز تھے ابو یوسفؒ، داؤد طائیؒ، زفرؒ، سید بن عمرؒ، یوسف بن خالد تمیمیؒ، یحییٰ بن زائدہؒ، امام طحاویؒ نے یہ بھی روایت کی ہے کہ لکھنے کی خدمت یحییٰ سے متعلق تھی اور وہ تقریباً تیس برس تک اس خدمت کو سرانجام دیتے رہے۔

پہلے یہ لکھنے کا کام امام ابویوسفؒ کے سپرد تھا۔ پھر یہ ذمہ داری یحیٰی بن زائدہؒ کے سپرد ہوئی۔
امام محمدؒ حضرت امام صاحبؒ کی زندگی کے آخری سالوں میں آپ کی خدمت میں آئے تھے۔

(سیرۃ النعمان۔جلد1،صفحہ164از مولانا شبلی نعمانیؒ)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مجلس تدوین فقہ میں وقت کے جلیل القدر حضرات موجود تھے۔ جن میں مفسرین بھی تھے اور محدثین بھی تھے اور ادب و عربیت کے ماہرین بھی۔ قیاس و اجتہاد کے بادشاہ بھی اور زہد و تقوٰے کے امام بھی۔ امام وکیع بن الجراحؒ کتنی اچھی بات فرما گئے ہیں کہ ''امام ابوحنیفہؒ کے کام میں کس طرح غلطی باقی رہ سکتی ہے جبکہ آپ کے ساتھ اپنے وقت کے عظیم المرتبت لوگ تھے جو غلطی کی صورت میں صحیح بات کی طرف آپ کو واپس کرنے والے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ حکومت حضرت امام صاحبؒ کے خلاف تھی اور وہ نہ چاہتی تھی کہ حضرت امام صاحبؒ کی اس عظیم کام پر زیادہ شہرت ہو۔ تاہم آپ کا یہ فقہی مجموعہ مختلف فقہی ابواب کے طور پر عملی حلقوں میں خاصا معروف تھا۔ علامہ شبلیؒ لکھتے ہیں:

'' تعجب ہے کہ جن لوگوں کو امام صاحبؒ سے ہمسری کا دعویٰ تھا وہ بھی اس کتاب سے بے نیاز نہ تھے۔ امام سفیان ثوریؒ (161ھ) نے بڑے لطائف الحیل سے ان کی کتاب الرہن کی نقل حاصل کی اور اس کو اکثر پیشِ نظر رکھتے تھے۔ یحیٰی بن زائدہؒ کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن سفیانؒ کے سرہانے ایک کتاب دیکھی جس کا وہ مطالعہ کر رہے تھے۔ ان سے اجازت مانگ کر میں نے اس کو دیکھا تو ابوحنیفہؒ کی کتاب الرہن نکلی میں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ ابوحنیفہؒ کی کتابیں دیکھتے ہیں۔ بولے کاش! ان کی سب کتابیں میرے پاس ہوتیں۔'' (عقود الجمان۔باب10،سیرت النعمان۔صفحہ166)

الغرض امام ابوحنیفہؒ کی اس تدوین سے جو فقہی ذخیرہ تیار ہوا وہ ایک بہت بڑا ذخیرہ علم تھا اور اس میں مجتہد درجے کے علماء کبار کی بیس سالہ محنت یکجا جمع تھی۔ یحیٰی بن آدم کہتے ہیں:

قَضیٰ بِهِ الخُلفاءُ و الائِمّةُ وَالحُکّامُ وَاستقرَّ عَلیهِ الامرُ (موفق۔جلد2،صفحہ41)

﴿خلفاء ائمہ اور احکام سب اس مدون فقہ کے مطابق فیصلے دیتے تھے اور اس پر کام جم گیا﴾

علامہ زاہد الکوثریؒ (1371ھ) نے فقہ اہل العراق و حدیثہم میں الفہرست محمد بن اسحٰق کے حوالے سے لکھا ہے

وَالعِلمُ براً وَ بحرًا وَشرقًا وَغربًا بُعدًا وَ قُربًا تدوینه رضی الله عنه

﴿علم اقلیم ارضی میں ہو یا سمندروں میں، مشرق میں ہو یا مغرب میں، دور ہو یا قریب، جہاں بھی پایا جائے گا یہ امام ابوحنیفہؒ کی ہی تدوین سے ہے﴾

تدوینِ فقہ کی منازل

پہلی منزل (30 سال): **مجتہدین فی الشرع** امام اعظم ابوحنیفہؒ (150 ہجری)

اصولِ وکلیات طے فرمائے۔ اجتہاد وقیاس کے ضوابط بنائے۔ امام شافعیؒ نے اس عظیم کام کو دیکھ کر کہا:

الناس کلھم عیال ابی حنیفة فی الفقه. (لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے سامنے بچوں کی حیثیت رکھتے ہیں)

دوسری منزل (50 سال): **مجتہدین فی المذھب** امام ابویوسفؒ، امام محمد بن حسنؒ، امام زفرؒ (189,182,158 ہجری)

اصولِ فقہ میں تابع مگر استنباط واستخراج میں برابر کے مجتہد کے طور پر کام کیا۔ امام محمد بن جعفر کا قول ہے کہ:

و اول من وضع الکتاب فی اصول الفقه علی مذھب ابی حنیفة ابو یوسف. (مفتاح السعادۃ)

امام ابویوسف کو قاضی قضاۃ الدنیا کہا جاتا تھا۔ (البدایۃ: 180/10)

علامہ ابن عبدالبر نے کہا: میرے علم میں ایسا قاضی سوائے امام ابویوسف کے کوئی نہیں جس کا حکم مشرق تا مغرب چلتا ہو۔ (حسن التقاضی: 54)

صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ امام ابویوسف کے امالی تین سو جلدوں میں تھے۔ (تذکرۃ المحدثین: 77)

آپ کے متعلق امام مزنیؒ (264ھ) نے کہا: کان ابو یوسف اتبعھم للحدیث (البدایۃ لابن کثیر: 180/10)

امام محمد نے الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر الکبیر، السیر الصغیر، المبسوط، الزیادات۔ یہ چھ کتابیں ظاہر الروایات کہلاتی ہیں (علم حدیث میں موطا امام محمدؒ، کتاب الاثار جیسی مشہور کتابیں لکھیں)

امام محمدؒ کے بارے میں امام شافعیؒ نے فرمایا: ما رایت حبراً سمیناً مثله... ما رایت اعقل منه (البدایۃ: 202/10)

امام شافعیؒ نے ایک مجلس میں فرمایا: ما رایت اعقل و لا افقه و لا ازھد و لا اورع و لا احسن نطقاً و لا ایراداً من محمد بن الحسن. (تہذیب الاسماء)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ما رایت رجل اعلم بالحلال والحرام والناسخ والمنسوخ من محمد۔ (مناقب کردری: 430)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ما رایت اعلم بکتاب الله من محمد کانه علیه نزل۔ (مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ لذہبی: 52)

امام شافعی آپ کے قرآن مجید کی تلاوت کی شان میں فرماتے ہیں: کنت اذا سمعته یقرء القران کانما ینزل القران بلغته. (البدایۃ: 202/2)

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں: کان محمد بن الحسن من بحور العلم والفقه۔ (میزان الاعتدال: 50)

علامہ ذہبیؒ دوسری جگہ لکھتے ہیں: کان من ازکیاء العالم۔ (الجواہر المضیۃ: 42/2)

علامہ مرجانی امام ابو یوسف اور امام محمد کے متعلق کہتے ہیں: و حالھم فی الفقہ ان لم یکن ارفع من مالک و شافعی و امثالھما فلیسوا بدونھما۔ (امام محمد اور امام ابو یوسف کا مرتبہ امام مالک اور امام شافعی سے بلند نہیں ہے تو ان سے کمتر بھی نہیں ہے۔ (بحوالہ سیر الصحابہ: 117/8)

علامہ نووی نے تہذیب اللغات میں امام زفر کو کثیر الحدیث عالم کہا ہے۔ جرح و تعدیل کے امام یحیی بن معین نے ان کے متعلق کہا: صاحب الرائے ثقۃ مامون۔ امام ابو حنیفہ ان کو اقیس اصحابی کہا کرتے تھے۔

تیسری منزل (100 سال): **مجتہدین فی المسائل** امام طحاویؒ (321 ہجری) ۔ امام سرخسیؒ

اصول و فروع میں تقلید ۔ اختلافِ ائمہ کی صورت میں کسی کے قول پر فتویٰ دینے کے مجاز اگر مسائل موجود نہیں تو استنباط و اجتہاد بھی ضرورت کے تحت کرتے تھے۔

امام طحاوی کے اساتذہ حدیث میں مصری، یمنی، شامی، کوفی، بصری، حجازی، اور خراسانی ہر علاقہ کے محدث شامل ہیں۔ آپ امام بخاری اور امام مسلم کے ساتھ ان کے بہت سے اساتذہ میں شریک ہیں۔

آپ کے ماموں اور استاذ امام مزنی (جو کہ امام شافعی کے شاگرد خاص تھے) امام محمد بن حسن الشیبانی کی فقہ حنفی کی کتابوں کا بہت مطالعہ کرتے تھے تو آپ بہت متاثر ہوئے اور محسوس کیا کہ فقہ حنفی میں بہت گہرائی ہے پس آپ حنفی بن گئے۔ علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں: و کان ثقۃ فقیھا عاقلا لم یخلف مثلہ۔ (تذکرۃ الحفاظ: 30/3) حافظ ابن حجر حافظ ابن عبد البر مالکی (463ھ) سے نقل کرتے ہیں: کان الطحاوی من اعلم الناس بسیر الکوفیین و اخبارھم و فقھھم مع مشارکتہ فی جمیع المذاھب۔ (آپ علماء کوفہ کے سیر و اخبار (وہاں کی احادیث) اور ان کی فقہ کے جامع ترین عالموں میں سے تھے اور یہی حال آپ کا جمیع مذاہب کے علم میں تھا۔ (لسان المیزان: 275/3)۔ ابن حماد حنبلی بھی امام طحاوی کے بارے میں لکھتے ہیں: الثقۃ الثبت برع فی الحدیث و الفقہ (آپ ثقہ ہیں ضبط میں پختہ ہیں حدیث اور فقہ میں انتہائی کمال پائے ہوئے ہیں۔ ابن جوزی جیسے ناقد ان کے متعلق لکھتے ہیں: کان ثبتاً فھماً فقیھاً عاقلا۔ (قوی الضبط محدث ذہین فقیہ اور سمجھدار عالم تھے) (المنتظم: 250/6) ابن تعزی آپ کو احد الاعلام اور شیخ الاسلام کا خطاب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فقہ و حدیث احکام اور عربیت اور نحو میں نظیر نہ رکھتے تھے۔ (النجوم الظاہرہ: 239)

امام طحاویؒ کی کتاب شرح معانی الآثار دورہ حدیث میں پڑھائی جاتی ہے۔ علامہ عینی (858ھ) فرماتے ہیں کہ سنن ابی داؤد، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ پر اس کی ترجیح اس قدر واضح ہے کہ اس میں کوئی نادان ہی شک کر سکے گا (الحاوی: 12)

امام سرخسی نے کتاب الاصل کی پندرہ جلدوں میں شرح لکھی جس کا صرف متن چار جلدوں میں ہے۔ وقت کے فقہاء نے آپ کو شمس الائمۃ کا لقب دیا۔

چوتھی منزل (150 سال): **اصحاب التخریج** امام کرخیؒ (340 ہجری)

ہزار ہا جزئیات مسائل کی تخریج کرنے والے حضرات۔

آپ کی کتاب اصول الکرخی کتب اصول فقہ کی بلند پایہ کتاب ہے۔

پانچویں منزل (250 سال): **اصحاب الترجیح** علامہ قدوریؒ (428ھ)، قاضی خانؒ (592ھ)، صاحب ہدایہؒ (593ھ)

ترجیح میں اختلاف کی صورت میں ترجیح کا فیصلہ کرنے والے حضرات۔

امام ابوالحسین احمد القدوری حافظ ابوبکر جصاص رازی (370ھ) کے شاگرد اور خطیب بغدادی (463ھ) کے استاذ تھے۔ علامہ سمعانی فرماتے ہیں **کان فقیهاً صدوقاً انتهت الیه ریاسة اصحاب ابی حنیفة بالعراق و عز عندهم قدره۔**

قاضی برہان الدین المرغینانی نے کفایت المنتہی 80 جلدوں میں لکھی جس کی تلخیص ہدایہ کے نام سے چار جلدوں میں کی۔ علامہ ابن ہمام سکندری (861ھ) اور علامہ بدر الدین عینی (955ھ) جیسے بلند پایہ محدثین نے اس کی شرحیں لکھی اور علامہ جمال الدین الزیلعی (762ھ) اور حافظ ابن حجر عسقلانی (852ھ) جیسے حفاظ حدیث نے اس کی احادیث کی تخریج کی۔ جو لوگ جہالت کے نشہ میں کہ دیتے ہیں کہ فقہ کی کتابوں میں کہیں حدیث نہیں ملتی انہیں چاہیے کہ ھدایہ کا مطالعہ کریں۔

چھٹی منزل (400 سال): **اصحاب التمییز** علامہ نسفیؒ کنز الدقائق (711ھ)، علامہ علاؤالدین صاحب درمختار (1088ھ)

مختلف اقوال میں قوی وضعیف کا فیصلہ اور کسی ایک بات کو مفتیٰ بہ ٹھرانے والے حضرات۔

جلیل القدر مفسر قرآن ابوالبرکات عبداللہ بن احمد مسعود مشہور کتاب عقائد نسفی کے مؤلف ہیں جس کی شرح علامہ تفتازانی نے لکھی ہے اور مدارس کے نصاب میں داخل ہے۔ علم اصول میں آپ کا متن المنار ہے جس کی شرح نور الانوار مدارس کے نصاب میں داخل ہے۔ آپ کی تفسیر مدارک التنزیل بھی بعض مدارس میں داخل نصاب ہے۔ کنز الدقائق کی شرح اپنے وقت کے ابوحنیفہ علامہ ابن نجیم (970ھ) نے البحر الرائق کے نام سے لکھی۔ علامہ عینی جیسے بلند پایہ محدث نے بھی اس کی شرح لکھی۔

تنویر الابصار کی شرح درمختار محمد بن علاء الدین نے لکھی جس پر علامہ ابن عابدین شامی (1258ھ) نے ردالمحتار کے نام سے عظیم شرح لکھی جو فتاوی شامی کے نام سے معروف ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ

ولادت 80 ہجری ...... وفات 150 ہجری

۱۔ شجرہ نسب: امام صاحب کے پوتے نے اپنے دادا کا شجرہ یوں بیان کیا ہے۔

اِسمٰعیلؒ بن حمادؒ بن النعمانؒ بن ثابتؒ بن النعمانؒ بن المرزبان

ثابت کے والد نعمانؒ نے حضرت علیؓ سے دعا کروائی، فارسی النسل، آزاد لوگ وَاللهِ مَا وَقَعَ عَلَینا رَق" قط

۲۔ مولد و مدفن: پیدائش کوفہ میں اور وفات بغداد میں ہوئی۔

پہلا دور

کوفہ عہدِ فاروقی میں 17 ہجری میں بحکم امیر المومنین تعمیر کیا گیا۔ اردگرد فصہائے عرب بسائے گئے۔ حضرت عمارؓ کو امیر اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو معلم بنا کر بھیجا گیا۔ چار ہزار علماء و محدثین پیدا ہوئے۔ حضرت علیؓ جب کوفہ آئے تو فرمایا "اللہ تعالیٰ ابنِ مسعودؓ کا بھلا کرے انہوں نے بستی کو علم سے بھر دیا۔" حضرت ابنِ عباسؓ سے جب کوفہ کا کوئی شخص مسئلہ پوچھتا تو فرماتے "کیا تمہارے پاس سعید بن جبیرؒ موجود نہ تھے"۔ ابنِ عمرؓ صاحبُ المغازی شعبیؒ کے متعلق فرماتے ہیں، "میں نبی ﷺ کے ساتھ جنگوں میں شریک تھا مگر علم ان کو زیادہ ہے"۔ ابراھیم نخعیؒ اپنے وقت میں اہلِ کوفہ کے وہ عالم تھے جو اہلِ بصرہ اہلِ شام اور اہلِ حجاز میں سب سے افضل سمجھے گئے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ اَعلَم بِالحَلالِ وَ الحَرَام نے اپنے شاگرد عمر بن میمونؒ کو ابنِ مسعودؓ سے علم حاصل کرنے کوفہ بھیجا۔ مصر میں آنے والے صحابہؓ کی تعداد بقول علامہ سیوطیؒ تین سو (300)، مگر کوفہ میں پندرہ سو (1,500) مقیم رہے۔ ستر (70) بدری صحابہؓ تھے۔ ابنِ مسعودؓ کے شاگرد علقمہؒ کے پاس بعض صحابہ کرامؓ مسائل دریافت کرنے آیا کرتے تھے۔ حضرت علیؓ نے قاضی شریحؒ کے متعلق فرمایا "اٹھو اور فیصلہ کرو تم اہلِ عرب میں سب سے بڑے قاضی ہو"۔ صحابہ کرامؓ کی موجودگی یہاں کے تینتیس (33) تابعین حضرات اربابِ فتویٰ سمجھے جاتے تھے۔

دوسرا دور

رامہرمزیؒ انس بن سیرینؒ سے نقل کرتے ہیں کہ کوفہ میں چار سو (400) فقہا اور چار ہزار (4,000) محدثین تھے۔ عفان بن مسلمؒ نے چار ماہ قیام کیا اور پچاس ہزار (50,000) حدیثیں مسلم کی روایت لی، چاہتے تو ایک لاکھ تعداد ہو سکتی تھی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں شمار نہیں کرسکتا کہ حدیثیں حاصل کرنے کیلئے کتنی بار کوفہ گیا ہوں۔ امام ترمذی نے فقہ کے ہر باب میں اہلِ کوفہ کا مذہب نقل کیا ہے۔

نتیجہ

مدینہ مہبطِ وحی تھا تو کوفہ مسکنِ فقہاء و محدثین بنا۔

۳۔ حلیہ و اخلاق: خطیب بغدادیؒ ابو نعیمؒ سے نقل کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ خوش رو، خوش لباس، خوش مجلس، کریم النفس، شیریں گفتار قادر الکلام تھے۔ خوشبو اسقدر استعمال فرماتے کہ نقل و حرکت کا اندازہ خوشبو سے ہو جاتا تھا۔

۴۔ طبقہ امام اعظمؒ: ابنِ خلکان کے مطابق امام صاحبؒ نے چار صحابہؓ کو دیکھا ہے۔

کوفہ میں ۔ انس بن مالکؓ اور عبداللہ بن ابی اوفیؓ کو،

مدینہ میں ۔ سہیلؓ بن سعد الساعدی کو،

مکہ میں ۔ ابوالطفیل عامرؓ بن واثلہ کو۔

پکی بات یہ ہے کہ رؤیت سے انکار نہیں اور روایت پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ تحصیل علم: زفر بن ہذیلؒ کی روایت کہ امام صاحبؒ پہلے کلام میں شہرہ آفاق بن گئے۔ ایک باندی کی طلاق کے مسئلہ نے حمادؒ بن ابی سلیمانؒ کے درس میں پہنچا دیا۔ حمادؒ نے دس سال خاص توجہ سے پڑھایا، بیٹے سے زیادہ محبت ان سے کی۔

۶۔ ماخذ علم: خطیب بغدادیؒ کی روایت ہے کہ امیر المومنین ابو جعفرؒ نے امام صاحبؒ سے پوچھا آپ نے کن صحابہؓ کا علم حاصل کیا ہے فرمایا عمر بن خطابؓ، علیؓ بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور انکے شاگردوں کا۔

۷۔ امامِ اعظمؒ محدثین کی نظر میں:

☆ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ ابوحنیفہؒ پر رحم کرے اپنے زمانہ کے امام تھے"۔

☆ امام احمد بن حنبلؒ جب تذکرہ کرتے تو فورِ شوق میں رو پڑتے اور دعائیں کرتے۔

☆ علی بن مدینیؒ کہتے ہیں امام صاحبؒ سے ثوریؒ، ابنِ مبارکؒ، حماد بن زیدؒ، وکیعؒ، عبادؒ، جعفرؒ بن عون نے روایت کی۔

☆ یحیٰ بن معینؒ سے پوچھا گیا کیا امام صاحبؒ ثقہ ہیں۔ دو بار فرمایا...... ثقہ ہیں، ثقہ ہیں۔

۸۔ فقہ حنفی کے امتیازی اصول:

☆ امام صاحب خبرِ واحد کا اس باب کی دوسری حدیثوں سے موازنہ کرتے۔ قرآن مجید کے بیان سے اس کو ملاتے، اگر مطابقت ہوتی تو عمل کرتے ورنہ شاذ قرار دیتے اور عمل نہ کرتے۔

☆ حنفیہ اصول کو جزئیات کی خاطر ترک نہیں کرتے تھے۔

۹۔ **فقہاء ومحدثین کی مغائرت:** حدیث وفقہ علیحدہ علیحدہ فنون ہیں محدّث کے نزدیک الفاظِ حدیث کا حفظ مقدم اور فقیہ کے نزدیک معانی حدیث کا فہم مقدم۔

مثالیں

۱۔ اعمشؒ نے ابو یوسفؒ سے مسئلہ پوچھا، بتا دیا سند پوچھی بتا دی فرمایا یعقوبؒ، یہ حدیث مجھے تمہاری پیدائش سے پہلے یاد تھی مگر مطلب آج سمجھ آیا۔

۲۔ اعمشؒ نے ایک مسئلہ ابوحنیفہؒ سے پوچھا، بتا دیا حیران ہوکر کہا نَحنُ الصَّیادُ لَهُ وَ اَنتُمُ الاَطِبَّاءُ

۳۔ اعمشؒ نے ابو یوسفؒ سے فرمایا تمہارے استاد نے باندی آزاد ہونے پر طلاق ہونے کو تسلیم کیوں نہ کیا؟ فرمایا آپ نے سیدہ عائشہؓ کی روایت ان سے بواسطہ ابراہیمؒ و اسودؒ نقل کی تھی کہ جب بریرہؓ آزاد ہوئیں تو انہیں اختیار ملا چاہیں تو نکاح رکھیں چاہیں فسخ کریں۔ اعمشؒ نے کہا "بے شک ابوحنیفہؒ بہت سمجھدار شخص ہیں"۔

۴۔ محدثین کو حائضہ عورت کے غسلِ میت دینے کا جواب نہ آیا۔ فقہ کے طالبعلم نے بتا دیا۔

۵۔ ایک محدث نے بکری کا اکٹھا دودھ پینے پر دو بچوں میں رضاعت واقع ہونے کا فتوىٰ دیا۔

امام ترمذیؒ اپنی جامع میں غسل میت کے مسئلہ کی تحقیق کرنے کے بعد فرماتے ہیں،

وَ كَذٰلِكَ قَالَ الفُقَهَاءُ وَهُم اَعلَمُ بِمَعَانِى الحَدِيث

۱۰۔ امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات:

۱۔ مورخ ابن خلکان نے لکھا "وَلَم يَكُن يُعَابُ بِشَئىً سِوَى قِلَّةِ العَرَبِيَّة"

﴿آپ پر قلت عربیت کے سوا کوئی نکتہ چینی نہیں کی گئی﴾

۲۔ امام صاحب قلیل الروایت ہیں۔ درحقیقت امام صاحبؒ نے روایتِ حدیث کی بجائے فہم حدیث کا منصب سنبھالا۔

۳۔ امام صاحبؒ کے کلام پر ناسمجھی کی وجہ سے اعتراضات کیے گئے۔

مثالیں

☆ امام صاحبؒ اعمشؒ کی عیادت کیلئے گئے وہ بہت ناراض ہوئے کہ تم دین میں رائے کو داخل کیوں کرتے ہو؟ امام صاحبؒ کے شاگردوں نے بُرا منایا امام صاحبؒ نے کہہ دیا اعمشؒ کو کیا پتہ یہ تو نہ رمضان کے روزے رکھتا ہے نہ ہی غسل جنابت کرتا ہے۔ کئی مخالفین اس واقع پر بہت بگڑے فضل بن موسیٰ نے فرمایا کہ اَعمشؒ اِلتقاء ختانین سے غسل کے قائل نہ تھے، مزید برآں فجر کی نماز کے بعد سفیدی پھیلنے تک سحری کھانا درست سمجھتے تھے۔ لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں کہ امام صاحبؒ کی بات میں کتنی گہرائی تھی۔

☆ عبداللہ ابن المبارکؒ کہتے ہیں کہ میں شام میں امام اوزاعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا اے خراسانی کوفہ میں کون بدعتی شخص پیدا ہوا ہے جس کی کنیت ابو حنیفہؒ ہے۔ ابنِ مبارکؒ خاموش رہے گھر آ کر امام صاحبؒ کے مسائل کی کتاب اٹھائی اور امام اوزاعیؒ کو دی۔ انہوں نے پڑھ کر کہا، اے خراسانی یہ نعمانؒ کون شخص ہے۔ انہوں نے کہا ایک شیخ ہیں، فرمایا یہ تو بڑے پائے کے شیخ ہیں جاؤ ان سے علم سیکھو، انھوں نے کہا یہی ابو حنیفہؒ ہیں۔ امام اوزاعی پشیمان ہوئے۔

☆ حافظ ابنِ ابی داؤدؒ کہتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کے متعلق چہ میگوئیاں کرنے والے دو طرح کے لوگ ہیں اُن کی شان سے ناواقف یا اُن سے حاسد،

اِن یَحسُدُونِی فَاِنِّی غیرلَائمِهم ۔ قَبلِی مِنَ النَّاسِ اَهلُ الفَضلِ قَد حُسِدُوا

فَدَامَ لِی وَلَهُم مَا بِی وَمَا بِهِم ۔ وَ مَاتَ اَکثرنَا غَیظاً بِمَا یَجِدُ

اگر لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو کریں میں انہیں ملامت نہ کرونگا۔ اہلِ فضل پر مجھ سے پہلے لوگ حسد کرتے آئے ہیں میرا اور ان کا ہمیشہ اپنا اپنا شیوہ رہیگا ۔ اور ہم میں سے اکثر لوگ حسد کر کے مر گئے ہیں

☆ حضرت علیؓ کے بارے میں بھی لوگ افراط و تفریط کا شکار ہوئے۔ اس سے ان کی شان میں تو کوئی کمی تو نہ آئی۔

☆ ابنِ مبارکؒ نے سفیان ثوریؒ سے پوچھا، ابوحنیفہؒ غیبت کرنے سے بہت دور رہتے ہیں دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا ابوحنیفہؒ اس سے بالاتر ہیں کہ اپنی نیکیوں پر اپنے دشمن کو مسلط کریں۔

☆ جعفر بن الحسنؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام صاحبؒ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟ فرمایا! میری بخشش فرما دی۔ میں نے پوچھا علم و فضل کی وجہ سے، فرمایا! فتویٰ مفتی کیلئے بڑا بوجھ ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا پھر کس وجہ سے؟ فرمایا! لوگوں کی ان ناحق نکتہ چینیوں کی وجہ سے جو مجھ پر کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ وہ مجھ میں نہ تھیں۔

☆ یہ بھی حقیقت ہے کہ امام صاحبؒ کے شاگردوں کی، ان سے روایت کرنے والوں کی اور انہیں ثقہ و معتبر کہنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے بہ نسبت نکتہ چینی کرنے والوں کے۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ نے ایک بار دعا کی، اے پروردگار بنی اسرائیل کی زبان سے میرا پیچھا چھڑا وحی آئی جب میں نے مخلوق کی زبان اپنے سے بند نہیں کی تو تم سے کیسے بند کروں۔

چراغی را کہ ایزد بر فروزد - کسے کو تف زند ریش بسوزد

۱۱۔ امام اعظمؒ کا علمی پایہ:

- شداد بن حکیمؒ فرماتے ہیں ''ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر میں نے کوئی عالم نہیں دیکھا''
- مکی بن ابراہیمؒ نے فرمایا ''ابوحنیفہؒ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے''
- وکیعؒ فرماتے ہیں ''میں کسی عالم سے نہیں ملا جو ابوحنیفہؒ سے زیادہ فقیہ ہو اور ان سے بہتر نماز پڑھتا ہو''
- نضر بن شمیلؒ کہتے ہیں ''لوگ علم فقہ سے بے خبر تھے ابوحنیفہؒ نے آکر انہیں بیدار کیا''
- محدث یحیٰ بن سعید القطانؒ کہتے ہیں ''ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتے، واقعی ابوحنیفہؒ سے بہتر ہم نے فقہ میں کسی کی بات نہیں سنی۔ اسلیئے ان کے اکثر اقوال ہم نے اختیار کر لیے۔''
- امام شافعیؒ فرماتے ہیں ''تمام لوگ فقہ میں ابوحنیفہؒ کے محتاج ہیں''
- محدث یحیٰ بن معینؒ فرماتے ہیں ''فقہ تو بس امام ابوحنیفہؒ ہی کی ہے''
- جعفر بن ربیعؒ کہتے ہیں ''میں پانچ سال ابوحنیفہؒ کی خدمت میں رہا، ان جیسا خاموش انسان میں نے نہیں دیکھا۔ ہاں جب ان سے فقہ کا مسئلہ پوچھتے تو اس وقت کھل جاتے اور علم کا دریا لگتے تھے''
- عبداللہ ابنِ ابی داؤدؒ فرماتے ہیں ''اہلِ اسلام پر فرض ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد امام ابوحنیفہؒ کیلئے دعا کیا کریں''
- علامہ موفقؒ کہتے ہیں وَاَبُوْ حنیفۃ رَحِمَہُ اللہُ اَوَّلُ مَن دَوَّنَ عِلمَ ھٰذِہِ الشَّرِیعَۃِ لَم یَسبِقہُ اَحدٌ مِن قَبلِہٖ
﴿ابوحنیفہؒ نے اس علم شریعت کی سب سے پہلے تدوین کی، اس سے پہلے کسی نے سبقت نہ کی﴾ (مناقب موفق۔ جلد 2، صفحہ 136)
- علامہ ابنِ حجر مکیؒ کہتے ہیں اِنَّہٗ اَوَّلُ مَن دَوَّنَ عِلمَ الفِقہ وَرَتَّبَہٗ اَبوَاباً وَکَتَبَ عَلٰی نَحوِ مَاھُوَ عَلَیہِ الیَوم
﴿ابوحنیفہؒ نے سب سے پہلے علمِ فقہ کی تدوین کی، ابواب مرتب کیئے۔ اسی ترتیب پر یہ علم آج موجود ہے﴾

(الخیرات الحسان۔ صفحہ 28)

۷۱

۔ علامہ سیوطیؒ کہتے ہیں:

اِنَّهُ اَوَّلُ مَن دَوَّنَ عِلمَ الشریعَةِ وَرَتَّبَهَا ابوَاباً ثُمَّ تَبِعَهُ مَالِکُ اِبنُ انسٍؒ وَ لَم یسبِق اَبَا حَنِیفَۃؒ اَحد"

﴿اس نے علم شریعت کی سب سے پہلے تدوین کی، ابواب مرتب کیئے، پھر امام مالک بن انسؒ نے ان کی اتباع کی اور ابوحنیفہؒ سے اس کام میں سبقت کسی نے نہ کی﴾

۔ شافعیؒ المذھب محدث خطیب تبریزیؒ (743ء) نے مشکوٰۃ شریف جمع کی، پھر الاکمال کے نام سے رجال پر کتاب لکھی۔ انھوں نے مشکوٰۃ شریف میں اگرچہ امام ابوحنیفہؒ سے کوئی حدیث روایت نہیں کی مگر برکت کیلئے آپکا تذکرہ کیا

اِنَّهُ کَانَ عَالِماً عَامِلاً وَرِعًا زَاهِدًا عَابِدًا اِمامًا فِی عُلُومُ الشَّرِیعَةِ وَالغَرضُ مَا یُرادُ ذِکرُهُ فِی هٰذَا الکِتَابِ وَ اِن لَّم نَروِ عَنهُ حَدِیثًا فِی المِشکوٰۃِ لِلتَّبَرُّکِ بِهٖ وَ لِعَلُوِ مَرتَبَتِهٖ وَ وَفُورِ عِلمِهٖ ﴿امام ابوحنیفہؒ بڑے عالم تھے صاحب عمل تھے پرہیزگار تھے دنیا سے بے رغبت اور عبادت گزار تھے علوم شریعت میں امام تھے اگرچہ ہم نے مشکوٰۃ میں ان سے کوئی روایت نہیں لی تاہم یہاں ذکر کرنے سے ہماری غرض ان سے برکت حاصل کرنا ہے یہ آپ کے علوم مرتبت اوراونچے علم کے باعث ہے﴾

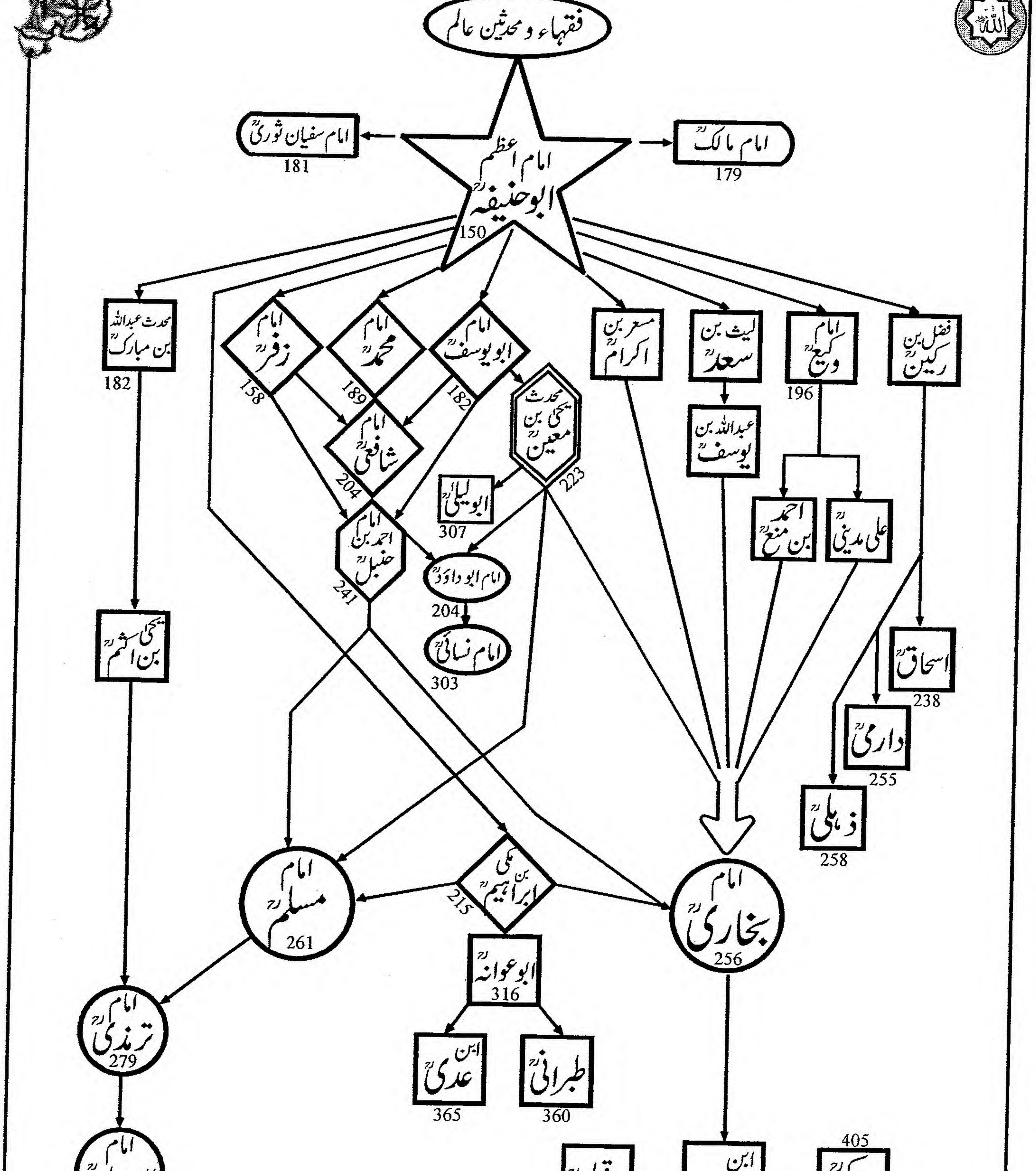
فقہاء و محدثین عالم
امام اعظم ابو حنیفہ رح 150
امام سفیان ثوری رح 181
امام مالک رح 179
محدث عبداللہ بن مبارک رح 182
امام زفر رح 158
امام محمد رح 189
امام ابو یوسف رح 182
مسعر بن اکرام
لیث بن سعد
امام وکیع رح 196
فضل بن رکین
محدث یحیٰ بن معین رح 223
امام شافعی رح 204
عبداللہ بن یوسف رح
ابو یعلیٰ رح 307
امام احمد بن حنبل رح 241
احمد بن منیع رح
علی مدینی رح
امام ابو داؤد رح 204
امام نسائی رح 303
یحیٰ بن اکثم رح
اسحاق رح 238
دارمی رح 255
ذہلی رح 258
امام مسلم رح 261
مکی بن ابراہیم رح 215
امام بخاری رح 256
ابو عوانہ رح 316
امام ترمذی رح 279
ابن عدی 365
طبرانی رح 360
امام ابن ماجہ رح 273
دار قطنی رح 385
ابن خزیمہ رح 321
حاکم رح 405
بیہقی رح 458

ضرورت استاذ (۱)

حصول علم کیلئے فقط مطالعہ ہی کافی نہیں استماع بھی ضروری ہے:

فاستمع لما یوحی

فاستمعوا له و انصتوا

مثالیں:

۱۔ ڈاکیہ تار لایا: کتاب دین

۲۔ ایک صاحب فجر کی سنتیں ہلکے ہلکے پڑھتے

۳۔ ایک صاحب نے پڑھا: گورنمنٹ انڈسٹریل ہائی سکول

۴۔ روکومت جانے دو

۵۔ ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا

۶۔ بندر بن سلطان۔ دلہ کمپنی۔ فتنہ۔ ذلیل

۷۔ تبت سنو

۸۔ حبیب بینک

۹۔ chemistry, cheema, colonel, knowledge

۱۰۔ والنجم والشجر یسجدان

ضرورت استاذ (ب)

۱۔ امرءَ ۃ لھا زوجان

۲۔ ایک صاحب طہارت کے بعد وتر پڑھتے :من استجمر فلیوتر

۳۔ ایک صاحب اپنے کنویں کا پانی نہ بیچتے تھے :لا یسقی احدکم ماء ہ زرع غیرہ

۴۔ ایک محدث نے کہا: حدثنی بہ عدّۃ ،شاگرد نے پوچھا عدۃ ابن من

۵۔ الصلوٰۃ علی النَبی مکروہ

۶۔ رأیت جعفراً علی جعفرٍ فی جعفرٍ یاُکل جعفراً

۷۔ اَنَّ زَیدٌ کَرِیمٍ　　اَنَّ زَیدٌ کَبِیرٍ

۸۔ النار فی الشتاء خَیر" من اللہ و رسولہ

۹۔ مَن احب قرآناً فھو کافر

۱۰۔ من قال قال اللہ فقد کفر

تقلید

سوال ۱۔ تقلید کا لغوی معنی کیا ہے ؟

جواب۔ تقلید کا لغوی معنی پیروی ہے۔ اسکا مادہ ''قلادۃ'' ہے۔ انسان کے گلے میں ہوتو ہار، جانور کے گلے میں ہو تو پٹہ۔ دنیا کے ہر دائرہ زندگی میں لوگ اس کے ماہرینِ فن پر اعتماد کرتے ہیں۔تقلید آزاد روی کے مقابلے میں ہے۔ ''فَاِنَّ الْمَرءَ اِذَا اَتیٰ عَلٰی غَیرِ فَنِّہ اَتیٰ بِالْعَجَائِبِ''۔تقلید کے معنی مقلدین ہی طے کرسکتے ہیں غیر مقلدین نہیں۔ ''صَاحِبُ الْبَیتِ اَدرِیٰ بِمَافِیہِ''۔

سوال ۲۔ تقلید کا شرعی معنی کیا ہے؟

جواب۔ کسی کے قول کو اس حُسنِ ظن پر مان لینا کہ دلیل کے موافق بتائے گا اور اس سے دلیل طلب نہ کرنا۔ مثلاً کسی محدث کی رائے سے حدیث کو صحیح وضعیف ماننا۔کسی امتی کے بنائے ہوئے اصولِ تفسیر، اصولِ حدیث اصولِ فقہ کو ماننا۔

سوال ۳۔ تقلید کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے یا نہیں؟

جواب۔ قربانی کے جانورں کو 'قلائد' کہتے ہیں۔ان کی بے حرمتی منع ہے۔سیدہ عائشہؓ کے ہار کے لیے 'قلادہ' استعمال ہوا۔ ''اِستَعَارَت مِن اَسمَاءَ قِلَادَۃً'' (بخاری۔جلد1،صفحہ532) (بخاری ومسلم)

سوال ۴۔ تقلید کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب۔ دو، حرام اور حلال۔ جائز امور میں حلال ناجائز میں حرام۔ جیسے لغت میں دودھ دودھ ہی ہے، کتیا کا ہو یا گائے کا۔

سوال ۵۔ کن مسائل میں تقلید کی جاتی ہے؟

جواب۔ مسائلِ ''غیرِ منصوصہ'' اور ''مسائلِ منصوصہ متعارضہ غیرِ معلومۃِ التقدیم والتاخیر'' میں۔

سوال ۶۔ کن کی تقلید کی جائے؟

جواب۔ جو اپنے فن میں مجتہد کا مقام رکھتا ہو۔ ہر ایک کی تقلید جائز نہیں۔

سوال ۷۔ مجتہد ہر مسئلہ کا جواب کیسے دے دیتا ہے؟

جواب۔ جس طرح حساب دان، حساب کے قواعد استعمال کرکے ہر سوال کا جواب دے دیتا ہے۔

سوال ۸۔ کون تقلید کرے؟

جواب۔ جس کے پاس کتاب وسنت سے مسئلہ اخذ کرنے کی اہلیت نہ ہو۔

سوال ۹۔ مجتہد کا اجتہاد ٹھیک نہ ہو تو کیا؟

جواب۔ اگر ٹھیک ہوا تو دُگنا ثواب۔ ٹھیک نہ بھی ہوا تو ایک ثواب۔ اقتدا کرنے والا بَری الذِمہ ہوگا۔

سوال ۱۰۔ کیا تقلید کا لفظ اجماع اور تواتر سے مستعمل ہے؟

جواب۔ جی ہاں محدثین کے نزدیک تقلید کا لفظ تواتر سے استعمال ہوتا رہا ہے اس لیے ان کی کتابوں میں طبقاتِ حنفیہ، طبقاتِ شافعیہ، طبقاتِ جنابلہ، طبقاتِ مالکیہ کے عنوانات ملتے ہیں۔ البتہ طبقاتِ غیر مقلدین کا لفظ نہیں ملتا۔

سوال ۱۱۔ کیا چار اماموں کی تقلید کا ذکر قرآن وحدیث میں آیا ہے؟

جواب۔ جی نہیں۔ اہلِ علم کی اتباع کا حکم ہے چار اماموں کا ذکر نہیں۔ جیسے تلاوتِ قرآن کا حکم ہے دس قاریوں کا نہیں، جیسے اتباعِ سنت کا حکم ہے بخاری و مسلم کا تذکرہ نہیں۔

سوال ۱۲۔ صحابہ کرامؓ سے لیکر امام ابوحنیفہؒ تک لوگ کس کی تقلید کرتے تھے؟

جواب۔ عالم، اعلم کی تقلید کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب مگر حافظ ابنِ قیم کے مطابق صاحبِ فتوٰی 149 تھے۔ ان میں سے 7 مکثرین، 20 متوسطین اور 122 مقللین، باقی سب صحابہؓ مقلد تھے۔

سوال ۱۳۔ کیا مختلف شہروں میں مختلف صحابہؓ کی تقلید ہوتی تھی؟

جواب۔ جی ہاں۔ مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی، مدینہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کی،
کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی، یمن میں حضرت معاذ بن جبلؓ کی،
بصرہ میں حضرت انس بن مالکؓ کی۔

سوال ۱۴۔ ایک امام کی تقلید واجب کیوں ہے؟

جواب۔ اگر شہر کی چار مسجدوں میں چار امام ہوں تو کسی ایک کے پیچھے نماز پڑھنا واجب ہوگا۔ اسی طرح امت مسلمہ کا چار اماموں پر اجماع ہے۔ اب کسی ایک کی اقتداء واجب ہے۔

سوال ۱۵۔ کیا تابعین کے دور میں بھی مختلف حضرات کی پیروی ہوتی تھی؟

جواب۔ جی ہاں۔ صدر الائمہ مکی فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے خلیفہ ہشام بن عبدالملکؒ نے پوچھا کہ آپ جانتے ہیں کس شہر میں کس فقیہ کی تقلید کی جاتی ہے؟ فرمایا ہاں! مدینہ میں امام شافعیؒ کی، مکہ میں عطا ابنِ ابی رباحؒ کی، یمن میں طاوسؒ کی، یمامہ میں یحیٰ بن کثیرؒ کی، شام میں مکحولؒ کی، عراق میں میمون بن مہرانؒ کی، خراسان میں ضحاک بن فراحمؒ کی، بصرہ میں حسن بصریؒ کی، کوفہ میں ابراہیم نخعیؒ کی۔ (مناقب موفق، صفحہ 7)

سوال ۱۶۔ کیا چاروں اماموں نے بھی کسی کی تقلید کی تھی؟

جواب۔ جی ہاں! فقہائے صحابہؓ اپنے دور کے امام تھے۔ تابعین و تبع تابعین میں ان کی تقلید جاری تھی۔ حضرت امام شافعیؒ (150ہجری) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے استاد عطاء بن ابی رباحؒ (115ہجری) کی کئی مسائل میں پیروی کی اور اسے تقلید کے لفظ سے تعبیر کیا۔

قَالَ الشَّافِعِیُّ فِی مَوَاضِعَ مِنَ الحَجِّ قُلتُہٗ تَقلِیدًا لِعَطَاءِ (امام شافعیؒ نے حج کے کئی مباحث میں کہا ہے کہ میں نے ایسا امام عطاءؒ کی تقلید میں کہا ہے۔) (اضواء البیان۔ جلد 7)

ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا قُلته تقلیدًا لعمرؓ، ایک موقعہ پر کہا قُلته تقلیدًا لِعُثمانؓ، ایک موقعہ پر فرمایا:
وَ اِنَّما قُلتُ بِقَولِ زیدٍؓ۔ امام ابوحنیفہؒ نے پانی اور کنویں کے مسائل میں اکابر تابعین کے فیصلوں پر فتوے دیئے
وَ ھٰذَا اَبُو حَنِیفَۃَؒ قَالَ فِی مَسَائِلِ الاٰبَارِ لَیسَ مَعَہُ اِلَّا تَقلِیدًا مَن تَقَدَّمَہُ مِنَ التَّابِعِینَ وَ ھٰذَا مَالِکُ لَا یَخرُجُ مِن عَمَلِ اَھلِ المَدِینَہ (یہ امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ آپ نے کنوؤں کے مسائل میں فرمایا کہ آپ کے پاس پہلے اکابر کی تقلید کے سوا کچھ نہیں، یہ امام مالکؒ ہیں جو عملِ اہلِ مدینہ سے باہر نہیں جاتے) (اضواء البیان۔ جلد 7، صفحہ 4)

اور تو اور امام بخاریؒ بھی غیر منصوص مسائل میں تقلید کے قائل تھے۔ بخاری شریف پڑھیے کئی جگہ قال ابراھیم اور قال الحسنؒ (بصری) و قال نخعیؒ لکھا ہوا نظر آئیگا۔ پس معلوم ہوا کہ ائمہ بھی پہلوں کی تقلید سے آگے چلے ہیں۔ تقلید کے لفظ سے وحشت نہیں ہونی چاہیے۔ امام ابومحمدؒ بن الحسن لکھتے ہیں، اِعلَم اَنَّ الدِّینَ اِنَّمَا ھُوَا لتَقلِیدُ وَ التَّقلِیدُ لِاَصحَابِ رَسُولِ ﷺ (کتاب شرح۔ صفحہ 12) (جان لو دین تقلید کا ہی نام ہے اور تقلید اصحاب رسول ﷺ کی پیروی سے ہی چلی ہے)۔

سوال ۱۷۔ کیا اب کوئی مجتہد پیدا ہو سکتا ہے؟

جواب۔ جی ہاں۔ نہ محالِ شرعی نہ محالِ عقلی مگر وہ کریگا کیا؟ جس طرح آج کوئی محدث بن جائے تو کیا کریگا؟ تدوینِ حدیث کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

سوال ۱۸۔ غیر مقلد کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ جو نہ تو خود اجتہاد کر سکتا ہو نہ کسی کی تقلید کرے۔ نہ امام نہ مقتدی، نہ حاکم نہ رعایا، ان میں سے بعض انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام اور مسلمانوں کی مسجد میں فساد کو فرض سمجھتے ہیں۔ اتنے اختلافات کسی فرقے میں نہیں جتنے غیر مقلدین میں ہیں، عرف عام میں جو کسی اصول کا پابند نہ ہو اسے آوارہ کہتے ہیں۔ غیر مقلدین حضرات اپنا علمی رشتہ محدثین سے ملانے کی بہت کوشش کرتے ہیں مگر اللہ کی شان کہ معتزلہ سے خود بخود جا ملتا ہے۔ معتزلہ کا مذہب ہے کہ عامی شخص علت حکم جانے بغیر کسی عالم کے قول پر اعتماداً عمل نہیں کر سکتا اور یہی بات غیر مقلدین کہتے ہیں۔
وَحُکِیَ عَن بَعضِ المُعتَزِلَۃِ اَنَّہُ قَالَ لَا یَجُوزُ لِلعَامِیِ العَمَلُ بِقَولِ العَالِمِ حَتّٰی یَعرِفَ عِلَّۃَ الحُکمِ (بعض معتزلہ سے مروی ہے کہ عامی کیلئے کسی عالم کے قول پر عمل کرنا جائز نہیں جبتک علت حکم کو نہ پہچان لے) (الفقیہ والمتفقہ۔ جلد 2)

سوال ۱۹۔ کیا امام بخاریؒ بھی تقلید کے قائل تھے اور اسے جائز سمجھتے تھے؟

جواب۔ امام بخاریؒ ''وَاجعَلنَا لِلمُتَّقِینَ اِمَامًا'' کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اَئِمَّۃً نقتدی بِمَن قَبلَنَا وَ یَقتَدِی بِنَا مَن بَعدَنَا'' (بخاری شریف۔ جلد 2، صفحہ 1080)

(اے اللہ ہمیں ایسا پیشوا بنا کہ ہم تو اپنے سے پہلوں کے نقش قدم پر چلیں اور ہمارے بعد میں آنے والے ہمارے نقش قدم پر چلیں)

مبتدی کوئی ہو یا کہ ہو منتہی ...... کہتے ہیں دوستو ماعرفنا بھی
اس حقیقت سے واقف ہیں اہل نظر ...... مقتدا وہ نہیں جو نہیں مقتدی

تقلیدِ شخصی

سوال ا۔ کیا امام مجتہد کی تقلید مسلمانوں کیلئے فرض ہے یا واجب ہے یا مباح ہے؟

جواب۔ مطلق تقلید فرض ہے۔ تین دلائل دیئے جاتے ہیں۔

ا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ فَاسئَلُوا اَهلَ الذِّكرِ اِن كُنتُم لَا تَعلَمُون (الانبیاء(21):7)

(اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے دریافت کرلو)

۲۔ دوسری جگہ ارشاد ہے اَطِيعُوا اللهَ وَ اَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِى الاَمرِ مِنكُم۔ (النساء(4):59)

(اللہ کی اطاعت کرو رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو)

اولی الامر کی تفسیر میں صحابہؓ و تابعین و تبع تابعین نے کہا ہے کہ اس سے خلفاء اور علماء و فقہاء مراد ہیں۔

رئیس اہلِ حدیث مولانا صدیق حسن خان اس معنی کو اپنی تفسیر میں قبول کرتے ہیں۔

۳۔ حدیث میں ہے۔ اِنَّمَا شِفَاءُ العَيِّ السُّؤَالُ (سنن ابی داؤد: کتاب الطہارہ) (نہ جاننے والے کی شفاء اس میں ہے کہ وہ جاننے والوں سے دریافت کرے) مطلق تقلید کو محققین اہلِ حدیث بھی واجب تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارے اکابر کے نزدیک مطلق تقلید فرض ہے البتہ تقلید شخصی واجب ہے۔

سوال ۲۔ تقلیدِ شخصی کیسے شروع ہوئی؟

جواب۔ دورِ صحابہؓ و تابعین میں تقلیدِ شخصی و غیر شخصی دونوں پر عمل ہوتا تھا۔ کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا تھا نہ ہی ایک دوسرے کو باطل پر سمجھتے تھے جب ابنائے زمانہ میں ہوا و ہوس کا غلبہ دیکھا گیا لوگ رخصتوں کو تلاش کرنے لگے۔ خوف ہونے لگا کہ دین خواہشات کا مجموعہ نہ بن جائے تو علمائے وقت نے عام لوگوں کو غیر شخصی تقلید سے روکا اور تقلیدِ شخصی پر اجماع ہوگیا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

وَ بَعدَ المِئَاتَينِ ظَهَرَ فِيهِمُ المَذهَبُ بِالمُجتَهِدِينَ بِاَعيَانِهِم وَ كَانَ هٰذَا الوَاجِبُ فِى ذٰلِكَ الزَّمَانِ

(دوسری صدی کے بعد لوگوں میں خاص خاص ائمہ کے مذہب کی پابندی (تقلیدِ شخصی) شروع ہوئی اس زمانہ میں یہی واجب تھی)

سوال ۳۔ تقلیدِ شخصی واجب کیوں ہے؟

جواب۔ تقلید فرض ہے اور اس کے ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ تقلید غیر شخصی اور تقلیدِ شخصی۔ جب تقلیدِ غیر شخصی مضر ثابت ہوئی تو فرض ادا کرنے کی ایک ہی صورت باقی رہی، پس تقلیدِ شخصی بوجہ ذریعہ اداء فرض ہونے کے واجب ہوئی۔

سوال۴۔ مجتہدین کے درمیان اختلاف کی حقیقت مثال سے واضح کریں؟

جواب۔ اگر کوئی شخص اپنے خادم سے کہے کہ کسی بچے کو بلا لو، اب خادم کو اختیار ہے کہ حبیب اللہ کو بلائے یا سیف اللہ کو دونوں صورتوں میں حکم کی تکمیل پوری ہو جائیگی ، لیکن اگر حبیب اللہ کو بلانا زیادہ موزوں تھا اور اس نے حبیب اللہ کو ہی بلایا تو مالک کو دوہری خوشی ہوگی،اگر سیف اللہ کو بلایا تو ایک خوشی ضرور ہوگی کہ حکم مان لیا۔ پس اگر مجتہد نے اجتہاد شرعی اصولوں کو سامنے رکھ کر کیا تو حکم پورا ہوا،اگر اجتہاد صحیح تھا تو دوہرا ثواب اگر صحیح نہ تھا تو ایک ثواب، پس مجتہدین کا اختلاف صحیح اور غلط میں نہیں، بہتر اور بہترین میں ہے۔

سوال۵۔ تقلیدِ شخصی کی وجوب میں کوئی واضح مثال پیش کریں؟

جواب۔ قرآنِ مجید سات لغات (سَبۡعَۃُ اَحۡرُفٍ) پر نازل ہوا اور عہدِ نبوّت میں سات لغت میں پڑھا جاتا رہا۔حضرتِ عثمانؓ کے دور میں عجم کی فتوحات ہوئیں ڈر ہوا کہ لغاتِ سبعہ اہلِ عجم کیلئے مشکلات وتحریفات کا سبب نہ بن جائے ، پس عثمان غنیؓ نے ایک ہی لُغت میں قرآن پڑھنے کا حکم فرمایا بقیہ لغات میں پڑھنے لکھنے کی عوام الناس کو ممانعت فرما دی۔صحابہ کرامؓ نے اسے بچشمِ ثواب دیکھا اور اسپر متفق ہو گئے، پس باجماع صحابہؓ سَبۡعَۃُ اَحۡرُف میں سے حرفِ واحد پر اقتصار کرنا واجب سمجھا گیا۔

یہی مثال تقلیدِ شخصی کے وجوب کی ہے۔حافظ ابنِ تیمیہؒ کو غیر مقلدین بھی امام مانتے ہیں انہوں نے اپنے فتاوٰی میں تقلیدِ شخصی پر اجماعِ امت کا دعوٰی کیا ہے۔ (فتاوٰی ابن تیمیہؒ۔جلد2،صفحہ 240)

جب کوئی شخص تحری سے سمتِ قبلہ معلوم ومنتخب کرلے تو اس پر واجب ہے کہ پوری نماز میں صرف اسی طرف رُخ کرے۔ائمہ اربع میں سے کسی ایک کی پیروی ابتداءً اس پر واجب نہ تھی لیکن جب اس نے کسی کی تقلید اختیار کرلی تو اس پر واجب ہے کہ کسی سہولتِ نفس کیلئے وہ اس تقلید سے نہ نکلے ۔ یہ کیا دین ہوا جدھر نرمی دیکھی ادھر لپک پڑا۔یہ شریعت کی پیروی نہیں نفس کی پیروی ہوئی۔

سوال۷۔ دورِ صحابہؓ میں تقلیدِ شخصی کی مثال بخاری شریف سے ثابت کریں؟

جواب۔ صحیح بخاری میں حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے۔

اِنَّ اھلَ المَدینۃِ سَأَلُوا اِبنَ عبّاسؓ عَن اِمرأَۃٍ طَافَت ثُمَّ حَاضَت قَالَ لَھُم تَنفِرُ قَالُوا لَانَاخُذُ بِقَولِکَ وَ نَدَعُ قَولَ زَید ﴿اہلِ مدینہ نے حضرت ابنِ عباسؓ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جو طواف فرض کے بعد حائضہ ہوگئی﴾(بخاری۔کتاب الحج) (یعنی طوافِ وداع کا انتظار کرے یا چلی جائے) حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا وہ جا سکتی ہے۔اہلِ مدینہ نے کہا ہم آپ کے قول پر زید بن ثابتؓ کے قول کے خلاف عمل نہ کریں گے۔

سند ابی داؤد میں بروایتِ قتادہؓ یہ الفاظ ہیں۔

فَقَالَت الاَ نصَار لاَ نُتَا بِعُکَ یَا ابنَ عَبَّاسٍؓ وَ اَنتَ تُخَالِفُ زَیدًا فَقَالَ سَلُوا صَاحِبُکُم اُمِّ سُلَیمٍ

﴿انصار نے کہا کہ ہم زید بن ثابتؓ کے خلاف آپ کا اتباع نہ کریں گے ابنِ عباسؓ نے کہا کہ آپ لوگ ام سلیمؓ سے دریافت کریں﴾ (فتح الباری۔463/32)

اس واقعہ سے قرنِ اول اور حضرات صحابہؓ سے تقلیدِ شخصی کا ثبوت بروایتِ بخاری ثابت ہوا۔

سوال ۸۔ تقلید ائمہ اربع ہی کیوں کی جاتے ہے کیا دوسرا کوئی اس درجہ کا امام نہیں ہوا جسکی تقلید کی جائے؟

جواب۔ ائمہ اربع پر سلسلہ تقلید ختم ہونا کوئی امرِ عقلی یا شرعی نہیں محض قدرتی ہے۔ معیشتِ خداوندی سے چار کے سوا جتنے مذاہب تھے وہ مٹ کر کَانَ لَم یَکُن ہوگئے۔ پس چاروناچار سلسلہ تقلید انہیں چار میں منحصر ہوگیا۔ مثلاً ایک شخص کے اولاد کثیر ہو لیکن وہ مرتے رہے حتیٰ کہ جب باپ کا انتقال ہو تو چار بیٹوں کے سوا اور کوئی باقی نہ رہے۔اب ظاہر ہے کہ تقسیمِ میراث انہیں چاروں میں ہوگی،اگر کوئی اعتراض کرے کہ میراث چار میں کیوں منحصر ہوگئی تو اسکا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ بھائی مشیت ایزدی یہی تھی۔

اسلام میں قانون سازی

اسلام صرف چند عقائد اور شعائرِ دین ہی کا نام نہیں بلکہ ایک اجتماعی تمدن ہے۔خلفائے راشدین کے دور میں اسلام ایک کامل بین الاقوامی قانون کی حیثیت سے سامنے آیا۔ اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے اوامر کے قبیل میں سے ہوں یا نواہی میں سے ہوں، یا نبی ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا، یا کیا، یا اپنے سکوت سے اسے منظوری بخشی ان سب کی اساس چھ (6) اصولوں پر مبنی ہے۔مجتہدین حضرات کتاب و سنت کے وسیع دائرہ احکام میں انہی چھ اصولوں کی روشنی میں چلے اور غیر منصوص مسائل کی ہزاروں جزئیات مرتب کردیں۔یہ دین کی جامعیت اور آفاقی کفایت کی ایسی شاہراہ ہے جس پر قیامت تک اہل علم کے قافلے چلتے رہیں گے۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ بنی نوع انسان کی کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کا حل اسلام میں موجود نہ ہو۔یہ شریعت آفاقی ہے جملہ بنی نوع انسان کو ہمیشہ کیلئے کافی ،شرفِ انسانی کے ہر تقاضے میں وافی اور آخرت میں نجات کا چشمہ صافی ہے۔

اسلام میں قانون سازی کے چھ اصول درج ذیل ہیں۔

۱۔ اطاعتِ ربانی: ارشادِ باری تعالیٰ ہے، اِنِ الحُکمُ اِلاَّ لِلّٰہِ ﴿حکم ہے فقط اللہ کا﴾ (یوسف(12):67)

مثال: عورت کو ایامِ حیض میں نماز معاف مگر روزوں کی قضاء ضروری ہے، جبکہ عقل کہتی ہے نماز افضل ہے قضاء اس کی ہونی چاہیے تھی۔ پس ہم نے عقل کی پوجا نہیں کرنی پروردگار کی کرنی ہے۔حکم چلے گا اللہ کا۔

۲۔ شرافتِ انسانی: ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

فَلاَ تَتَّبِعُوا الْھَوٰی ﴿تم خواہشات کی پیروی نہ کرو﴾ (النساء(6):135)

مثال: نکاح شرافتِ انسانی کے مطابق ہے پس عبادت ہے۔زنا خواہشاتِ نفسانی کی وجہ سے ہوتا ہے پس گناہ ہے۔حالانکہ مرد وعورت عمل ایک جیسا کرتے ہیں نکاح ہو یا زنا (ہمبستری)

۳۔ فطرتِ انسانی (تدریج): انسان کوئی مادی مشین نہیں کہ بٹن دبانے سے ON اور دوسرا بٹن دبانے سے OFF ہو جائے۔یہ گوشت پوست کا بنا ہوا دل اور دماغ اور احساسات و جذبات رکھنے والا ہے۔یہ جن عادات کو عرصہ دراز تک اپنائے رکھے وہ اسکی فطرت ثانیہ بن جاتی ہیں۔پس انسانوں کو راہِ سنت پر لانے کیلئے شریعت نے تدریج کو پسند کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

فِطْرَةَ اللّٰہِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَیھَا ﴿فطرت ایسی جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے﴾ (الروم(30):30)

مثال ۱ :۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہتے تو ایک ہی مرتبہ پورا قرآن نازل فرما دیتے، مگر اسکا دنیا میں نزول 23

کا نزول مکمل ہوا اُدھران کا قرآن پر عمل پورا ہوا۔

مثال ۲ :۔شراب تین مرحلوں میں حرام قرار دے دی گئی۔

پہلا مرحلہ:۔ فرمایا اِثمُهُمَا اکبرُ مِن نفعِهِمَا ﴿اس کے نقصان زیادہ نفع کم﴾ (البقرہ(2):219)

دوسرا مرحلہ:۔ فرمایا لاتقربُوا الصَّلوٰۃ وَ انتم سُکَارٰی ﴿نماز کے قریب نہ جاؤ جب نشہ میں ہو﴾ (النساء(6):43)

تیسرا مرحلہ:۔ فرمایا رِجسٌ مِّن عَمَلِ الشَّیطَانِ فَاجتَنِبُوهُ ﴿ناپاک اور شیطانی کام ہے اسے چھوڑ دو﴾ (المائدہ(5):90)

۴۔ معاشرتی سہولت (عدم الحرج): ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

وَمَا جَعَلَ عَلَیکُم فِی الدِّینِ مِن حَرَج (الحج(22):78) ﴿اور نہیں بنایا تمہارے اوپر دین میں کوئی حرج﴾

اصولی مثال:۔ اگر کسی کے گھر میں جائیں تو قرآنی فیصلہ ہے کہ داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کریں۔ اس حکم سے باندی، غلام، چھوٹے بچے مستثنیٰ ہیں جو ہر وقت آتے جاتے رہتے ہیں کام کاج کی غرض سے، اگر ان پر بھی یہی پابندی لگا دی جاتی کہ ہر دفعہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لو تو لوگ مشکل میں پڑ جاتے، چنانچہ قرآنِ پاک میں باندی، غلام، چھوٹے بچے کو یہ خصوصی رعایت دینے کی وجہ یوں بیان کی۔ طَوَّافُونَ عَلَیکُم بَعضُکُم عَلیٰ بَعض (النور(24):58) ﴿ان میں سے بعض تو دوسروں کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں﴾ گویا معاشرتی سہولت کی وجہ سے یہ رعایت دی گئی۔

اجتہادی مثال:۔ کعب ابنِ مالکؓ کی بیٹی کبشہ کہتی ہیں کہ ابو قتادہؓ ہمارے گھر آئے۔ میں نے ان کیلئے وضو کا پانی تیار کیا۔ بلی آئی اور اس نے پانی میں منہ ڈال دیا، کبشہ حیران ہو کر دیکھنے لگی تو ابو قتادہؓ نے فرمایا اَتَعجَبِینَ یَا ابنَةَ اَخِی (میری بھتیجی کیا تو حیران ہو رہی ہے) میں نے جواب دیا ہاں! حضرت ابو قتادہؓ نے فرمایا، اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ اِنَّهَا لَیسَت بِنَجَسٍ اِنَّمَا هِیَ الطَّوَّافِینَ عَلَیکُم اَوِالطَّوَّافَاتِ ﴿نبی ﷺ نے فرمایا، بلی نجس نہیں ہے۔ یہ تو ہر وقت آنے جانے والوں اور گھومنے والیوں میں سے ہے﴾ (سنن نسائی۔ جلد 1، صفحہ 63)

۵۔ علت حکم کو سامنے رکھنا: فِعلُ الحَکِیمِ لَا یَخلُو عَنِ الحِکمَةِ ﴿دانا کا کام دانائی سے خالی نہیں ہوتا﴾

مثال:۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

وَاقتُلُوا المُشرِکِینَ حَیثُ وَجَدتُّمُوهُم ﴿مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو﴾ (التوبہ(9):5)

اس آیت میں مشرکوں کو قتل کرنے کا حکم عام ہے مگر علتِ حکم یہ ہے کہ مشرکین کو اس لیئے قتل کرنے کا حکم ہے کہ وہ مسلمانوں کو ضرر پہنچاتے ہیں۔ چونکہ بوڑھے، بچے اور عورتیں مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتے لہٰذا نبی ﷺ نے ان کو اس آیت سے مستثنیٰ کر دیا۔ فرمایا:

لَا تقتلُوا شَیخاً فَانیاً وَّلا طِفلاً صَغِیراً وَلَا اِمرأَۃً (ابوداؤد)

﴿کسی شیخ فانی کو، چھوٹے بچے کو اور عورت کو قتل نہ کرنا﴾

اصولی مثال:۔ قرآنِ مجید میں ہے کہ دو بہنوں کو ایک ہی وقت نکاح میں جمع نہ کرو وَاَن تَجمَعُوا بَینَ الاُختَینِ

﴿اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع نہ کرو﴾ (النساء(4):23)

اجتہادی مثال:۔ دو بہنوں کو نکاح میں اکٹھے کرنے سے قریبی رشتے ٹوٹتے لہذا ایک وقت میں نکاح کرنے سے منع فرما دیا گیا۔ نبی ﷺ نے اسی اصول کی بناء پر فرمایا لَا یَجمَعُ بَینَ المَرأۃِ وَ عَمَّتِھَا وَلَا بَینَ المَرأۃِ وَ خَالَتِھَا

﴿کسی لڑکی اور پھوپھی یا لڑکی اور خالہ کو ایک نکاح میں جمع نہ کیا جائے﴾ (بخاری۔ جلد 2، صفحہ 766)

۶۔ __شریعت میں تقلیلِ تکلیف:__ جہاں تک ہو سکے لوگوں کو آسانی دی جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

یُرِیدُ اللہُ بِکُم الیُسرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ العُسرَ (البقرہ(2):185)

﴿اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تنگی کا نہیں رکھتا﴾

اصولی مثال:۔ حدیثِ پاک میں ہے، یَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا ﴿آسانی کرو تنگی نہ کرو﴾ (صحیح البخاری: کتاب العلم)

اجتہادی مثال:۔ حدیثِ پاک میں ہے، ﴿اگر مجھے اُمت کی مشکل کا لحاظ نہ ہوتا تو ہر نماز میں مسواک کرنا فرض قرار دیتا﴾ ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا ''کیا ہر سال حج کرنا ضروری ہے'' آپ نے ارشاد فرمایا ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا لازم آ جاتا''۔

ذَرُونِی مَا تَرَکتُم فَاِنَّمَا ھَلَکَ مَن کَانَ قَبلَکُم بِکَثرَۃِ سُؤَالِھِم (سنن نسائی۔ جلد 2)

﴿جب تک میں تمہیں چھوڑے رہوں تم مجھے کچھ نہ کہو تم سے پہلی قومیں سوالوں کی کثرت سے ہلاک ہوئیں﴾

پس اسلام میں قانون سازی اطاعتِ ربانی، شرافتِ انسانی، فطرتِ انسانی، معاشرتی سہولت، تقلیلِ تکلیف اور علتِ حکم کو سامنے رکھ کر کی جاتی ہے۔ پس دینِ متین قیامت تک کے تقاضے پورے کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔

معارف و مسائل

۱۔ انسان فطری طور پر تمدن کا محتاج ہے۔

۲۔ دنیا کا سارا فساد خودغرض عقل کی پیداوار ہے۔

۳۔ دفع فساد کی واحد راہ آسمانی ہدایت کو قبول کرنا ہے۔

۴۔ مکہ کا اسلام ذاتی عقائد، عبادات، اور اخلاق۔ جبکہ مدینہ کا اسلام ثقافت اپنی سیاست اپنی۔

۵۔ علم فقہ نبی ﷺ کی نبوت کا ہی ایک پھیلاؤ ہے۔

۶۔ مجتہد مظہر ہوتا ہے مسائل کا موجد نہیں ہوتا۔

۷۔ علم وہی ہے جس کے پیچھے کوئی گہرائی ہو۔

۸۔ الفاظ نبوت کی تبلیغ محدثین نے کی، جبکہ معانی نبوت کی تبلیغ فقہائے کی۔

۹۔ بڑے جج قوانین میں غور کرتے ہیں حوالوں کا کام معاونین کرتے ہیں۔ یہی تعلق فقہاء اور محدثین کے درمیان ہے۔

۱۰۔ محدثین و فقہا دونوں میں سے انبیاء کے ساتھ زیادہ مشابہت فقہاء کو ملی۔

۱۱۔ زمین کی تین قسمیں، زرخیز - پتھریلی - بنجر

دین باران رحمت فقہا زرخیز زمین، محدثین پتھریلی زمین، غیر مقلدین بنجر زمین۔

۱۲۔ امام ابوحنیفہؒ ضعیف حدیث کو رائے و قیاس پر مقدم کرتے تھے۔

۱۳۔ حدیث اگر سونا ہے تو فقہ اسکو کھرا رکھنے کی ضمانت ہے۔

۱۴۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تینوں کی اپنی اپنی جہات ہیں۔

۱۵۔ اجتہاد میں کوئی صورت قطعی نہیں ہوتی۔

۱۶۔ اجتہاد قرآن و حدیث کی برابری نہیں کرسکتا۔

۱۷۔ تقلید کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مفتی اور مستفتی میں سے بوجھ کسی پر نہیں ہوتا۔

۱۸۔ مجلس تدوینِ فقہ حنفی نے 20 سال میں 6 لاکھ مسائل کے جواب لکھے۔

۱۹۔ تقلید اہلِ کمال کی پیروی کا نام ہے۔

۲۰۔ ائمہ کرام بھی پہلوں کی تقلید سے آگے چلیں ہیں۔

۲۱۔ ائمہ اربعہ کا اختلاف صحابہؓ کے اختلاف جیسا ہے۔

۲۲۔ جو اجتہاد کا قائل ہو وہ تقلید کا منکر نہیں ہوسکتا۔

۲۳۔ فرنگیوں کے انڈیا آنے پر مسئلہ تقلید اختلافی بنا۔

۲۴۔ ہر ایک کے لیئے دلیل جاننے کو ضروری ٹھہرانا معتزلہ کا مذہب ہے۔

۲۵۔ اُمت کا آغاز ہی اعتماد سے ہوا ہے۔

۲۶۔ صحابہ کرامؓ میں عالم اعلم کی پیروی کرتے تھے۔

۲۷۔ ہر مسئلے میں دلیل طلب کرنا مجتہدین کا کام ہے۔

۲۸۔ مقلد اسی صحابی کے قول پر عمل کرے جس پر عمل کا فتوی اس کے امام نے دیا ہے۔

۲۹۔ مجتہد کا اجتہاد صحیح تو دوگنا ثواب، اگر صحیح نہیں تو بھی ایک ثواب ملے گا۔

۳۰۔ دین میں ہمیشہ اوپر والوں کو دیکھنا چاہیے۔

۳۱۔ فقہ میں بدعت کا کوئی پہلو نہیں۔

۳۲۔ آجکل مجتہد مطلق ہونے کا دعوی کوئی کرے تو بات ہی نہ سنو۔

۳۴۔ چاروں مذاہب قرونِ ثلثہ میں قائم ہوئے۔

۳۵۔ حدیث پر تب عمل کرنا چاہیے جب صحابہؓ نے اسے اپنایا ہو۔

۳۶۔ مجتہد کے سائے میں مقلد کی خطاء معاف ہو جائے گی۔

۳۷۔ تقلید کا مقصد انتشار سے بچ جانا ہے۔

۳۸۔ محدثین نے ہمیشہ فقہاء کی برتری تسلیم کی۔

۳۹۔ انبیاء کی وراثت بطریق سنت آگے چلتی ہے، پس غیر مقلد ورثۃ الانبیاء کے زمرے میں داخل نہیں۔

۴۰۔ ائمہ اربعہ میں سے کوئی مامور من اللہ نہیں، سب سے حسنِ ظن رکھنا ضروری ہے۔

۴۱۔ اجتہادیات میں حق عند اللہ صرف ایک ہی ہے۔

۴۲۔ اقتداء کرنے والے عملاً سب اہلِ سنت والجماعت میں داخل ہیں۔

۴۳۔ اجتہاد سے جو مسئلہ نکلے گا وہ شارع علیہ السلام کی طرف منسوب ہوگا۔

۴۴۔ عقائد کا اجتہاد ظنی نہیں ہوتا، قطعی ہوتا ہے۔

۴۵۔ عامی مجتہد کو شہرت عامہ اور اتباع علماء سے پہچانے۔

۴۶۔ فرقہ بندی فقہی مسالک کی وجہ سے نہیں اعتقادی وجوہات سے ہے۔

۴۷۔ کسی محدث نے الرد علی المسالک الاربعہ یا الرد علی الائمہ الاربعہ کا باب نہیں باندھا۔

۴۸۔ مجتہد کا اجتہاد قطعیات کے خلاف نہیں ہوتا۔

۴۹۔ مجتہد کے اجتہاد میں اجماع کی مخالفت نہیں ہوا کرتی۔

۵۰۔ اصول وعقائد کے اجتہاد قطعی درجے کے ہیں۔

۵۱۔ ائمہ کرام کے فروعی اختلافات ظنی درجے کے ہیں۔

۵۲۔ صحابہ کرامؓ اجتہادیات میں ایک دوسرے کو باطل پر نہ کہتے تھے۔

۵۳۔ فقہی مذاہب کو ایک کرنے کا دعویٰ مشیتِ ایزدی کے خلاف ہے۔

۵۴۔ وسعت عمل امت میں انتشار کا سبب نہیں بنی۔

۵۵۔ اجتہادی امور میں ہر فریق ماجور ہے ماخوذ نہیں۔

۵۶۔ فکری اختلافات لوازمِ بشریت میں سے ہے۔

۵۷۔ اجتہاد اُمت کی ضروریات میں سے ہے۔

۵۸۔ انسان سلف کی بلا دلیل پیروی سے ہی سلفی بن سکتا ہے۔

۵۹۔ آجکل کے غیر مقلد فقط نام کے سلفی ہیں کام کے نہیں۔

۶۰۔ گروہِ غیر مقلدین کے ابتدائی ناموں میں سلفی کا نام کہیں نہیں ملتا۔

۶۱۔ سلف کے دور میں غیر مقلد کہیں نہیں ملتے۔

۶۲۔ نماز میں جہر کے ساتھ بسم اللہ پڑھنا مسجدِ نبوی میں کبھی نہیں سنا گیا۔

۶۳۔ غیر مقلدین کا سلفی بننا حکومتِ سعودیہ کو دھوکا دینے کیلئے ہے۔

۶۴۔ مولانا بٹالوی نے 1888ء میں اہلحدیث کا لفظ انگریز کی عدالت سے منظور کروایا۔

۶۵۔ غیر مقلدین انکارِ ائمہ سے چلتے ہیں انکارِ صحابہؓ پر جا پہنچتے ہیں۔

۶۶۔ امتی اگر صرف عملِ رسالت کا جھنڈا اٹھائے تو صحابہؓ سے بدگمانی پیدا ہوگی۔

۶۷۔ دو خوبیاں کسی منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں، حسنِ سیرت اور دین کی سمجھ۔

۶۸۔ اہلِ سنت والجماعت ہی ناجیہ فرقہ ہیں۔

۶۹۔ اہلِ سنت والجماعت ہی سوادِ اعظم ہیں۔

۷۰۔ راہ آباد رو کہ ایں جمعیت است
معنی تقلید ضبط ملت است

فقہی اصول وکلیات

فقہ کے اسلامی ماخذ سے چونکہ فقہی اصول وکلیات کا قریبی تعلق ہے اس لیئے ذیل میں چند وہ کلیات بیان کی جاتی ہیں جن سے فقہاء نے اسلام کے اصولوں کے پیشِ نظر احکام کی جمع و تدوین میں کافی مدد لی ہے۔

۱۔ مشقت سہولت لاتی ہے : اَلمُشَقَّةُ تَجلِبُ التَیسِیرَ مثلاً سفر،مرض،اکراہ،جنون،عمومِ بلویٰ وغیرہ

۲۔ حرج اٹھایا گیا ہے : اَلحَرجُ مَرفُوعٌ گزشتہ قوموں کیلیۓ جوسخت احکام مقرر تھے وہ امت محمدیہ ﷺ کیلیۓ نہیں۔

۳۔ نقصان دور کیا گیا : اَلضَّررُ یُزَالَ قصاص،کفارہ،تلف کر دینے کی صورت میں ضمان۔تقسیم میں فریقین کی رعایت۔

۴۔ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتے ہیں: اَلضَّرورَاتُ تُبِیحُ المَحظُورَاتِ جان بچانے کیلیۓ مردار کھانا۔ حالتِ جبر میں کلمہ کفر کہنا۔حملہ آور کو دِفاع میں قتل کرنا۔

۵۔ ضرورت کی بنا پر اباحت ضرورت کے بقدر ہوگی: مَا اُبیحَ لِلضَّرُورَةِ یَتَقَدَّرُ بِقَدرِهَا طبیب و دائی کو بقدرِ ضرورت ستر دیکھنے کی اجازت۔

۶۔ عذر کی بنا پر جو جواز ہوگا بعد عذر کے ختم ہو جائیگا: مَاجَازَ بِعُذرٍ بَطَلَ بِزَوَالِهِ آب آمد تیمّم برخاست

۷۔ نقصان کو نقصان سے نہ دور کیا جائے: اَلضَّررَ لَا یُزَالُ بِالضَّررِ ایک مفطر کو جان بچانے کیلیۓ دوسرے مفطر کا کھانا لینا جائز نہیں۔ماتحت کو نکاح پر مجبور نہ کریں۔

۸۔ عام نقصان کی خاطر خاص نقصان برداشت کیا جائے: یُتَحمَّلُ اَلضَررُ اَلخَاصُ لِاَجلِ دَفعِ اَلضَررِ اَلعَامِ قومی مفاد کو شخصی مفاد پر ترجیح حاصل ہے۔صلح حدیبیہ کی مثال ، اگر دشمن مسلمان قیدیوں کو ڈھال بنائے تو بھی دشمن پر حملہ جائز ہے۔راستے پر جھکے درخت کا کٹوانا ضروری اگرچہ مالک کا نقصان ہو۔حکومت کے لیے نرخ مقرر کرنا جائز۔درزیوں کے پاس بھٹی بنانا ممنوع۔

۹۔ بڑے نقصان کو چھوٹے نقصان کے ذریعے دور کیا جائے: اَعظَمُ ضَرَرًا یُزَالُ بِا لاَخفِ مُردہ ماں کے پیٹ سے زندہ بچہ نکالنے کے لیے آپریشن کرنا جائز ہے۔ بکری نے چاندی کی پتیلی میں سر ڈال لیا تو اَکثَرَ وَ اِلَّا اَقَلَّ کی قیمت کا ضامن ہوگا۔

۱۰۔ جب دو خرابیوں کا ٹکراؤ ہو تو ہلکی خرابی کو قبول کر لیا جائے: اِذَا تَعَارَضَ مَفسِدَتَانِ رُعِیَ اَعظَمُهَا ضَرَرًا بِارتِکَابِ اَخَفِّهَا عملی زندگی میں اس قاعدہ کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔

۱۱۔ جب دو برائیوں میں پھنس جاؤ تو چھوٹی کو چن لو: مَنِ ابتُلِیَ بِبَلِیَّتِینِ وَ هُمَا مُتَسَا وِ یَانِ یَأخُذُ بِأَیَّتِهِمَا شَاءَ وَ اِن اِختَلَفَا یُختَارُ اَهوَ نُهُمَا دو کپڑے ہیں جن میں درہم سے زائد نجاست لگی ہوئی ہے تو جس میں نسبتاً کم ہو اس سے نماز پڑھ لی جائے۔اگر بوڑھے شخص کا سجدہ میں جانے سے وضوٹوٹتا ہو تو وہ بیٹھ کر اشارے سے رکوع سجدہ کر کے نماز ادا کرے۔

۱۲۔ مفاسد دور کرنا مصالح حاصل کرنے سے زیادہ مقدم ہے: دَرءُ الْمَفَاسِدِ اَولیٰ مِنَ جَلبِ الْمَصَالِحِ شریعت میں مامورات پر عمل سے زیادہ منہیات سے بچنے پر زور دیا گیا ہے۔

۱۳۔ اگر مانع اور مقتضی دونوں ہوں تو مانع کو ترجیح ہوگی: اَذَا تَعَارَضَ المَانِعُ وَالمُقتَضِی یُقَدَّمُ المَانِعُ ایک شخص جنابت کی حالت میں شہید کیا گیا تو غسل دیا جائے گا حالانکہ شہید کو غسل نہیں دیا جاتا۔

۱۴۔ جو شئے حد سے تجاوز کر جائے تو ضد کی طرف لوٹتی ہے: کُلُّ مَا تَجَاوَزَ عَن حَدِّہٖ اِنعَکَسَ اِلٰی ضِدِّہٖ جب لوگ مستحسن کام کو عملاً فرض و واجب سمجھ کر کرنے لگیں تو اسکا ترک کرنا افضل ہو جاتا ہے، توازنِ اعتدال کیلئے

۱۵۔ قوت نافذہ کے تصرفات، مصلحت پر مبنی ہونے چاہئیں: تَصَرُّفُ الاِمَامِ عَلی الرَّعِیَّةِ مَنُوطٌ بِالمَصلِحَةِ حاکم کے تمام فیصلے مصلحتِ عامہ کے پیشِ نظر ہونے چاہیں۔ حاکم ''امین'' ہونا چاہیے۔

۱۶۔ ولایتِ خاصہ ولایتِ عامہ سے زیادہ قوی ہے: اَلوِلَایَةُ الخَاصَّةُ اَقویٰ مِنَ الوِلَایَةِ العَامَّةِ وصی کے ہوتے ہوئے قاضی یتیم کے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا اگرچہ یہ لوگ اسی کے مقرر کئے ہوئے ہوں۔

۱۸۔ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا: اَلیَقِینُ لَا یَزُولُ بِالشَّکِّ جبتک ریح خارج ہونے کا یقین نہ ہو وضو قائم رہے گا۔محض شک کی وجہ سے نماز توڑنے کی اجازت نہیں ہے۔

۱۹۔ جو حالت پہلے تھی اسی کو باقی رہنے دینا اصل ہے: اَلاَصلُ بَقَاءُ مَاکَانَ عَلیٰ مَاکَانَ راستے کی مٹی کیچڑ کی طہارت کا حکم ہوگا جب تک کہ اس کے خلاف دلیل کا غلبہ نہ ہو۔

۲۰۔ کسی کام کے کرنے نہ کرنے میں شک ہو تو نہ کرنا اصل ہوگا: مَن شَکَّ فَعَلَ شَیئاً أَم لَا فَالاَصلُ اَنَّهُ لَم یَفعَل جس شخص کو نماز پڑھنے نہ پڑھنے میں شک ہو تو دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔

۲۱۔ بعض معاملات میں عدم اصل ہے: اَلاَصلُ عَدَمٌ بیوی نے شوہر پر نان نفقہ کا دعویٰ کیا۔ جب تک شوہر قوی ثبوت پیش نہ کرے عورت کی بات مانی جائے گی کہ عدم اصل ہے۔

۲۲۔ بعض معاملات میں وجود اصل ہے: اَلاَصلُ الوُجُودُ کسی جانور کو جوان سمجھ کر خریدا، پھر بیچنے والے اور خریدنے والے میں اختلاف ہوا تو بیچنے والے کا قول معتبر ہوگا۔

۲۳۔ جو بات یقین سے ثابت ہو اسے یقین ہی ختم کرسکتا ہے: مَا ثَبَتَ بِیَقِینٍ لَا یَرتَفِعُ اِلَّا بِالیَقِینِ اگر نماز کے بعد امام و مقتدیوں میں رکعت پر اختلاف ہوا امام کو اپنی بات پر یقین ہے تو نماز لوٹانا ضروری نہیں۔

۲۴۔ اشیاء میں اصل اباحت ہے: اَلاَصلُ فِی الاَشیَاءِ الاِبَاحَةُ جن چیزوں سے عقل نہ روکے وہ سب مباح ہیں البتہ جن کی حرمت پر دلیل قائم ہو وہ حرام ہیں۔

۲۵۔ عورت کے معاملے میں اصل حرمت ہے: اَصلٌ فِی الابضَاعِ اَلتَحرِیمُ ایک آدمی کی چار بیویاں، ایک کو طلاق دی پھر یاد نہ رہا کس کو دی ہے تو سب پر طلاق لاگو ہوگی۔

۲۶۔ حدیں شبہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں: اَلحُدُود تندَرِیُٔ با الشُّبهَاتِ اس کی اصل وہ حدیث ہے کہ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کو مقرر سزاؤں سے بچاؤ۔

۲۷۔ قصاص بھی شبہ سے ساقط ہو جاتا ہے: اَلقِصَاصُ کَاالحُدُودِ فِی الدَفعِ بِالشُبهَةِ فَلا یَثبُتُ اِلَّا بِمَا تَثبُتُ بِهِ الحُدُودُ کسی نے کسی سے کہا کہ تو مجھے قتل کر دے، اس نے کر دیا تو قاتل پر قصاص نہیں گو مجرم ہے۔

۲۸۔ تعزیر شبہ سے ساقط نہیں ہوتی: اَلتعزِیرُ یَثبُتُ مَعَ الشُّبهَةِ اخلاق و کردار درست کرنے کو مقدم کیا۔

۲۹۔ جب دو ہم جنس معاملوں کا مقصود ایک ہو تو ایک دوسرے میں داخل ہوگا: اِذَا اجتَمَعَ اَمرَانِ مِن جِنسٍ وَاحِدٍ وَ لَم یَختَلِف مَقصُودُهُمَا دَخَلَ اَحَدُهُمَا فِی الآخَرِ غَالِبًا غسل کو واجب کرنے والی دو چیزیں پائی جائیں تو ایک غسل کافی ہوگا۔ دخولِ مسجد کے بعد جو نماز پڑھے تحیۃ المسجد ادا ہوگی۔

۳۰۔ فائدہ ضمان کے بدلہ ہے: اَلخِرَاجُ بِالضَّمَانِ منافع کا مستحق وہی ہوگا جو ضامن و مالک ہوگا۔

۳۱۔ جس چیز کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام: مَاحَرُمَ اَخذُهُ حَرُمَ اِعطَائُهُ مثلاً سود اور رشوت۔

۳۲۔ جس فعل کا کرنا حرام اسکا دوسرے سے مطالبہ بھی حرام: مَاحَرُمَ فِعلُهُ حَرُمَ طَلَبُهُ ماں باپ اولاد سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتے کہ اپنی ریش کٹوا دو اور ہماری بات مان لو۔

۳۳۔ جس نے کسی معاملے میں وقت سے پہلے جلد بازی کی اسکو محرومی کی سزا دی جائے گی: مَنِ استَعجَلَ الشَّئیَ قَبلَ اَوَانِهِ عُوقِبَ بِحِرمَانِهِ اس اصول کی بنا پر قاتل وراثت سے محروم ہوتا ہے۔

۳۴۔ جس نے وقت کے بعد موخر کیا تو حکم میں غور کرنا چاہیے: مَن اَخَّرَ الشَّئیَ بَعدَ اَوَانِهِ فَلیَتَاَمَّل فِی الحُکمِ کسی نے مرض الموت میں وراثت سے محروم کرنے کی غرض سے بیوی کو تین طلاقیں دیدیں تو وہ ترکہ سے محروم نہ ہوگی۔

۳۵۔ اس گمان کا اعتبار نہیں جس کا غلط ہونا ظاہر ہو: لَا عِبرَةَ بِالظَّنِ البَیِّنُ خَطَائُهُ پانی کو ناپاک سمجھ کر اس سے وضو کرلیا، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ پاک تھا تو وضو جائز ہوگا۔

۳۶۔ جس چیز کے ٹکڑے نہ ہوسکیں اسکے بعض حصے کا ذکر کل کے ذکر کے مثل ہے: ذِکرُ بَعضِ مَا یَتَجَزّیٰ کَذِکرِ کُلِّهِ اگر عورت کو نصف طلاق دی یا نصف عورت کو طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ نہ طلاق کے حصے ہوتے ہیں اور نہ عورت کے۔

۳۷۔ کرنے والا اور سبب بننے والا دونوں جمع ہوں تو کام کی نسبت کرنے والے کی طرف ہوگی: اِذَا اجتَمَعَ المُبَاشِرُ وَالمُتَسبِّبُ اُضِیفَ الحُکمُ اِلَی المُبَاشِرِ ایک شخص نے کنواں کھودا دوسرے نے کسی کو گرایا تو گرانے والا مجرم ہے۔

۳۸۔ عادت فیصلہ کرنے والی ہے: اَلعَادَۃُ مُحکِمَۃٌ اگر مختلف پیشہ والوں کی اصطلاحیں مختلف تو فیصلہ اسی کے مطابق۔

۳۹۔ ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے نہیں ٹوٹتا: اَلاِجتِھَادُ لَا یَنقُضُ بِالاِجتِھَادِ چار رکعتیں چار سمت پڑھیں نماز ہوگئی۔

۴۰۔ کلام کو کارآمد بنانا مہمل قرار دینے سے بہتر ہے: اَعمَالُ الکَلَامِ اَولیٰ مِن اِھمَالِہِ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کہ وہ کلام مؤثر اور کارآمد بن سکتا ہو ورنہ مہمل ولغو قرار دیا جائے گا۔

۴۱۔ تابع کا حکم تابع ہی کا رہے گا: اَلتَّابِعُ تَابِعٌ پیٹ کا بچہ جانور کی بیع میں داخل ہوگا۔

۴۲۔ متبوع کے ساقط ہونے سے تابع ساقط ہو جائے گا: اَلتَّابِعُ یَسقُطُ بِسُقُوطِ المَتبُوعِ جنون کی بناء پر فرض ساقط تو سنتیں بھی ساقط۔

۴۳۔ اصل ساقط ہوجانے سے فرع ساقط ہو جاتی ہے: یَسقُطُ الفَرعُ اِذَا سَقَطَ الاَصلُ زمین کی بیع میں راستے کا حق بھی گیا۔

۴۴۔ جب اصیل بری الذمہ تو کفیل بھی بری الذمہ: اِذَا بَرأَ الاَصِیلُ بَرِأَ الکَفِیلُ مطلب بہت واضح ہے۔

۴۵۔ آزاد کسی کے قبضہ میں داخل نہیں ہوتا: اَلحُرُّ لَا یَدخُلُ تَحتَ الیَد شرعی نقطہ نظر سے آزاد پر کسی کا قبضہ تسلیم نہیں۔

۴۶۔ خاموش کی طرف کسی بات کی نسبت نہیں ہوگی: لَا یُنسبُ اِلَی السَّاکِتِ قَولٌ اگر کوئی غیر شخص کو مال میں تصرف کرتا ہوا دیکھ کر خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت نہ ہوگی۔

۴۷۔ فرض نفل سے افضل ہے: اَلفَرضُ اَفضَلُ مِنَ النَّفلِ مطلب بہت واضح ہے۔

۴۸۔ جنگ میں چال کی اجازت ہے: اَلحَربُ خُدعَۃٌ جنگ میں دشمن سے مقابلہ کے وقت چال چلنے کی اجازت ہے۔

۴۹۔ اجتہاد نص صریح کے مقابل نہیں ہوتا: اَلاِجتِھَادُ لَا یُعَارِضُ النَّصَّ الصَرِیحَ جو اجتہاد نص سے ٹکرائے وہ قبول نہ ہوگا

۵۰۔ ملکیت کی حرمت کا اعتبار مالک کی حرمت کے اعتبار سے ہے: حُرمَۃُ المِلکِ بِاعتِبَارِ حُرمَۃِ المَالِکِ اگر کوئی شخص جانور کو آزاد چرنے کی غرض سے چھوڑ دے اور دوسرا پکڑے تو یہ اس کا مالک نہ بن سکے گا۔ جب مالک موجود ہے تو ملکیت کا احترام ضروری ہے۔

درسِ حدیث

سوال ۱۔ حدیث سے کیا مراد ہے؟

جواب۔ نبی ﷺ کی تعلیمات (قولی، فعلی اور تقریری) معرض بیان میں ہوں تو حدیث کہلاتی ہیں۔

سوال ۲۔ کیا لفظ حدیث کی کوئی قرآنی اصل ہے؟

جواب۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَ اَمَّا بِنِعمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّث (سو آپ اپنے رب کی نعمت کو آگے بیان کریں)

نبی علیہ السلام کے ارشاد وغیرہ کو جو حدیث کہا جاتا ہے وہ اسی لفظ فحدث سے لیا گیا ہے۔ حدیث کی یہی قرآنی اصل ہے۔ (ذکرہ العلامہ العثمانی فی الفتح)

سوال ۳۔ کیا حدیث کا لفظ قبل از اسلام بھی انبیائے سابقین کیلئے استعمال ہوتا تھا؟

جواب۔ جی ہاں! ارشادِ باری تعالیٰ ہے "ھَل اَتَاکَ حَدِیثُ ضَیفِ اِبرَاھِیمَ المُکرَمِین" دوسری جگہ فرمایا، "ھل اتاک حدیث موسیٰ"۔

سوال ۴۔ کیا لفظ حدیث نبی علیہ السلام کی اپنی زبان مبارک سے بھی استعمال ہوا؟

جواب۔ جی ہاں! نبی علیہ السلام نے حضرت ابوھریرہؓ سے فرمایا "لَقَد ظَنَنتُ یَا اَبَا ھُرَیرَةَ اَن لَا یَسأَلَنِی عَن ھٰذَا الحدیثِ اَحَدٌ اَوَّلَ مِنکَ لِمَا رَأَیتُ من حرصِکَ عَلَی الحدیثِ" ﴿بخاری شریف جلد ۱﴾

سوال ۵۔ کیا صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کے سامنے حدیث کا لفظ استعمال کیا؟

جواب۔ جی ہاں! حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابیہؓ نے حاضر ہو کر نبی ﷺ سے عرض کیا

"ذَھَبَ الرجالُ بِحَدِیثِکَ فَاجعَل لَنَا مِن نَفسِکَ یَوماً نَاتِیکَ فِیهِ تَعَلِّمنَا بِمَا عَلَّمَکَ اللہ"
﴿بخاری شریف۔ جلد 9، صفحہ 176﴾

سوال ۶۔ کیا نبی ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی صحابہؓ نے حدیث کا لفظ استعمال کیا؟

جواب۔ جی ہاں! حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں

"اِنَّا کُنَّا نَحفَظُ الحدیثَ والحدیثُ یُحفَظُ عن رسولِ اللہ ﷺ" ﴿سنن ابن ماجہ۔ جلد 1، صفحہ 4﴾

سوال ۷۔ کیا حدیث کیلئے کوئی متبادل الفاظ بھی استعمال کیے جاتے تھے؟

جواب۔ حدیث کیلئے اثر کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا۔

سوال ۸۔ کیا لفظ اثر کی کوئی قرآنی اصل ہے؟

جواب۔ جی ہاں! ارشادِ باری تعالیٰ ہے اِیتُونِی بِکِتَابٍ مِن قَبلِ ھٰذَا اَواَثَرَةٍ مِن عِلمٍ اِن کُنتُم صٰدِقِین۔

سوال ۹۔ سنت سے کیا مراد ہے؟

جواب۔ حدیث جب معرضِ عمل میں ہو تو سنت کہلاتی ہے۔

سوال ۱۰۔ حدیث اور سنت میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ 1۔ حدیث میں بیان کی نسبت غالب ہوتی ہے اور سنت میں عمل کی نسبت غالب ہوتی ہے۔

2۔ حدیث کبھی ناسخ ہوتی ہے کبھی منسوخ مگر سنت قائمہ کبھی منسوخ نہیں ہوتی۔

3۔ حدیث اپنے راویوں کی کمزوری کی وجہ سے کبھی ضعیف ہوسکتی ہے مگر سنت میں عمل غالب لہٰذا ضعف کا امکان نہیں ہوتا۔

سوال ۱۱۔ کیا نبی ﷺ نے اپنے لیے سنت کا لفظ استعمال کیا؟

جواب۔ جی ہاں! حدیث پاک میں ہے "فَمَن رَغِبَ عَن سُنَّتِي فَلَيسَ مِنِّي"

سوال ۱۲۔ کیا نبی ﷺ نے حدیث پر عمل کرنے کی ترغیب دی تھی؟

جواب۔ سنت پر عمل کی ترغیب دی فرمایا تَرَكتُ فِيكُم اَمرَينِ لَن تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكتُم بِهِمَا كِتَابُ اللهِ وَ سُنَّتُ نَبِيِّهِ (موطا امام مالک صفحہ 363)

سوال ۱۳۔ کیا نبی ﷺ نے سنت کا لفظ کسی اور کیلئے بھی استعمال کیا؟

جواب۔ جی ہاں! صحابہ کرامؓ کے عمل کیلئے بھی یہی لفظ استعمال فرمایا "فَمَن اَدرَكَ ذٰلِكَ مِنكُم فعليهِ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ المَهدِيِّينَ" (جامع ترمذی۔ جلد2، صفحہ 92)

سوال ۱۴۔ کیا نبی ﷺ نے خلفائے راشدین کے علاوہ دوسرے صحابہؓ کیلئے بھی سنت کا لفظ استعمال کیا؟

جواب۔ جی ہاں! فرمایا "اِنَّ ابنَ مَسعُودٍ سَنَّ لَكُم سُنَّةً فَاستَنُّوا بِهَا" (مصنف عبدالرزاق۔ جلد2، صفحہ 229)

سوال ۱۵۔ اہلِ حدیث اور اہلِ سنت والجماعت کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ جو حدیث پڑھ کر عمل کرے وہ اہلِ حدیث کہلاتا ہے وہ صحابہؓ کے عمل کو حجت نہیں سمجھتا، اور جو نبی ﷺ کی سنت پر عمل کریں اور صحابہؓ کے اعمال کو حجت سمجھتے ہوئے اسکی پیروی وتقلید کریں انہیں اہلِ سنت والجماعت کہا جاتا ہے۔

سوال ۱۶۔ کیا نبی ﷺ کے علاوہ کسی کی اتباع واقتداء کرنا حرام ہے؟

جواب۔ نہیں! ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَاتَّبِع سَبِيلَ مَن اَنَابَ اِلَيَّ"

(پیروی کرو اسکی جو میری طرف رجوع کرنے والا ہو)

سوال ۱۷۔ کیا نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی اقتداء کرنے کا حکم دیا؟

جواب۔ جی ہاں! نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو بتایا "اِنَّ النَّاسَ تَبَعٌ لَكُم" (جامع ترمذی۔ جلد2، صفحہ 89)

(بیشک لوگ تمہارے پیچھے چلیں گے)

سوال ۱۸۔ کیا صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں؟

جواب۔ جی ہاں! ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِاِحسَانٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُم وَرَضُوا عَنهُ"

سوال ١٩۔ کیا صحابہ کرامؓ پوری طرح خبردار تھے کہ ان کی پیروی کی جائے گی؟

جواب۔ جی ہاں! حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کے مجمع میں فرمایا ''اِنَّکُم اَیُّها الرَّھطُ اَئِمَّۃ یَقتَدِی بِکُم النَّاسُ''

(اے لوگو تم امام ہو لوگ تمہاری اقتداء کریں گے) (موطا امام مالک۔ صفحہ 132)

سوال ٢٠۔ کیا صحابہ کرامؓ کے اعمال حضور ﷺ کی ترجمانی کرتے تھے؟

جواب۔ جی ہاں! عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ''اَلَا اُصَلِّی بِکُم صَلٰوۃَ رَسُولِ ﷺ (فَصَلّٰی)''

(سنن نسائی۔ جلد 1، صفحہ 120)

سوال ٢١۔ اگر کوئی صحابیؓ حدیث کی روایت کریں مگر ان کا اپنا فعل اس کے خلاف ہو تو کیا نتیجہ نکالنا چاہیے؟

جواب۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ روایت منسوخ ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ یہ لکھتے ہیں

''اِنَّ عَمَلَ الرَّاوِی بِخِلَافِ مَا رَوَاہُ دَالٌّ عَلٰی نَسخِ مَا رَوَاہُ'' (فتح الملہم، شرح مسلم۔ جلد 1، صفحہ 445)

سوال ٢٢۔ صحابیؓ کی روایت اور اس کے عمل میں اختلاف کے بارے میں سلف صالحین کیا رائے رکھتے ہیں؟

جواب۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں ''رَاوِی الحَدِیثِ اَعرَفُ بِالمُرَادِ بِہٖ مِن غَیرِہٖ وَ لَا الاصحابی المجتھد'' (حدیث کا راوی اس حدیث کی مراد کو بہتر جانتا ہے خصوصاً جب کہ وہ صحابی اور مجتہد ہو)

سوال ٢٣۔ صحابہؓ اور عام راویوں میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ جب صحابیؓ کوئی روایت کرے تو دوسرے سے تحقیق کی ضرورت نہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا

''اِذَا حَدَّثَکَ شَیئاً سَعدٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم فَلَا تَسئَل عَنہُ غَیرَہٗ'' (بخاری۔ جلد 1، صفحہ 62)

(جب سعد تمہارے سامنے نبی ﷺ کی حدیث بیان کرے تو اسکے بارے میں کسی اور سے نہ پوچھو)

صحابیؓ کی مرسل روایت بھی قابل حجت ہوتی ہے۔

سوال ٢٤۔ کیا صحابہؓ عام بشری کمزوریوں سے بالاتر تھے ان میں اور دوسرے راویوں میں فرق کیوں؟

جواب۔ صحابہؓ کی بشریت سے انکار نہیں مگر ان کے دلوں کی پاکیزگی پر کتاب اللہ کی کھلی شہادت موجود ہے

''وَاَلزَمَھُم کَلِمَۃَ التَّقوٰی وَ کَانُوا اَحَقَّ بِھَا وَاَھلَھَا''

سوال ٢٥۔ کیا صحابیؓ سب کے سب عادل ہیں کسی پر جرح نہیں؟

جواب۔ جی ہاں! قرآن پاک میں ہے ''اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِی قُلُوبِھِمُ الاِیمَانَ''۔ اس سے بڑی گواہی کیا ہو سکتی ہے

''وَکَرَّہَ اِلَیکُمُ الکُفرَ وَ الفُسُوقَ وَ العِصیَانَ''

سوال ٢٦۔ کیا صحابہؓ کے اعمال پر بدعت کا اطلاق ہو سکتا ہے؟

جواب۔ نہیں! بدعت کی حدیں صحابہؓ کے بعد شروع ہوتی ہیں۔ حضرت حذیفہ بن الیمان فرماتے ہیں

''کُلُّ عِبَادَۃٍ لَم یَتَعَبَّدھَا اَصحَابُ رَسُولِ ﷺ فَلَا تَعَبَّدُوھَا'' (الاعتصام۔ جلد 1، صفحہ 54)

حافظ ابن کثیر بھی اپنی تفسیر میں اسکی تائید کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر۔ جلد 4، صفحہ 156)

سوال ۲۷۔ کیا ہر مسئلے میں ایک ہی صحابیؓ کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟

جواب۔ نقلِ روایت میں تو ایک صحابیؓ کے بعد دوسرے سے تحقیق کی ضرورت نہیں چونکہ سب صحابہؓ عادل تھے، تاہم اخذ مسائل میں مجتہدین صحابہؓ کو عام صحابہؓ پر فوقیت حاصل ہے۔ وراثت کا ایک مسئلہ ابو موسیٰ اشعری سے پوچھا گیا پھر ابنِ مسعودؓ سے پوچھا گیا دونوں میں فرق تھا تو ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا

''لَا تَسئَلُوا نِی مَادَامَ هٰذَا الحِبرُ فِیکُم'' (صحیح بخاری۔ جلد 8، صفحہ 188)

سوال ۲۸۔ کیا صحابہؓ پر طعن کرنا یا ان کی تنقیص کرنا جائز ہے؟

جواب۔ ہرگز نہیں! حافظ ابوزرعہ فرماتے ہیں

''اِذَا رَئَیتَ الرَّجُلَ یَنتَقِصُ اَحَدًا مِن اَصحَابِ رَسُولِ اللّٰہ ﷺ فَاعلَم اَنَّهٗ زِندِیقٌ'' (تاریخ ابی زرعہ۔ جلد 1، صفحہ 412)

حدیثِ پاک میں ہے ''فَمَن اَحَبَّهُم فَبِحُبِّی اَحَبَّهُم وَ مَن اَبغَضَهُم فَبِبُغضِی اَبغَضَهُم'' حافظ ابن اثر جزریؒ فرماتے ہیں ''لَا یَتَطرقُ اِلَیهِم الجَرحُ لِاَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُولَهٗ زَکَاهُم وَعَدلَاهُم''

(جرح ان کی طرف راہ نہیں پاتی کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کا تزکیہ کیا اور تعدیل کی ہے)

سوال ۲۹۔ اگر کسی حدیث میں دو مختلف صحابہؓ سے دو مختلف روایتیں ہوں تو کیا کریں؟

جواب۔ امام السنن ابوداؤد فرماتے ہیں ''اِذَا تَنَازَعَ الخَبرَانِ عَنِ النَّبی ﷺ نُظِرَ اِلٰی مَاعَمِلَ بِهٖ اَصحَابُهٗ مِن بَعدِهٖ''

(جب نبی ﷺ سے کسی موضوع پر دو مختلف روایتیں ملیں تو یہ دیکھا جائیگا کہ آپ ﷺ کے صحابہؓ نے کیا عمل کیا)

(سنن ابی داؤد۔ جلد 1، صفحہ 376)

سوال ۳۰۔ اگر دو حدیثیں آپس میں متضاد نظر آئیں تو کیا کریں؟

جواب۔ حافظ ابوبکر جصاص رازیؒ لکھتے ہیں ''اِذَا کَانَ مَتٰی رُوِیَ عَنِ النَّبِی ﷺ خَبرَانِ مُتَضَادَّانِ وَ ظَهرَ عَمَلُ السَّلَفِ بِاَحَدِهِمَا کَانَ الَّذِی عَمَلُ السَّلَفِ بِهٖ اَولٰی بِالاِثبَاتِ'' (جب نبی ﷺ سے دو حدیثیں اسطرح مروی ہوں جو آپس میں ٹکراتی ہوں اور سلف کا عمل ان میں سے کسی ایک پر ہو تو سنت قائمہ وہ ہوگی جس پر سلف کا عمل ہو)

سوال ۳۱۔ محدثین کون ہوتے ہیں؟

جواب۔ علمِ رسالت کے پہریداروں کو محدثین کہتے ہیں۔ وہ کھرے اور کھوٹے کو الگ الگ کر دیتے ہیں۔

گروہ ایک جویا تھا علمِ نبی کا ...... لگایا پتہ اس نے ہر مفتری کا

نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا ...... کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا

کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون ...... نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

ایک اور شاعر لکھتے ہیں:

ہوئی جب دشمنانِ دین کی یلغار سنت پر ...... سنبھالا پرچم اسلام اہلِ علم نے بڑھ کر

حفاظت سند کی پھر متن کی جب ہو چکی پوری ...... تو امت پھر منظم ہوگئی آقا ترے در پر

حدیثِ نبوی ﷺ پر قرآن کا سایہ

سوال ۱۔ حدیث پاک کے الہامی ہونے پر قرآنِ مجید سے تین دلائل پیش کریں۔

جواب۔ دلیل نمبر ۱۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

مَاقَطَعتُم مِن لِینَةٍ اَو تَرَکتُمُوهَا قَائِمَةً عَلٰی اُصُولِهَا فَبِاِذنِ اللّٰهِ

(اور جو کاٹ ڈالے تم نے درخت یا انہیں اپنی جڑوں پر کھڑے رہنے دیا سو اللہ کے حکم سے تھا)

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا حکم کہیں نہیں ملتا کہ "یہ درخت کاٹ دیں، یہ رہنے دیں" لیکن اللہ کے حکم کی گواہی موجود ہے، پس یہ حکم وحی غیر متلو (وحی جس کی تلاوت جاری نہیں ہوئی) تھی۔

دلیل نمبر ۲۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَت مَن اَنبَاَکَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ العَلِیمُ الخَبِیرُ (التحریم۔ پارہ 28)

(جب آپ ﷺ نے وہ بات بی بی کو جتائی تو اُس نے پوچھا آپؐ کو کس نے بتایا آپؐ نے فرمایا مجھے علیم وخبیر نے خبر دی ہے)

دلیل نمبر ۳۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

وَ فِی اَموَالِهِم حَقٌّ مَعلُومٌ لِلسَّائِلِ وَالمَحرُومِ

(ان کے اموال میں حصہ مقرر ہے مانگنے والے اور محروم کیلئے)

حقِ معلوم کی تفصیل قرآنِ پاک میں نہیں حدیثِ پاک میں ہے۔

سوال ۲۔ جو شخص یہ کہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے میں اسے مانتا ہوں مگر جو حدیث میں ہے میں اسے نہیں مانتا تو کیا حکم ہے اس کے بارے میں؟

جواب۔ حافظ ابنِ حزم اندلسیؒ لکھتے ہیں:

"لَو اَنَّ اِمرأً قَالَ لَا نَاخُذُ اِلَّا بِمَاوَجَدنَا فِی القُرآنِ لَکَانَ کَافِراً بِاِجمَاعِ الاُمَّةِ" (الاحکام فی اصول الاحکام۔ جلد2)

(اگر کسی شخص نے کہا کہ ہم صرف وہی مانیں گے جسے ہم قرآن میں پائیں گے تو وہ شخص بالاتفاق کافر ٹھہرے گا)

سوال ۳۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت شرک نہیں ہے؟

جواب۔ ہرگز نہیں! قرآن مجید میں حکم الٰہی ہے "مَن یُطِعِ الرَّسُولَ فَقَد اَطَاعَ اللّٰهَ"

(جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)

سوال ۴۔ کیا وحی غیر متلو میں امر و نواہی کا سلسلہ بھی تھا یا فقط اسرار و رموز کی باتیں تھیں ؟

جواب۔ وحی غیر متلو کیلئے حدیث میں کئی جگہ امرنی ربی وغیرہ کے الفاظ ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں امر و نواہی کا سلسلہ بھی تھا۔ مثلاً

۱۔ اِنَّ اللہ تعالیٰ اَمَرَنِی بِمَدَارَةِ النَّاسِ کَمَا اَمَرَنِی بِاِقَامَةِ الفَرَائِض (جامع صغیر۔ امام سیوطیؒ)

(مجھے اللہ تعالیٰ نے اس تاکید سے لوگوں کی مدارات کا حکم دیا ہے
جس تاکید سے اس نے مجھے فرائض قائم کرنے کا حکم دیا ہے)

۲۔ اِنَّ اللہ اَمَرَنِی اَن اُعَلِّمَکُم بِمَا عَلَّمَنِی وَاَن اُوَدِّبَکُم (جامع صغیر۔ امام سیوطیؒ)

(مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمہیں وہ بتلاؤں جو اللہ نے مجھے بتلایا اور تمہیں آدابِ زندگی سکھلاؤں)

مزید برآں حکمِ خدا حکمِ خدا ہے خواہ اس کی تلاوت جاری ہو خواہ اسکا فقط حکم چلے۔

حفاظتِ حدیث

سوال ۱۔ کیا نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حدیث لکھنے کی اجازت دی تھی؟

جواب۔ جی ہاں! چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ ایک انصاریؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ کی حدیث سنتا ہوں اور بھول جاتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اِستَعِن بِیَمِینِک (اپنے ہاتھ سے مدد لو) (ترمذی۔جلد 2، صفحہ 107)

۲۔ یمن کے ایک شخص ابوشاہؓ نے حدیث لکھنے کی درخواست کی تو نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا

اُکتُبُوہُ لِاَبِی شَاہ (ابوشاہ کیلئے یہ باتیں لکھ دو) (صحیح بخاری۔جلد 1، صفحہ 22)

۳۔ حضرت رافع بن خدیجؓ نے حدیث پاک لکھنے کی اجازت مانگی تو نبی ﷺ نے فرمایا

اُکتُبُوا وَلَا حَرَج (لکھ لیا کرو اس میں کوئی حرج نہیں) (تدریب الراوی۔صفحہ 286)

۴۔ حضرت انس بن مالکؓ کو نبی ﷺ نے فرمایا

قَیِّدُو العِلمَ بِالکِتَابِ (علم کو ضبط تحریر میں لاؤ) (جامع بیان العلم۔جلد 1، صفحہ 72)

سوال ۲۔ کیا کسی صحابیؓ نے حدیثیں لکھ کر نبی ﷺ کو سنائی بھی تھیں؟

جواب۔ جی ہاں ! صحابہ کرامؓ بعض اوقات لکھی ہوئی احادیث پڑھ کر سنا دیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ اپنے ذخیرہ احادیث کے متعلق فرمایا کرتے تھے "ھٰذِہٖ سَمِعتُھَا مِنَ النَّبِی ﷺ فَکَتَبتُھَا وَعَرَضتُھَا" (مستدرک حاکم۔جلد 1)

﴿یہ حدیثیں میں نے نبی ﷺ سے سنیں، انھیں لکھا اور آپ ﷺ کو پڑھ کر بھی سناتا رہا﴾

سوال ۳۔ کیا نبی ﷺ نے حدیثیں آگے بیان کرنے کا بھی حکم دیا؟

جواب۔ جی ہاں! آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے

بَلِّغُوا عَنِّی وَلَو آیَۃً ﴿میری ایک بات بھی یاد ہو تو آگے پہنچاؤ﴾ (بخاری۔مشکوٰۃ، صفحہ 32)

ایک دفعہ فرمایا فَلیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الغَائِبَ ﴿حاضرین اسے غائبین تک پہنچائیں﴾ (بخاری۔جلد 1، صفحہ 26)

ایک مرتبہ فرمایا حَدِّثُوا عَنِّی ﴿مجھ سے حدیث آگے پہنچاؤ﴾ (صحیح مسلم۔جلد 2، صفحہ 414)

سوال ۴۔ کیا نبی ﷺ نے حدیث آگے بیان کرنے والوں کو دعا بھی دی؟

جواب۔ جی ہاں فرمایا، نَضَّرَ اللّٰہُ اِمرَأً سَمِعَ مِنَّا شَیئاً فَبَلَّغَہُ کَمَا سَمِعَہُ (ترمذی۔مشکوٰۃ، صفحہ 35)

﴿اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز رکھے جو ہم سے سنے اور آگے اسی طرح پہنچائے جیسا سنا ہو﴾

صحابہ کرامؓ اور کتابتِ حدیث

صحابہ کرامؓ نے اپنی یادداشت کیلئے حدیث پاک کا جو ذخیرہ جمع کیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ الصحیفۃ الصادقہ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا جمع کردہ صحیفہ تھا۔ (جامع بیان العلم۔جلد1،صفحہ 72)

۲۔ کتابُ الصدقہ : نبی ﷺ نے اپنے گورنروں کیلئے یہ احکام خود لکھوائے تھے۔ (سنن ابی داود۔جلد1،صفحہ 219)

۳۔ صحیفہ علی مرتضیٰؓ : حضرت علیؓ نے زکوٰۃ قصاص دیت وغیرہ کی احادیث جمع کی تھیں۔ (بخاری۔جلد1،صفحہ 38)

۴۔ صحیفہ عمرو بن حزمؓ : فرائض وسنن وغیرہ کے احکام جو نبی ﷺ نے اہلِ یمن کیلئے لکھوائے۔ (سنن نسائی۔جلد2،صفحہ 252)

۵۔ صحیفہ جابرؓ : مسجدِ نبویؐ کے مدرس حدیث حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے ذخیرہ جمع کیا۔ (تہذیب التھذیب۔جلد8،صفحہ 353)

۶۔ صحیفہ سمرۃ بن جندبؓ : حضرت سمرۃؓ نے اپنی یادداشت کیلئے جمع کیا۔ (تہذیب التھذیب۔جلد4،صفحہ 236)

۷۔ کتاب معاذ بن جبلؓ : قاضی یمن حضرت معاذؓ نے یہ ذخیرہ جمع کیا تھا۔ (ترمذی۔ابوداؤد۔مشکوٰۃ۔صفحہ 324)

۸۔ کتاب عبداللہ بن عمرؓ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یادداشت کیلئے ذخیرہ اکٹھا کیا۔ (سنن دارمی۔جلد1،صفحہ 105)

۹۔ کتاب ابن عباسؓ : حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا مجموعہ احادیث تھا۔ (ترمذی شریف۔جلد2،صفحہ 283)

۱۰۔ کتاب سعد بن عبادہؓ : انصار کے سردار حضرت سعدؓ نے ذخیرہ جمع کیا۔ (جامع ترمذی۔جلد1،صفحہ 160)

سوال ۲۔ کیا نبی ﷺ نے کسی صحابیؓ کو حدیث لکھنے کا حکم دیا؟

جواب۔ جی ہاں! نبی ﷺ نے فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے

وَالَّذِی نَفسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا یَخرُجُ مِمَّا بَینَھُمَا اِلَّا حَقٌّ فَاکتُب (سنن ابی داود۔جلد2،صفحہ 513)

﴿قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ان دو ہونٹوں کے درمیان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا، سو تم ان باتوں کو لکھتے رہو﴾

سوال ۳۔ کیا نبی ﷺ نے کسی صحابیؓ کو حدیث لکھنے سے منع بھی کیا؟

جواب۔ جی ہاں! ابتدائی دور میں اس لیئے منع کیا کہ کہیں احادیث اور قرآنی آیات آپس میں خلط ملط نہ ہو جائیں۔ جب صحابہ کرامؓ نے اس حقیقت کو اچھی طرح جان لیا تو نبی ﷺ نے حدیث لکھنے کی بھی اجازت دے دی۔

رجال الحدیث

رجال الحدیث وہ مردانِ باوفا ہیں جن کی وجہ سے حدیث پہلوں سے پچھلوں تک پہنچی ۔ نبی ﷺ نے سب صحابہؓ کو رجال حدیث بنایا، فرمایا بَلِّغُوا عَنِّی وَلَو اٰیَةً ﴿میری باتیں آگے پہنچاؤ ایک ہی سہی﴾

اس ارشادِ رسالت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ نبی ﷺ نے ہر صحابیؓ کو حدیث کو آگے پہنچانے کا ذمہ دار بنایا۔

۲۔ نبی ﷺ کی نظر میں ہر صحابیؓ روایت کا اہل تھا، صادق اور امین تھا۔

صفِ اول کے رجال الحدیث:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (32) سے 848 احادیث

۲۔ ام المومنین سیدہ عائشہؓ (58) سے 2210 احادیث

۳۔ حضرت ابوھریرہؓ (59) سے 5374 احادیث

۴۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ (68) سے 1660 احادیث

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (73) سے 2630 احادیث

۶۔ حضرت ابوسعید خدریؓ (74) سے 1170 احادیث

۷۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ (78) سے 1540 احادیث

۸۔ حضرت انس بن مالکؓ (93) سے 2266 احادیث

خیرِ اُمت کی فضیلت:

عرب میں نوشت وخواند کا رواج کم تھا۔ حافظہ کی قوت زیادہ استعمال ہوتی تھی۔لوگوں کو اپنے شجرہ نسب اور ہزاروں اشعار وضربُ الامثال یاد ہوتی تھیں۔انسان جس قوت سے کام لے وہ قوی سے قوی تر ہو جاتی ہے۔مشہور تابعی حضرت قتادہؒ کا قول "قوتِ حافظہ اس امت کا امتیازی سرمایہ ہے" (زرقانی شرح۔جلد 5،صفحہ 395)

محدثین کا شوق حدیث:

۱۔امام لیث بن سعدؒ (175) سے کسی نے پوچھا کہ آپ بعض اوقات ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو کتابوں میں نہیں ملتیں۔فرمایا اگر سینے کا علم کتابوں میں آجاتا تو سواری نہ اٹھا سکتی۔ (تہذیب۔جلد 8،صفحہ 463)

۲۔امام عبداللہ بن ابی داؤدؒ (316) امام ابو داؤد صاحب سنن کے فرزند جب اصفہان پہنچے تو علماء نے جلیل القدر محدث کا فرزند سمجھ کر حدیث سننے کا مطالبہ کیا۔انہوں نے چھتیس ہزار احادیث زبانی سنا دیں۔ جب وفات ہوئی تو اتنا مجمع تھا کہ 80 بار نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ (میزان۔جلد 2،صفحہ 44)

۳۔امام ذہبیؒ نے امام ابنِ ابی عاصمؒ (224) کے متعلق لکھا ہے کہ انھوں نے پچاس ہزار احادیث زبانی لکھوائیں۔
(تذکرہ۔جلد2،صفحہ 194)

۴۔ امام العسالؒ (349) فرماتے تھے کہ مجھے پچاس ہزار حدیثیں صرف علمِ قرأت سے متعلق یاد ہیں۔ انھوں نے اُردُستان میں چالیس ہزار احادیث زبانی لکھوائیں۔اصل بیاض سے تقابل کیا گیا تو ایک حرف کی غلطی بھی نہ تھی۔
(تذکرہ۔جلد3،صفحہ 97)

۵۔ امام ابن خزیمہؒ (311) نے فرمایا کہ امام ابنِ راہویہؒ کو ستر ہزار حدیثیں یاد تھیں۔طلبہ نے پوچھا آپ کو کتنی یاد ہیں، پہلے فرمایا فضول باتیں مت کرو۔پھر اصرار کرنے پر بتایا میں نے جو کچھ کتابوں میں لکھا ہے مجھے زبانی یاد ہے۔
(تذکرہ۔جلد2،صفحہ 26)

۶۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے تھے کہ کل صحیح احادیث سات لاکھ سے کچھ زائد ہیں۔جن میں سے چھ لاکھ ابوزرعہ رازیؒ (264) کو یاد ہیں۔ان کے ایک شاگرد نے قسم کھائی کہ ابوزرعہؒ کو لاکھ حدیثیں یاد نہ ہوں تو بیوی کو طلاق ۔ جب ابوزرعہ کے سامنے مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا تیری بیوی کو طلاق نہیں ہوئی ۔ فرمایا کرتے تھے کہ ایک لاکھ احادیث مجھے اسطرح یاد ہیں جیسے عام لوگوں کو سورۃ اخلاص یاد ہوتی ہے۔ (تہذیب۔جلد7،صفحہ 33)

۷۔ امام ابوزرعہؒ کی وفات بھی عجیب طریقے سے ہوئی ۔ مشہور محدث ابو جعفر محمد بن علیؒ کا بیان ہے کہ ہم چند رفقاء امام ابوزرعہؒ کے پاس اس وقت پہنچے جب ان پر نزع کا عالم طاری تھا۔ہم نے ''لا الـــــــــــہ الا اللہ '' کی تلقین کا ارادہ کیا مگر جرأت نہ ہوئی ۔ محدث ابنِ وارہؒ نے سند شروع کی مگر امام ابوزرعہؒ نے عالمِ نزع میں خود سند بیان کرنی شروع کی ''قال حدثنا ابو عاصمؒ قال حدثنا عبدالحمیدؒ عن صالحؒ عن کثیرؒ عن معاذ بن جبلؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مَن کَانَ آخِرُ کَلَامِہِ لَا اِلَـہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الجَنَّۃَ وَ مَاتَ رَحِمَہُ اللّٰہ تعالیٰ '' یہ الفاظِ حدیث بیان کر کے ان کی وفات ہوگئی (معرفتِ علوم الحدیث۔صفحہ 76)

تدوینِ حدیث

سوال۱۔ قرونِ ثلٰثہ کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ وہ قرون جن میں خیر کا غلبہ ہونے کی بشارت نبی ﷺ نے درج ذیل الفاظ میں دی:

''اَکرِمُوا اَصحَابِی فَاِنَّهُم خِیَارُکُم ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَهُم ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَهُم ثُمَّ یُظهِرُ الکِذبُ'' (مشکوٰۃ۔صفحہ 554)

﴿میرے صحابہؓ کی عزت کرو کیونکہ وہ تم میں سے بہترین ہیں پھر
وہ جو انہیں ملیں پھر وہ جو انہیں ملیں پھر جھوٹ ظاہر ہونے لگے گا﴾

سوال۲۔ تدوینِ حدیث کی حکومتی کوششوں کا باقاعدہ آغاز کب ہوا؟

جواب۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور میں ائمہ حدیث کو اس طرف متوجہ کیا۔

''کَتَبَ عُمَرُ بنُ عَبدِالعَزِیزِؒ اِلٰی اَبِی بَکرِ بنِ حَزمٍ اُنظُر مَا کَانَ مِن حَدِیثِ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ فَاکتُبهُ''

﴿حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ نبی ﷺ کی حدیث پر نظر رکھو اور انہیں لکھ لو﴾

(بخاری۔جلد1،صفحہ28)

☆ حضرت ہمام بن منبہ نے حضرت ابوھریرہؓ سے مجموعہ حدیث اکٹھا کیا۔دو قلمی نسخے برلن اور دمشق کے کتب خانوں میں آج بھی موجود ہیں۔

☆ علامہ ابنِ شہاب زہری نے بھی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم سے ذخیرہ حدیث اکٹھا کیا۔(المصنف عبدالرزاق۔جلد1)

☆ امام شعبی نے مجموعہ امام شعبی کے نام سے ذخیرہ حدیث تیار کیا۔یہ حدیث کی پہلی کتاب ابواب سے مرتب ہوئی۔

سوال۳۔ تدوینِ حدیث کے پانچ دور کون کون سے تھے؟

جواب۔☆ پہلا دور 200......100ہجری
☆ دوسرا دور 250......200ہجری
☆ تیسرا دور 300......250ہجری
☆ چوتھا دور 450......350ہجری
☆ پانچواں دور 750......500ہجری

☆ دورِ صحابہؓ 120ہجری تک
☆ دورِ تابعینؒ 170ہجری تک
☆ دورِ تبع تابعینؒ 220ہجری تک
☆ آخری صحابی حضرت عامر بن واثلہؓ کی وفات 110ہجری میں یا 120ہجری میں ہوئی۔

تدوینِ حدیث کے پانچ دور

پہلا دور	دوسرا دور	تیسرا دور	چوتھا دور	پانچواں دور
ابنِ جریجؒ کی کتاب الآثار حدیث کی سب سے پہلی باقاعدہ کتاب ہے 150ھ	ا۔ مسند ابی داؤد طیالسی 204ھ	ا۔ الصحیح امام بخاریؒ 256ھ	ا۔ ابنِ ابی العوامؒ 335ھ	ا۔ بغویؒ 516ھ
	۲۔ مسند امام شافعیؒ 204ھ	۲۔ الصحیح امام مسلمؒ 261ھ	۲۔ ابو محمد الحارثیؒ 340ھ	۲۔ قاضی عیاضؒ 544ھ
	۳۔ مسند اسد بن موسیٰ 212ھ	۳۔ سنن ابو داؤدؒ 275ھ	۳۔ ابنِ حیانؒ 354ھ	۳۔ ابنِ عساکرؒ 571ھ
عمر بن راشدؒ کی الجامع 154ھ اسکا ایک نسخہ انقرہ میں اور ایک استنبول میں مخطوطات میں موجود ہے۔	۴۔ مسند عبداللہ بن موسیٰ 213ھ	۴۔ سنن ترمذیؒ 279ھ	۴۔ طبرانیؒ 360ھ	۴۔ حافظ عبدالغنیؒ 600ھ
	۵۔ مسند نعیم بن حماد الخزاعیؒ 228ھ	۵۔ سنن نسائیؒ 303ھ	۵۔ ابو محمد حسن بن محمدؒ 360ھ	۵۔ ابن صلاحؒ 643ھ
	٦۔ مسند اسحاق بن راہویہؒ 238ھ	٦۔ سنن ابنِ ماجہؒ 273ھ	٦۔ ابنِ عدیؒ 365ھ	٦۔ ابنِ تیمیہؒ 652ھ
امام مالکؒ کی موطا مالک 179ھ امام محمدؒ نے موطا امام محمد لکھی قاضی ابو یوسفؒ نے کتاب الآثار فقہی ابواب پر مرتب کی اور مختلف و موافق حدیثیں جمع کیں۔ منصف فی الحدیث کے لقب سے مشہور ہوئے۔	۷۔ مسند عثمان بن ابی شیبہؒ 239ھ	دارمیؒ 255ھ	۷۔ ابنِ شاہینؒ 370ھ	۷۔ امام نوویؒ 676ھ
	۸۔ مسند امام احمد بن حنبلؒ 241ھ	ذہلیؒ 258ھ	۸۔ ابنِ حزمؒ 456ھ	۸۔ امام ابنِ قیمؒ 751ھ
		مزنیؒ 274ھ	۹۔ حاکمؒ 405ھ	
		ابو یعلیٰ موصلیؒ 307ھ	۱۰۔ ابو نعیم اصفہانیؒ 430ھ	
		ابنِ جارودؒ 307ھ	۱۱۔ البیہقیؒ 458ھ	
		ابنِ جریر طبریؒ 310ھ	۱۲۔ خطیب بغدادیؒ 463ھ	
		ابو جعفر طحاویؒ 321ھ	۱۳۔ ابنِ عبد البر مالکیؒ 463ھ	
		ابنِ خزیمہؒ 321ھ		
		ابنِ عوانہؒ 316ھ		